بعون صانع زمین و زماں و فضل خلاق کون و مکاں

کارنامۂ نازک بیانی و صحیفۂ شیریں مقالی کلام سحر تاثیر حسن و عشق کی

تصویر ناظرین منصف طبع کے لائق آفتاب و داغ پر فائق

المسمی

افکار عاشق

المعروف باسم تاریخی

شاہد نظام

سنہ ۱۳۰۱ھ

نذر گذرانیدہ حضرت بندگان آصف جاہ میر محبوب علیشاہ بہادر

دام اقبالہ والی دکن نتیجہ فکر مولوی منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق

دہلوی معتمد ریاست بیکانیر سلمہ

بمطبع رامی صوانی شاہی دہلی باہتمام محمد علی بیگ زیور طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان موسوم بہ افکار عاشق

جبین فرسائی لازم ہے تو واجب عجز و زاری ہے
یہ وہ مضمون مشکل ہے کہ یان کاغذ کا ہی منہ فق
ازل سے تا ابد قالو بلی کہتے ہی گذرے گی
حقیقت میں اسیکی صنعت اسکی حمد ہے لیکن
ریاضت عمر بھر گر ہو رہا سے ساتھ تو پھر کیا
قلم سیر الوار الحمد ہو جائے گا محشر میں

جھکا لے سر قلم اپنا کہ لکھنی حمد باری ہے
سیاہی روشنائی کی رخ روشن پہ ناری ہے
زبان وہ موج کوثر ہے کہ جسکا فیض جاری ہے
بشر کو بھی ہے کچھ دعوی یہ شان کردگاری ہے
اگر مقبول اک نکتہ ہو تو لاکھوں پہ بھاری ہے
کہ جسکا مشغلہ تحمید ہے مدحت نگاری ہے

ادا جب حمد کا حق ہو نہ اے عاشق سو لون ہے
زبان مین کب یہ طاقت ہے حقیقت کیا ہماری ہے

اللہ اللہ تیری شان عالی شان بحد بے پایان بمصداق کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ مین ملائک انسان کا طائر بیان امکان وہم و گمان سرگردان - سبحان اللہ سبحان اللہ تیری علم قدرت کا پایان بفحوائے خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ باصرۂ جان اور دیدۂ جنان سے - غیر نمایان - اور نعت حبیب لبیب رب العالمین شافع یوم الدین شفیع المذنبین فخر المرسلین خاتم النبیین صدر نشین عز و تمکین مین نطق زبان عجز قرین اور حسرت الکین بین اعنی صاحب حبل المتین وآلہ المکرمین الطاہرین

رہنمایان راہ یقین وہادیان شرع مبین طریقت تمکین وحقیقت آئین مین طبع حزین نیاز آگین
امابعد ارباب کمال کا خوشہ چین سروران اقلیم سخن کا پیرو آئین عشق وعاشقی
قیس وو امق محمد اقبال حسین عاشق وکیل راج بیکانیر متعینہ رزیڈنٹی ریاستہا۔ ئے راجپوتانہ
کہ جس نے خار وخس بیابان عشق کی بجھی چھپائی دبی دبائی آگ کی چنگاریوں کو شعلہ ہائے آتش اشتیاق
مہوشان لیلی اداکے خار الم سے کرید کر شرر انگیز کیا۔ اور مضامین محمل نشین دل ودماغ سے
ہمپیخوان ہنگر ناقہ مستانہ شوق کو وادی لق ودق تمنا میں تیز کیا گلعذاران عذراشمائل پیکر تصویر خیالی
کو زردی رنگ اور خوننابہ دل کے غازہ سے آب وتاب دی ۔ اور خیابان گلشن حسن کی کلیجین
خزان رسیدہ وامق کے دامانِ تمنا کو اشکباری چشم حسرت تازہ سے زیب وزینت بخشی ۔
ہجوم آلام نے اس قابل نہیں رکھا کہ بزم طرب میں آسکوں ۔ اور وفور افکار نے اس لایق
نہیں چھوڑا کہ ہنسی خوشی والوں کو اپنی روتی صورت دکھا سکوں ۔ کیونکہ سر شوریدہ میں
سودائے گیسو ہے ۔ جبین نیاز میں درد ۔ آنکھوں میں تپ ہجران کی سوزش ہے ۔ لبوں
پر آہ سرد ۔ زبان پر تف ہجراں کے چھالے ہیں ۔ تیمار دار کو جو پوچھئے تو کچھ فریاد ہے کچھ
نالے ہیں ۔ گردن میں طوق زلف گرہ گیر ہے ۔ سینہ میں داغوں کا ہجوم کثیر ہے ۔ ہاتھوں کو
شغل گریباں چاکی ہے ۔ پاؤں کو راہ صحرائے مصیبت میں بیباکی ہے ۔ کمر حسرت اور ارمان کے
بوجھ سے خم ہے ۔ لکھنے پڑھنے کی طاقت بہت کم ہے ۔ نثر کا ہر فقرہ دلگیر اور نظم کا ہر مصرع
الجھن کی تصویر ۔ پریشانیوں کا پیکر ۔ افکار کا محضر ۔ آلام کا نمونہ ۔ غموں کا چربہ ۔ صدموں کا
سانچہ ۔ حسرت کا خاکہ ۔ وحشت کا عکس ۔ بیقراری مرغ دل کا رقص ۔ ویرانہ کا رمنا ۔
ایک گنگا ۔ دوسرا جمنا ۔ مگر جذبہ دل کب مانتا ہے ۔ چپ رہوں تو مجھوں
مانتا ہے ۔ دوستی کو دشمنی جانتا ہے ۔ ہائے ہائے تمنائے عشق حسیناں خیالی دلمیں
۔ بلکہ آب وگل میں ۔ جسکے پورے ہونے کا اعتبار نہیں ۔ بے وفا زندگی پر اختیار
نہیں ۔ کچھ عجیب حال پر اختلال ہے ۔ نہ دل بر جا ہے ۔ نہ خاطر بحال ہے ۔

یکسوئی سے یکسوئی ہے - طبیعت کیا ہے گویا چھوئی موئی ہے - بارے طبع پریشان کو گو... ٹھکر کچھ کہنے کی ہمت بندھائی - تو گویا سونے کی چڑیا ہاتھ آئی سچ تو یہ ہے کہ ا... ہو اللطیف الخبیر نے کار لطیف کیا - یعنی حضرت داغ کے دیوان دوم موسوم بہ آفتاب داغ کی غزلوں کو از اول تا آخر مطلع سے مقطع تک اونہیں قوافی و ردیف میں ہم ردیف کیا پھر اکثر غزلوں کی طرح میں بعد پورا کرلنے قوافی کے آزادانہ غزلیں لکھیں اور اونکے سوا جو اس عرصہ میں دیگر طرحوں پر متفرق غزلیں کہنے کا اتفاق ہوا تھا وہ بھی اسی میں ردیف وار درج کر دیں - زبان دہلی ایک ہی سانچہ میں ڈہلی ہوئی اور مستند زمانہ ہے - مگر مضامین کی آمد اور بندش کی ترکیب اپنے افکار اور لیاقت علمی کے موافق جداگانہ ہے - یہ ایک وہ طرز خیال کی گئی ہے کہ آجتک دیوانہائے فارسی و اُردو اساتذۂ متقدمین یا متاخرین میں سے کسی میں نہیں دیکھی گئی - قدر دانان سخن - و جوہر شناسان فن شاعری سے استدعائے داد ہے - او خطا پر اگر عیب پوشی کی آنکھ پڑجائے تو عین صاد ہے بقول مرزا بسم اللہ بیگ بسمل -

جبکہ سخن مستحق داد ہے	پھر نہ ملے داد تو بیداد ہے
مستحق داد کو جو داد دے	آپ بھی وہ مستحق داد ہے

غرض نقشیست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے

واللہ المستعان

وعلیہ التکلان

فقط

یاسمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلوہ نگاہ میں ہے کسی بے نیاز کا
پتلی ہماری آنکھہ کی پتلا ہے ناز کا

احمد میں ہیم حرف ہے راز و نیاز کا
اے چشم نکتہ بین تجھے موقع ہے ناز کا

ہمکو خضر ملے نہ رہِ عشق مین کبھی
پھر کیون لقب ملا ہے مسافر نواز کا

مین وہ نہین کہ ناز تمھارا اُٹھاؤن کا
بندہ ہون اے بتو کسی بندہ نواز کا

سن لیجے گوشِ دل سے کہ جھگڑا چکے کہین
قصہ ہو مختصر مری عمرِ دراز کا

دل مین سماگئین جو حقیقت نمائیان
ہمنے کیا ہے قطع علاقہ مجاز کا

دامن چھٹے تو خیر گریبان نہ چاک ہو
اے جوششِ جنون یہی پردہ ہے راز کا

سینہ صدائے نغمۂ یاحق سے گونج اُٹھا
تارِ نفس نہین ہے یہ ہے تار ساز کا

ہم رہبرِ طریقت و محوِ جمال ہین
رستہ ہوا ہے صاف نشیب و فراز کا

عشق بتان حرام ہے حورون کا غم حلال
واعظ تجھے سبب تو بتا امتیاز کا

ایک آگ سی ہے پانی کے اندر لگی ہوئی
ادنےٰ کرشمہ دلکی ہے سوز و گداز کا

دوزخ مین بھی وہ دامنِ زاہد نہ خشک ہو
چھینٹا پڑا ہے جسپہ یہان حرص و آز کا

ساقی پلا وہ مے کہ نہ بجھے پیاس حشر کی
فتوا ملا ہوا ہے ازل سے جواز کا

ہے آرزو یہی کہ الٰہی بروزِ حشر
سایہ ہمارے سر پہ ہو شاہ حجاز کا

اللہ رے عشق تیری کرشمہ طرازیاں
محمود غزنوی سا ہو بندہ ایاز کا

(مقطع)

عاشق جھکائے رکھیو جبین نیاز کو
رتبہ بلند ہے سر عجز و نیاز کا

(زائد از طرح دیوان)

سیکھا ہے ہمنے عشق سے شیوہ نیاز کا
پایا ہے تمنے حسن سے انداز ناز کا

خنجر کو دیکھکر سر تسلیم جھک گیا
پایا ہے جان پہ کھیل کے رستہ نماز کا

کچھ شک اگر ہو عرصۂ محشر سے ناپ لو
دامن دراز ہے مرے عجز و نیاز کا

کیسی کمر کہان ہے دہان بات ہے کوئی
یہ بھی ڈھکوسلا ہے کسی عشق باز کا

بخشا ہے رنگ گل کو نوا عندلیب کو
تونے دیا صبا کو اثر اہتزاز کا

یارب یہ کون وادی غربت مین مر گیا
آئی صبا چڑھانے جو دونا نیاز کا

ٹھکرا رہے ہو قبر مری جان بوجھ کر
توبہ کرو یہ کونسا موقع ہے ناز کا

سچ ہے کہ جانے والے کا مشکل ہے روکنا
پیچھا نہ کر سکا کوئی عمر دراز کا

جسپر ہزار مہر تصدق ہون رشک سے
اللہ رے داغ میری جبین نیاز کا

بیدار ہو کہ رات بہت کم ہے زیست کی
اے بخت خفتہ وقت ہے عجز و نیاز کا

اللہ ہی بچائے دل ایسے غنیم سے
لشکر ہے جسکے ساتھ بڑا کبر و ناز کا

پہونچے جہان رسول ملائک نجا سکے
پل مین سفر کیا رہ دور و دراز کا

(مقطع)

عاشق جو ہمنے آہ بھری ہجر یار مین
اُڑ جائیگا دھوان فلک حقہ باز کا

احمد اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
رنگ مین رنگ ملا خوب ہوا خوب ہوا

چشم باطن ہمین مرغوب ہوے خوب ہوئے
پردہ حائل نہ رہا طالب و مطلوب مین کچھ
فخر آدم بھی ہوا فخر دو عالم بھی ہوا
سر مہ حسن خداداد جو یوسف کو ملا
بیقراروں سے تمہارے نہ کبھی ہو سکتا
مین نہ پیدا ہوا پہلے یہ کرم حق نے کیا

دل حق بین ہمین مطلوب ہوا خوب ہوا
قربت حق کا یہ اسلوب ہوا خوب ہوا
تجھ سا محبوب جو مرغوب ہوا خوب ہوا
نور بینائی یعقوبؑ ہوا خوب ہوا
صبر پیدا اپنے ایوبؑ ہوا خوب ہوا
تیری امت ہی مین منسوب ہوا خوب ہوا

کلمہ حشر مین پڑھتا ہوا اوٹھا عاشق
ساری خلقت مین نہ محجوب ہوا خوب ہوا

زائد از طرح

فرض ہے عبد کا معبود کو یکتا جانے
ہوتی عبرت نہ ملائک کو انانیت سے
تو ہی تو دل مین سمایا ہے خدایا میرے

سجدۂ غیر جو معیوب ہوا خوب ہوا
حق سے شیطان جو مغضوب ہوا خوب ہوا
ماسوا تیرے سے جو مسلوب ہوا خوب ہوا

ہر بن مو سے نکلتی ہے صدا صل علی
قبر عاشق پہ یہ مکتوب ہوا خوب ہوا

عشق مین بس یہ ہنر پیدا کیا
ضعف نے موئے کمر پیدا کیا
جو نمک زخموں پہ چھڑکے رات دن
جستجوئے خانۂ دلدار مین
جب چلے دنیا سے خالی ہاتھ تھے
ساتھ دیتا ہے جگر بھی آہ مین

کچھ نہ رکھا جس قدر پیدا کیا
تھا کہاں ہم نے مگر پیدا کیا
چارہ گر وہ ڈھونڈکر پیدا کیا
خود کو کھو کر دل مین گھر پیدا کیا
یوں تو ہم نے عمر بھر پیدا کیا
دل نے اچھا نوحہ گر پیدا کیا

ان بتون کے ناز اوٹھانے کے لئے
عاشقون کو بے جگر پیدا کیا

کوہکن بھی کہہ اوٹھا اوستاد ہو
عاشقی مین وہ ہنر پیدا کیا

روئین ہم پھر دشمنون کی جان کو
ربط اوسنے پھر ادھر پیدا کیا

وہ بھی دشمن کے لئے ہین بیقرار
عشق ملنے اولٹا اثر پیدا کیا

کیون نہ ڈوبے چارہ گر جب بحر خون
نبض میری پہ بھنور پیدا کیا

آپ کے موئے میان کو دیکھ کر
ہم نے بھی تار نظر پیدا کیا

ربط اون سے حضرت **عاشق** بھلا
آپ نے کیا دیکھکر پیدا کیا

زائد از طرح

آہ نے اتنا اثر پیدا کیا
سر پہ اک چرخ دگر پیدا کیا

یا الٰہی موت کو کیون دے دیا
جو کیا اور جس قدر پیدا کیا

تم ستاتے ہو پہ خالق نے میرے
کچھ نہین تھا بن مگر پیدا کیا

سرور کونین کا اللہ نے
نور سب سے پیشتر پیدا کیا

جور کا شکوہ ہے کیا - خود ڈھونڈکر
ہم نے شوخ فتنہ گر پیدا کیا

درد دل کی چارہ جوئی خوب کی
اور اولٹا درد سر پیدا کیا

کچھ پتہ امید کا ملتا نہین
کیا عدم مین اسنے گھر پیدا کیا

عاشقون کی آہ بے تاثیر کو
بے گل و برگ و ثمر پیدا کیا

ان بتون کی کیا جدا خلقت ہے جو
بے دہان و بے کمر پیدا کیا

دل بھی قاصد کے گیا ہمراہ وہان
راہبر نے راہبر پیدا کیا

کشتۂ تیغِ ادا نے شوق سے | شمع کی مانند سر پیدا کیا

(مقطع)

ہو گئی تشہیر عاشق اپنی بھی
نام قاتل نے اگر پیدا کیا

بھاری ہین بارِ غم سے بہت دوشِ نقشِ پا | کس سے گلہ کرین لبِ خاموشِ نقشِ پا
کیا مونہہ صبا کا ہو جو ہم آغوشِ نقشِ پا | ہے نازکی لطیف تن و توشِ نقشِ پا
لگ جائے قدر لعل و گہر کی جہان مین | بنجائے دل گر اپنا دُرِ گوشِ نقشِ پا
دل مین جو تھی زمین پہ وہ آبرو نہین | کیا سفت خاک دھول ہوا جوشِ نقشِ پا
نالے کئے تو دھول اوڑی راہِ نقش مین | آہین بھرین تو اوڑنے لگے ہوشِ نقشِ پا
سر میرا فخر سے ہو فلک پر گر آپ کا | مانندِ چتر سر پہ ہو سرپوشِ نقشِ پا
غلمان و حور جبہہ مٹے ہین و عکس نور | نام خدا ہے کیا ہی تن و توشِ نقشِ پا
تو نے گرا کے آنکھ سے اتنا کیا سبک | ہمت مری اوٹھا کے چلے دوشِ نقشِ پا
روتا ہون اوسکے نقش قدم کے خیال مین | جب سوچتا ہون شکل فراموشِ نقشِ پا
کچھ بھی کرین نہ ناز پھر اپنے شباب پر | حورین کبھی جو دیکھین ترا جوشِ نقشِ پا
افتادگانِ خاک کے لینے لگے قدم | جھکنے لگے ہین اب تو سر و دوشِ نقشِ پا
بادِ صبا کے ناز اوٹھاتا ہے راہ مین | اسواسطے ہوا ہے گران دوشِ نقشِ پا
جاے تو ہین وہ باغ مین لیکن یہ خوف ہے | ایسا نہو نسیم بھرے گوشِ نقشِ پا
وہ نقش پا زمین پہ ہین تصویرِ چشم حور | دل کیونکہ ہو نہ عاشق و مدہوشِ نقشِ پا
پوچھون اگر مین یار تیری کجروی کا حال | کچھ بول ہی اوٹھین لب خاموشِ نقشِ پا

(مقطع)

آتا ہے ہمکو یاد شباب پری وشان

عاشق خدا دکھاوے نہ اب جوشِ نقشِ پا

بھرتے تو ہین وہ خاک سے آغوشِ نقشِ پا — گالی نہ دے اوٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا

ایسی ہوا چلی کہ اوڑے ہوشِ نقشِ پا — کچھ بولتے نہین لبِ خاموشِ نقشِ پا

میرا نہ حال دیکھ سکے اور نہ سُن سکے — آنکھین ہوئی ہین کور تو کر گوشِ نقشِ پا

تم کیا چلے گئے کہ تڑپتا ہے خاک پر — جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا

جاتے ہین گھر وہ غیر کے یہ بولتے نہین — کیا سی دیئے گئے لبِ خاموشِ نقشِ پا

نقشِ قدم تمھارا سُنے میرا حال کیون — قسمت سے میرے پھوٹ گئے گوشِ نقشِ پا

بادِ صبا کے ہاتھ سے برباد ہونے کو — اچھا نہین ہے حد سے سوا جوشِ نقشِ پا

ہمنے بھی ہوش کوچۂ جانان مین کھو دیئے — دیکھے جو جا کے صورتِ بیہوشِ نقشِ پا

ایک آہ سے تری بھی اوڑا دونگا خاک مین — اے دامنِ صبا نہ ہو روپوشِ نقشِ پا

اسواسطے کہ حال نہ میرا کہین سنے — موجِ صبا نے کاٹ دیئے گوشِ نقشِ پا

لذت مین بیخودی کے پڑے ہین وہ دم بخود — اوٹھینگے کیا اوٹھائے سے مدہوشِ نقشِ پا

کوئی شریکِ وقتِ مصیبت نہین مگر — یا رب ہماری خاک ہو ہمدوشِ نقشِ پا

ڈرتا ہون مین کہ آگ نہ لگجائے آہ سے — پردے تو کھول ڈالین ذرا گوشِ نقشِ پا

جانے کا بزمِ غیر مین دیتے ہین سب پتا — ظالم نہ ہو تو وعدہ فراموشِ نقشِ پا

اے جان تم زمین پہ رکھتے ہو پاؤن کیون — ہوتی ہے خاک راہ سے ہم آغوشِ نقشِ پا

خورشیدِ حشر کیا ہے ہمارے رسول کا — کافی ہے ہمکو سایۂ آغوشِ نقشِ پا

پائے رسولِ پاک کا سر پر ہو جسکے نقش — اصلا نہو سکے گا سبکدوشِ نقشِ پا

عاشق سبک خرام بنو مثلِ بوئے گل

پھر سہل سے رہو گے ہم آغوش نقش پا

کر سکے گا خنجرِ فولاد کیا
سخت جان پر آپ کی بیداد کیا

ہجر مین کیون نغمہ سنجی عندلیب
نوحۂ غم کی مبارکباد کیا

سخت جان ہو تو بھی مجھ سا کوہکن
کر سکے گا دشنۂ فولاد کیا

اونکو کیونکر ہو مرے مرنے کا غم
جانِ شیرین کو غمِ فرہاد کیا

کثرتِ عشاق میخانہ مین کیون
خاکِ عاشق سے بھرے بنیاد کیا

آرزوئین دل کی ساری مر گئین
اب یہ بستی ہو سکے آباد کیا

دیکھتے ہی اوسکو بیخود ہو گئے
وہ بھی حیران ہین کرین ارشاد کیا

اوسکی چتون پر ہے بسمل اک جہان
ہو عیان بیداد گر کی داد کیا

جب توقع ہی نہین زاری ہو کیون
جب سماعت ہی نہین فریاد کیا

ہین قفس مین ہم تو دونون ایک ہین
یہ چمن کیا خانۂ صیاد کیا

یاد رکھنے کو جو کہتا ہون تو وہ
کہتے ہین تم کیا تمھاری یاد کیا

جیتے جی جو مر گیا ہو آپ پر
مرگ پر اوسکی مبارکباد کیا

فصلِ گل آتی ہے آئے یا نہ آئے
وہ نہین تو دل ہو عاشق شاد کیا

زاید از طرح

دادگر ہی جب نہین فریاد کیا
شکوۂ جورِ ستم ایجاد کیا

وہ کرے گا زلف سے آزاد کیا
دائمی قیدی کو ہو میعاد کیا

بھول کر بھی یاد جو کرنا نہ ہو
اوسکی اپنے دل سے بھولی یاد کیا

پائے بند عشق زلف یار ہین
پھر ہمین اندیشۂ صیاد کیا

یاد دلوایا جو اقرار وصال
ہنس کے بولے پہلی باتین یاد کیا

ہو رہے ہین غیر کے گھر رت جگے
پھر گئی اولٹی مری فریاد کیا

پھر کے کیون آتی ہے آہ نارسا
گھر رقیبون کا ہوا برباد کیا

بے اثر ہین جب تو سب ہین رائگان
نالہ کیا آہ و فغان فریاد کیا

جل گیا ہے آتش ہجران سے خون
فصد کھولے گا مری فصاد کیا

جب کہ دامن خار غم سے چاک ہے
پھر جنون سے خواہش امداد کیا

جھوٹے وعدون پر ترے اے بیوفا
ہو دل ناشاد اپنا شاد کیا

اوڑ گیا تن کے قفس سے صید جان
ہاتھ ملنے سے ہے اب صیاد کیا

توڑتا ہے دم مرے سینہ مین کیون
تجھپہ اے دل پڑ گئی افتاد کیا

ان بتون کا دل پسیجے کس طرح
ہین بھلا کیا اور مری فریاد کیا

مدعی میرے مقابل خاک ہو
اوسکی ہستی کیا ہے اور بنیاد کیا

شور یا لیلی کیا عاشق نے جب
قیس بولا نجد مین اوستاد کیا

مجھکو تم چاہو غلط ہے یہ تماشا کیسا
خود مین عاشق ہون مرا چاہنے والا کیسا

وہ نہ آیا یہ گیا پڑ گیا رونا کیسا
کھو دیا دل بھی مرا تو نے تمنا کیسا

غیر سے آنکھ لڑی پھر وہ ہمارا کیسا
سر محفل ہے یہ پتلی کا تماشا کیسا

قم کے کہنے سے نہ اوٹھا تری ٹھوکر سے جیا
ابن مریم کو مسیحائی کا دعوے کیسا

اک پریزاد کی زلفون کے بنے دیوانے
ہمنے گھر بیٹھے لیا مول یہ سودا کیسا

اے جنون شوق ہو کیون بادیہ پیمائی کا
گھر ہی ویرانہ سے افزون ہے تو صحرا کیسا

چشم میگون سے ترے مست ہے عالم ساقی
پھر خبر کسکو کہ ہے نشۂ صہبا کیسا

خواب مین دل جو تو روتا ہے ڈبوئیگا جہان
سوتے دیدون سے بہاتا ہے یہ دریا کیسا

کردیا فرط تصور نے مجھے آئینہ
میری صورت سے ملا ہے ترا نقشا کیسا

پھنس گئے حضرت ناصح بھی کہین کیا شکوہ
خیر تو ہے سر بازار یہ چرچا کیسا

کیا مری موت تمھین تھے جو ہوئے ہو بدنام
لیتے ہین سوگ نشین نام تمہارا کیسا

بھٹکتے بھٹکاتے ہون رنج شب تنہائی غم
ایک بیچارہ غم حوصلہ فرسا کیسا

مین کبھی بوسہ جو مانگون تو تم انکار کرو
غیر کمبخت کا کردیتے ہو چرچا کیسا

کاش دل سوز نہوتا صفت پروانہ
شمع رویون نے جلایا مجھے کیسا کیسا

تیر پہلو مین چبھو کر مجھے کہتا ہے وہ شوخ
ہم بھی دیکھین کہ ہے پتھر سا کلیجا کیسا

شیخ اوس بزم مین جاتے تو تماشا بنتے
ہم سے کیا پوچھتے ہین شب تھا تماشا کیسا

جسکی فردائے قیامت سے بھی فردا ہو سوا
دل مایوس سمجھ لے کہ ہے وعدا کیسا

اونکی پرسش پہ عزادارون نے میرے یہ کہا
صف ماتم ہے یہان سیر و تماشا کیسا

شوق گلگشت ہے تو گنج شہیدان مین چلو
ہم تڑپنے کا دکھاتے ہین تماشا کیسا

دل اگر مال ہے میرا تو تمہارا بھی تو ہے
ایک ہین دونو تو پھر اپنا پرایا کیسا

زلزلہ کیون طپش دل سے نہ آئے عاشق
ہاتھ رکھ دیکھئے ہلتا ہے کلیجا کیسا

زاہد از طرح

چاٹکر خون گلو رنگ نکالا کیسا
یار کا خنجر بیداد ہے چمکا کیسا

شوق دیدار مین آنکھون کا جھپکنا کیسا
سو گیا پہلو تو کروٹ کا بدلنا کیسا

پی گیا رشکِ عدو خونِ تمنا کیسا
کھا گیا خنجرِ غم ہائے کلیجا کیسا

قتل کے بعد وہ بولے یہ تماشا کیسا
پوچھو تو کہتے ہین تو پوچھنے والا کیسا

نیمجانون کو تڑپتے ہوئے دیکھا تو کہا
آج مقتل مین ہوا واہ تماشا کیسا

بعد کشتن یہ نئی چھیڑ نکالی اوسنے
پوچھتا ہے کہ ہوا حال تمھارا کیسا

ہاتھا پائی سے شب وصل وہ یہ کہتے ہین
بھاڑ مین جائے ترا پیار لپٹنا کیسا

ٹھہرا ہے جوشِ جنون موسمِ گل آنے دے
چاک دامن کا ابھی سے ہے تقاضا کیسا

کیا پسِ مرگ بھی ہے خواہشِ دیدار مجھے
پانو حسرت نے کفن سے ہے نکالا کیسا

مجھ سے کہتا ہے کہ مین بھی ہون اسیرِ گیسو
بخیہ گر نے یہ نیا رشتہ نکالا کیسا

سرد مہری سے تری جم گئے آنکھون مین سرشک
ہم تو رونے ہی کو رو بیٹھے ہین رونا کیسا

ہان ذرا مین تو سُنون کسکو کہا کون مرے
روزنکا تم نے نکالا ہے یہ غمزا کیسا

مین تری آنکھ مین رہتا ہون تو چھپتا کیون ہے
تو مرے دل مین سمایا ہے تو پردا کیسا

کہا مسلمان مسلمان پہ دوزخ ہے حرام
اپنے عاشق کو تو تم نے جلایا کیسا

یہ کیا تربیتِ غیر سے شعور آیا
غرور والے سے ملکر تمھین غرور آیا

جب آتے غیر کو دیکھا اوسے غرور آیا
کہ میرے ساتھ رہا ایک دور دور آیا

زبان پر ترے سو بار ذکرِ حور آیا
بیانِ خلد پہ واعظ تجھے غرور آیا

پلائی ہے مے توحید آج ساقی نے
خمار جسکا نہین وہ ہمین سرور آیا

نہ رکھیو جلوۂ دیدار سے مجھے محروم
الٰہی خیر کہ نزدیک کوہِ طور آیا

تمام عمر رہے ہے عشق مین بتون کے تپان
کبھی قرار بھی اے جانِ ناصبور آیا

کسی کے حسن نے چٹکی سی لی کلیجے مین
کبھی جو خواب مین مجھکو خیالِ حور آیا

سحر جو خواب مین اُس مستِ ناز کو دیکھا
بغیر بادہ پیئے آنکھ مین سرور آیا

عدو کے گھر کا بتایا نصیب نے رستہ
وہ اپنے گھر سے نکل کر جو تھوڑی دور آیا

پھرا جہان مین اکثر - حسین بہت دیکھے
نظر مجھے نہ کوئی تجھسا رشکِ حور آیا

کسی کے زلف کے دیوانے کب سمجھتے ہین
فتور دانشِ ناصح مین کچھ ضرور آیا

رقیب رشک سے جلتے ہین ہون کہین فی النار
کہ دیکھکر مجھے کہتے ہین ناصبور آیا

لڑا کے آنکھ بتون سے نشہ مین چور رہے
حواسِ خمسہ مین کیا شیخ کے فتور آیا

جگر بہا غم فرقت کے جوش سے اے چشم
کہ ہر سرشک کے ہمراہ خون ضرور آیا

وہ مے نصیب ہے ہمکو نصیب ہے اے شیخ
خمار آیا نہ جس مین کبھی سرور آیا

ٹھہر کہین دل مضطر کہ ہے شب وعدہ
نہ آئے وہ تو پیامِ اجل ضرور آیا

کبھی ٹھکانہ رہ شوق وصل مین اوسکے
گیا خیال بہت ہو کے دور دور آیا

سما گیا ہے نگاہون مین میرے نورِ قدم
جدھر اوٹھائے نظر جلوہ سازِ طور آیا

سوا اجل کے نہ تھا کوئی ایسے وقت شریک
اگر خیال ترا مرتے دم ضرور آیا

بلا سے قتل ہون نازش ہے اُنکے کہنے پر
ہماری مشق ستم کو یہ بے قصور آیا

ہمیشہ یاد رہین سرد مہریان تیری
شبِ فراق مین لرزہ ہمین ضرور آیا

سیاہ مستی مین ساقی کو کچھ نہ کہہ بیٹھون
الٰہی خیر مجھے بے طرح سرور آیا

جو میکدے کی طرف سے نکل گیا زاہد
تو رند بولے وہ شیدائے ذکرِ حور آیا

ہزار شکر جما رنگ خون عاشق کا

کہ جسکے قتل سے چہرے پہ اُنکے نور آیا

لئے جو ہاتھ مین خنجر وہ پر غرور آیا | تو تشنگان شہادت کو کیا سرور آیا

کسی کی زلف کے سودے مین یہ ہوا سودا | جنون پکارا تو مین نے کہا حضور آیا

اُدھر گیا تو ہزارون ہی فتنے ساتھ گئے | ادھر جب آیا تو ہنگامۂ نشور آیا

جو خاکساری سے گزرا ہوا وہ خاک بسر | اُسے فلک نے مٹایا جسے غرور آیا

وہ جب کسی کو بلاتا ہے فرطِ شوق سے مین | جواب دیتا ہون آیا ابھی حضور آیا

نگاہِ مہر ہو **عاشق** پہ یا شفیعِ اُمم
کمال عجز سے ہے بر درِ حضور آیا

کچھ جان کے دینے سے تو حاصل نہین ہوتا | مر جاؤن تمھین چھوڑ کے یہ دل نہین ہوتا

تم اسپہ نہ روٹھو کہ مین بسمل نہین ہوتا | ہان قتل مین اغیار کے شامل نہین ہوتا

بے اُسکے مزا بزم کا حاصل نہین ہوتا | جان تن مین تو پہلو مین مگر دل نہین ہوتا

اک تو کہ مجھے بھول گیا ہائے رے غفلت | اک مین کہ تری یاد سے غافل نہین ہوتا

انکار جفاؤن سے تو پہلے ہی تھا اُسکو | اب میری وفاؤن کا بھی قائل نہین ہوتا

آئینہ ہو یا ماہ ہو یا مہرِ منوّر | کوئی تری صورت سے مقابل نہین ہوتا

ان دونون مین آپس کا غضب میل ہوا ہے | لڑتی ہی نہین آنکھ اگر دل نہین ہوتا

لی جان ہزارون کی تو لاکھون کا پیا خون | پر سیر کبھی خنجرِ قاتل نہین ہوتا

عاشق اُسے کہیئے کہ جو اللہ سے اپنے | جز تیرے کسی چیز کا سائل نہین ہوتا

مین رہروِ الفت ہون مرا کام ہے چلنا | تھکتا ہون غمِ دوری منزل نہین ہوتا

جینا بھی نہین چاہتا فرقت مین تمھاری | مرنے پہ بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

کمبخت اک امید پہ جیتے ہی رہے ہم
مرنا شبِ ہجران میں تو مشکل نہیں ہوتا

تنہا نہ نکل دل سے مجھے ہوتی ہے خجالت
ٹکڑہ کوئی پیکان کا جو شامل نہیں ہوتا

محشر میں بھی رخسار سے پردہ نہ اٹھایا
ایسا بھی کوئی صاحبِ محمل نہیں ہوتا

آج آنکھ لڑاتے نہیں غیروں سے مری جان
پتلی کا تماشا سرِ محفل نہیں ہوتا

میں سر سے ترے کوچۂ گیسو میں چلوں گا
ایسا تو کوئی رہروِ منزل نہیں ہوتا

فرقت میں ترے کم نہیں تصویر سے میں بھی
واں جان نہیں ہوتی تو یاں دل نہیں ہوتا

ایمان ہوں سنبھالے ہوئے الفت میں بتوں کی
میں یادِ خدا سے کبھی غافل نہیں ہوتا

یہ رشک ہے اغیار نہ چاہیں تمہیں ورنہ
کیا آپ پہ مرنے کو مرا دل نہیں ہوتا

بوسہ نہ ملا وصل میں بھی واے مقدر
مجھ سا کوئی تشنہ لبِ ساحل نہیں ہوتا

وہ میرے جلانے کو ملا کرتے ہیں اس سے
جو پاس بٹھانے کے بھی قابل نہیں ہوتا

فرقت میں نکل جانے کو ہے جان بھی تیار
سچ ہے کوئی ساتھی دمِ مشکل نہیں ہوتا

معشوق پہ آہوں کا اثر ہو بھی تو کیا ہو
عاشق ترے پہلو میں کبھی دل نہیں ہوتا

زاید از طرح

پتھر ہے جو دل یار پہ مائل نہیں ہوتا
مٹی ہے وہ معشوق جو خوشدل نہیں ہوتا

اللہ رے مرا رشک کہ مرتا ہوں اسی پر
جس پر کوئی کم حوصلہ مائل نہیں ہوتا

وہ قلزمِ رحمت ہے کہ دریاے شفاعت
معلوم ہی جسکا کہیں ساحل نہیں ہوتا

تم تیغ لگاؤ تو تڑپنا مرا دیکھو
بے وار کئے کوئی بھی بسمل نہیں ہوتا

پروانہ کو محفل میں وہ آنے نہیں دیتے
کہتے ہیں کہ کچھ جلنے سے حاصل نہیں ہوتا

ذق کرتا ہے پتھر مری چھاتی کا وہ بنکر
افسوس عدو کو مرضِ سل نہین ہوتا

کم سن ہوا ابھی دعوئے خوبی نکرو تم
جب تک نہ بڑھے ماہ بھی کامل نہین ہوتا

احباب سے کرتے نہین ہم یار کا شکوہ
قاتل اُسے کہتے ہین جو قاتل نہین ہوتا

میری نظرِ بد سے بچاتے ہین وہ رخ کو
کاجل کا نشان کرتے ہین گر تل نہین ہوتا

جمتا ہی نہین رنگِ حنا ہاتھ پر اُسکے
عاشق کا لہو اُس مین جو شامل نہین ہوتا

مین ہون وہ آئینہ تجھے تجھسا دکھا دیا
رابطِ نیاز و ناز سے نقشہ ملا دیا

پہلے کہا یہ بھول کے لے مُدعا دیا
بوسہ پہ پھر یہ بولے کیسکو ہے کیا دیا

دُکھ کم تھا ہجر کا جو غمِ جانگزا دیا
سب کچھ تو خیر رشک بُرا غیر کا دیا

سر ہم نے زیرِ خنجرِ قاتل جُھکا کے آج
دعوئے مدعی سرِ مقتل اُڑا دیا

کیا خوب تمنے اس دُرِ غلطان کی قدر کی
جون اشک سرمہ آنکھ سے دل کو گرا دیا

منظر سے کس نے جھانک لیا ہے کہ ہمنشین
چلمن کیطرح مجکو زمین پر گرا دیا

احسان مانتا ہون مین پیکانِ یار کا
زخمِ دلِ جراحت مین ٹانکا لگا دیا

ناصح کہین بتاوے کہ کسکا مکان تھا دل
مٹی کا کیا گھروندہ تھا جو تو نے ڈھا دیا

یہان تک بسے ہین دل مین کہ ویران کر دیا
توبہ بتون نے خانۂ کعبہ کو ڈھا دیا

سجدے کئے نشانِ کفِ پائے یار پر
تقدیر کے نوشتہ کو ہمنے مٹا دیا

قسمت سے نامہ بر بھی عدو سے گیا ہے مل
میرے بیان مین اُسکا بھی فقرہ ملا دیا

گلدستہ قبر پر جو چڑھایا نسیم نے
سینہ کو میرے رشکِ گلستان بنا دیا

بندہ بتو بنایا ہے مجکو تو یہ کہو
مجکو میرے خدا کے سوا تمنے کیا دیا

ہم کیون ڈرین رقیب سے دبنے کا ذکر کیا
کچھ آپ کا لیا ہے نہ کچھ آپ کا دیا

اُن سے ہوا وصال تو مین یہ سمجھ گیا
اللہ نے نصیب مجھے دوسرا دیا

کُنجِ لحد مین کوچۂ جانان کی سیر کی
فرشِ زمین نے عالمِ بالا دکھا دیا

رہا مر گیا جو ہجر مین عاشق وہ جی اُٹھا
لب اُسکے لب سے یار نے آکر ملا دیا

ہم نے یہ ہاتھ سے مجھے اُسکے مزا دیا
شربت کا گھونٹ تھا کہ کسی نے پلا دیا

روزِ ازل مین ہمکو دل مبتلا دیا
کیا بندہ پروری ہے کہ بندہ بنا دیا

تربت پہ کیون چڑھا نے چلا بے وفا دیا
ظالم ہمارے زخم جگر کا بنا دیا

شب کو اُٹھا کے بزم سے دشمن کے سامنے
مین تم پہ مٹ چکا تھا مجھے کیون مٹا دیا

لکھا جبین پہ نامِ عدو ہمنے اے فلک
بد قسمتی کے حرفِ غلط کو مٹا دیا

اُس زلف و رُخ کی یاد مین دودِ فغان نے شب
جگر سے گردِ ماہ کے ہالہ بنا دیا

کوچہ مین اُسکے بیٹھے تھے شوقِ وصال مین
کیا ہم غبار تھے جو صبا یون اُڑا دیا

احوالِ غیر پوچھ کے ہوتے ہو کیون خفا
کیا سچ مین جھوٹ اپنی طرف سے ملا دیا

دم بھر رہے ہین غیر سے کیا ہونٹ چاٹ کر
ان کڑوی کڑوی باتون نے اُنکو مزا دیا

بلبل کی آہِ سرد نسیمِ سحر ہوئی
صیاد دیکھ لیجو قفس اب اُڑا دیا

بالون کی کھال کھینچے کوئی خدا کرے
جوڑے نے کھُل کے آپکا چہرہ چھپا دیا

ہمکو پیئے ملال عدو کو پیئے وصال
صانع نے جیسا چاہا تھا جسکو بنا دیا

جلوہ سے اُسکے نقش بدیوار ہو گئے
قفل ایسا بیخودی نے دہن پر لگا دیا

اُس پردہ دار کا مرے دم تک سنگار تھا
اللہ رے سوگ پھولون مین زیور بڑھا دیا

قاتل کی تیغ ناز کی اللہ رے چھیڑ چھاڑ / رونے مین پھر سے زخم جگر کو ہنسا دیا

پہلے تو تمکو طرز جفا یاد ہی نہ تھی / یہ چال یہ چلن کہو کس نے بتا دیا

بوسہ نہ دو تو دل مین جگہ دو کہین مجھے / کچھ تو کہون جو پوچھے کوئی تجھکو کیا دیا

عاشق کے روبرو جو ملے عید غیر سے
اس دل جلے کو اور بھی تمنے جلا دیا

زائد از طرح

نقش وفا کو یار نے دل سے مٹا دیا / کیا جانیئے رقیب نے پھر کیا پڑھا دیا

شام وصال شام سے مین بے خبر رہا / جاگا تھا بخت خفتہ پہ مجھکو سلا دیا

حسن اُنکو ہمکو حسن پرستی عطا ہوئی / تقدیر نے ہر اک کو جو چاہا دلا دیا

بوسے لئے ہین خواب مین لبہائے یار کے / گپ چپ کی اس مٹھائی نے کیا کچھ مزا دیا

وحشت مین خاک اتنی اُڑائی کہ ہمنشین / ہمنے زمین کو چرخ برین پر چڑھا دیا

ہم عمر بھر کہا کئے اور تو سنا کیا / کچھ بھی جواب وصل نہ اے بیوفا دیا

محروم ہمنے غیر کو یون دید سے کیا / تار نگاہ عارض جانان پہ چھا دیا

حاصل ہوا نہ یار کا دیدار وقت مرگ / کہنے کو سب یہ کہتے ہین شربت پلا دیا

ہے خون دل شراب تو زخم جگر کباب / جو کچھ دیا نصیب نے سب کچھ بھلا دیا

مجھسے ضرور پوچھ لیا لوگے یا نہین / گردون نے گر کسی کو غم جانگزا دیا

(مقطع اول)

پوچھا کسی نے عاشق خستہ کا حال جب / چٹکی مین اُس نے خاک کو لیکر اُڑا دیا

عاشق کی زندگی مین تو کچھ قدر ہی نہ کی
اب کہہ رہے ہین ہائے یہ کسکو مٹا دیا

ہین وہ بسمل ہون فلک خون سے افشان ہوتا
گر نہ زخمون کو مرے پاس نمکدان ہوتا

کون جز آہ شریکِ شبِ ہجران ہوتا
گھر نہ تھا ورنہ تھا پھر کاہیکو دربان ہوتا

گر مرے پاس دلِ سوختہ سامان ہوتا
تیرِ قاتل کے سوا کوئی نہ مہمان ہوتا

مجھکو باور نہ ترا وعدۂ پنہان ہوتا
کاش جو دل مین ہے چہرہ سے نمایان ہوتا

بی مین ہے اُس بتِ کافر کو مین دلوا دیتا
کسی دُکان پہ بکتا اگر ایمان ہوتا

عمر بھر کرتے رہے ہمسے تو پیمان شکنی
کچھ تو غیرت انھین ہوتی اگر ایمان ہوتا

گر نہ ہوتا یہ حریفِ دلِ صد چاک تو پھر
شانہ کب زلفِ پریشان سے پریشان ہوتا

تیری زلفون کے تصور مین اگر نیند آتی
وحشتِ دل کی قسم خواب پریشان ہوتا

اک تیرے تیرِ نظر نے ہین اُڑائے دو تو
دل گیا تھا تو مرے پہلو مین ارمان ہوتا

خاک سے میری اگر جام بناتا ساقی
بوسہ لینا لبِ دلدار کا آسان ہوتا

خاکساری کے سبب حق نے دیا ہے رتبہ
یہ نہ ہوتی تو بشر کاہیکو انسان ہوتا

پاک کر دیتی اگر یہ سروتن کا قصہ
میری گردن پہ تیری تیغ کا احسان ہوتا

دخترِ رز بھی ہے اور ابر بھی ہے باغ بھی ہے
بُت وہ اس دور مین آتا تو مسلمان ہوتا

دستِ وحشت اُسے دو جھٹکون مین ٹکڑے کرتا
دامنِ دشت اگر میرا گریبان ہوتا

ہائے وہ بھی تو گیا ساتھ ہی دل کے مجھسے
کچھ خلش ہوتے کھٹک ہوتی جو پیکان ہوتا

چارہ گر سُنکے ترا ذکر ہوا خود ہی مریض
کس نے دیکھا ترے بیمار کا درمان ہوتا

وحشتِ دل اگر اُسکو بھی اُڑا لیجاتی
باغِ عالم ترے کوچہ کا بیابان ہوتا

بیکسی ہم سے کسی کی نہین دیکھی جاتی
کوئی پرسان بھی ترا اے شبِ ہجران ہوتا

تمہید مرنے کی تمنا نے بچھایا شبِ ہجر
موت آتی تو مین شرمندۂ احسان ہوتا

میرا دامن ترے دامن سے پلٹتا کیا کیا		عید ملتے تو بغلگیر گریبان ہوتا

غیرتِ حور نہ مرتا کبھی تجھپر عاشق
تیری صورت کا جو دیکھا کوئی انسان ہوتا

زائد از طرح

سایہ انداز اگر گیسوئے پیچان ہوتا	جو گیا بھیس ترا اسے شبِ ہجران ہوتا
حلقۂ زلف اگر سلسلہ جنبان ہوتا	پھر یہ دامن نظر آتا نہ گریبان ہوتا
اجل آجاتی ہمین یا کوئی مہمان ہوتا	جو کہ ہوتا تھا سوا سے گردشِ دوران ہوتا
گر مین دریوزہ گرِ کوچۂ جانان ہوتا	دہی دربان جو بے مہر ہے دربان ہوتا
صحن گلشن مین کبھی وہ جو خرامان ہوتا	پا بہ گل شرم سے شمشادِ گلستان ہوتا
گر نگاہون مین نہ تیرا رُخِ تابان ہوتا	خانۂ گور سے بدتر ہمین زندان ہوتا
گر خلافِ ادبِ عشق نہوتی یہ بات	تو مرے دستِ جنون مین ترا دامان ہوتا
آپ دیتے جو مجھے اپنے دوپٹے کا کفن	مین کبھی حلۂ جنّت کا نہ خواہان ہوتا
سچ تو یہ ہے کہ رقیبون نے انھین لوٹ لیا	خواب مین لیتے اگر بوسۂ جانان ہوتا
امتحان کا تھا مزا میرے اوسی دم قاتل	سرِ عدو کا بھی تہ خنجرِ بُرّان ہوتا
ہاے ارمان نکالون تو نکالون کیونکر	دل جو پہلو سے گیا تیر کا پیکان ہوتا
زندگی کی کوئی تدبیر نہین بن پڑتی	موت ہی کاش علاجِ شبِ ہجران ہوتا
دشمنِ دعوی یکتائی بغل مین نکلا	دیکھکر آئینہ کیونکر نہ وہ حیران ہوتا

ہمکو ملبوسِ ہوس نے ہی ڈبویا عاشق
تر نہ ہوتا کبھی دامن جو نہ دامان ہوتا

زائد از طرح

مین اگر اوس درِ دولت کا نگہبان ہوتا
سرِ بلقیس کی سوگند سلیمانؑ ہوتا

شبِ ہجران کا اگر چاک گریبان ہوتا
مہرِ رخشندہ اُمیدِ نمایان ہوتا

تل کی جا رُخ پہ جو میرا دلِ سوزان ہوتا
بالیقین جانئے مین نقطۂ قرآن ہوتا

بے گنہ ہون سے بغلگیر ہے خنجر اُنکا
عید ہوتی مجھے گر غیر بھی قربان ہوتا

قتل کے بعد یہ احسان بھی کرتا قاتل
کچھ تبسم سے بھی اپنے نمک افشان ہوتا

شکر ہے مجھسے نہ اُلجھا کبھی ناصح ورنہ
آستین ہوتی نہ دامن نہ گریبان ہوتا

خانۂ غیر تھا کیا چیز فلک پھُنک جاتا
تو مددگار اگر نالۂ سوزان ہوتا

بیکسی پاس سے فریاد نکرتی کیا کیا
گر گذر اُنکا سوئے گورِ غریبان ہوتا

مدت العمر سے بیچارہ یہی ہے اک درد
کون مونس تھا شبِ ہجر جو مہمان ہوتا

ہین وہ سودائی کہ لڑکون کا تماشا بنتے
گھر بناتے بھی تو بازیچۂ طفلان ہوتا

مقطع

خون کے چھینٹے دمِ ذبح اُڑے کیون عاشق
لطف جب تھا کہ درِ یار نہ افشان ہوتا

اُنکے جانبازون کی تفصیل جو لکھتا عاشق
محضرِ خونِ دو عالم مرا دیوان ہوتا

قتل کے اضطراب نے مارا
اُنکی خوئے خراب نے مارا

آنکھ جھپکی تو غیر آئے نظر
ایسے بیہودہ خواب نے مارا

ہم سے کہے جائین وہ خموش رہین
سخنِ لاجواب نے مارا

بے وفا تجھسے لڑ گئی افسوس
نظرِ انتخاب نے مارا

وصل کی شب منے نہ وہ اُٹھتے
پاس کے اجتناب نے مارا

جستجوئے حرم مین دیر ملا / ہمکو فکر ثواب نے مارا

روز جھگڑا ہے ایک بوسہ پر / حجت ناصواب نے مارا

مین نے دشمن کو کچھ کہا صاحب / بے سبب کے عتاب نے مارا

طلب بوسہ پر لگائی تیغ / ہاتھ حاضر جواب نے مارا

لطف بیحد ہے جسکا جور اُسکے / ستم بے حساب نے مارا

فرقت یار مین عجب چھایا / میری آنکھون پہ خواب نے مارا

روز فرقت کی سختیان ہے ہے / طپش آفتاب نے مارا

ہے مجھے انتظار آمد یار / موت کے اضطراب نے مارا

کیا اُٹھے حشر مین وہ اسے عاشق / جسکو شرم وحجاب نے مارا

زائد از طرح

حسن کی آب وتاب نے مارا / اُنکے اُٹھتے شباب نے مارا

پیر مغ کے عتاب نے مارا / آرزوئے شراب نے مارا

آپ کہئے مین کس کا کشتہ ہون / چرخ نے یا جناب نے مارا

ایسے پھندون سے خاک دل نکلے / زلف کی پیچ وتاب نے مارا

شیخ جی منہ بنا کے بیٹھے ہو / آپ کے اجتناب نے مارا

کیسے طوفان اُٹھائے ہین اسنے / میری چشم پُر آب نے مارا

غیر سے چھپا بیان یہان شرم / ایسے اُسکے حجاب نے مارا

چارہ گر کب بھرا وہ زخم جسے / پرتو ماہتاب نے مارا

بوسے دیتے ہین گر تو گنتی کیا
ہمین فکرِ جواب نے مارا

ہو خطا غیر کی خفا مجھپر
شکوۂ ناصواب نے مارا

نہ زمین وہ ہے اور نہ وہ دنیا
چرخ کے انقلاب نے مارا

جب وہ عاشق کہین تو کیون نہ مرون
مجھکو پاسِ خطاب نے مارا

بتخانہ کو ہمنے کبھی ویران نہین دیکھا
دیکھے تو بہت شیخ کو مہمان نہین دیکھا

کب غمکدۂ جان کو ویران نہین دیکھا
غم سا کوئی منحوس بھی مہمان نہین دیکھا

دشمن نے عذابِ شبِ ہجران نہین دیکھا
مرنے کا تماشا کبھی ہان ہان نہین دیکھا

ہان غیر کے گھر جاتے پریشان نہین دیکھا
یہان آتے مگر خوش تمھین اےجان نہین دیکھا

کیون چاک پہ دامن کے میرے ہنستی ہے بلبل
ثابت کبھی گل کا بھی گریبان نہین دیکھا

تو غیر کا ہے تو بھی تو بھرتے ہین ترا دم
سچ بات ہے ہمسا کوئی نادان نہین دیکھا

بازار مین ہم کہتے ہین لے کوئی خریدے
ناچیز ہے وہ دل کوئی خواہان نہین دیکھا

مجھ جیسے خطاوار و گنہگار کا صاحب
جز فضلِ خدا کوئی بھی خواہان نہین دیکھا

خاکِ رہِ دلدار بنے پیرہنِ تن
وحشت مین کسی نے مجھے عریان نہین دیکھا

لاکھون کو کیا خنجرِ انداز سے بسمل
لیکن کبھی قاتل کو پشیمان نہین دیکھا

تمنے جو برآتی ہوئی امید نہ پائی
ہمنے بھی نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

فردوس کی خوبی پہ بہت ناز ہے شاید
زاہد نے کبھی کوچۂ جانان نہین دیکھا

ہے اپنی جفاؤن پہ انھین ناز وہان بھی
ہمنے انھین محشر مین پشیمان نہین دیکھا

آتا ہی نہین رحم کسی طرح سے ظالم
تجھسا تو ستمگار مری جان نہین دیکھا

بادل کے گرجنے سے عبث خوف ہے اتنا
کیا تمنے کسی اور کو نالان نہین دیکھا

ہین تیرے پریشان ہی آسودہ کہ ہمنے
گیسوئے پریشان کو پریشان نہین دیکھا

غیرون سے جو کی ہونگی تو کی ہونگی وفائین
ہمنے تو کوئی آپکا احسان نہین دیکھا

کب انکی نگہ دلشکنی کو نہین آئی
کب دل سے گذرتے ہوئے پیکان نہین دیکھا

اترائے ہوئے پھرتے ہین محشر مین بہت کچھ
حورون نے ابھی جلوۂ جانان نہین دیکھا

کرتی ہے بہت ناز مرے بخت کا چکر
تو نے ابھی اے گردش دوران نہین دیکھا

فرقت مین جو دل کو مرے آشفتہ سری ہے
اتنا ترے گیسو کو پریشان نہین دیکھا

آئینہ کی خلقت ہی مری جان ہے ایسی
کچھ آپ کے رخ سے اُسے حیران نہین دیکھا

کیا جانئے وہ امید کسے کہتے ہین جس نے
حسرت نہین دیکھی کوئی ارمان نہین دیکھا

کون الفت رخ مین نہ ہوا چاک گریبان
کسکو غم گیسو مین پریشان نہین دیکھا

وعدے تو کئے لاکھ ہوا ایک نہ پورا
سچا کوئی اقرار ترا ہان نہین دیکھا

فرقت مین یہ کہتا ہے دل زار کسی کا
طوفان ابھی اے دیدۂ گریان نہین دیکھا

امید بر آتی نہ سنی ہم نے کسی کی
الفت مین نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

یہ ضد ہے کہ عاشق نہ لکھا ہو کہین اسمین
اُسنے کسی شاعر کا بھی دیوان نہین دیکھا

زائد طرح

دنیا مین وہ کیا ہے جو مری جان نہین دیکھا
پر دل سے نکلتا ہوا ارمان نہین دیکھا

جز تیرے خدا کوئی نگہبان نہین دیکھا
اس بندۂ ناچیز کا خواہان نہین دیکھا

کب آہ شرربار کو سوزان نہین دیکھا
کب نالۂ سوزان کو فروزان نہین دیکھا

ہم جنبش مژگان ہی کو پہچان گئے ہین
کیا تیر کے پیکان کو پرافشان نہین دیکھا

زندون کو تو مرتے ہوئے دیکھا ہے جہان مین
زندہ کسی کشتہ کو ترے ہان نہین دیکھا

در بند تھارہ وزن بھی کئے بند قفس سے کے
ایساکوئی زندان کوئی دربان نہین دیکھا

مجھساکوئی آلودۂ عصیان نہین یا رب
تجھساکوئی بخشندۂ عصیان نہین دیکھا

اوراق پریشان پہ چھپنے کا نہ نہین کچھ
عاشق ساکوئی ہمنے سخندان نہین دیکھا

روز دینے لگے آزار یہ ہے کیا
اور سمجھتے ہو اسے پیار یہ کیا

جرم الفت کی ہے تعذیر یہ کیون
ہمسے رہتے ہن وہ بیزار یہ کیا

خواب مین بوسۂ لب پر چونکے
بیخودی مین ہو خبردار یہ کیا

کیا قیامت ہے ۔ تیری آنکھون کا
کوئی بچتا نہین بیمار یہ کیا

ضعف سے اُنکے کمر بخبا تا
میرے نزدیک ہے دشوار یہ کیا

ناتوانی ہوئی ہمدرد مری
درد کہتا ہے کہ سرکار یہ کیا

جنس دل ایسی تو بیکار نہین
پھر نہین کوئی خریدار یہ کیا

حشر کے روز جفاؤن کا جواب
دیکھے دیتے ہین اغیار یہ کیا

ہوگیا اُنکا یہ انداز سخن
کچھ کہو کہتے ہین ہر بار یہ کیا

گھٹتا جاتا ہے تن زار یہ کیون
بڑھتا جاتا ہے جو آزار یہ کیا

تم تو غارتگر دل ہو صاحب
پھر تمھین کہتے ہین دلدار یہ کیا

جو سخن فہم نہین اسے عاشق
سمجھین وہ آپ کے اشعار یہ کیا

زائد از طرح

جان لینے پہ ہو طیتا ر یہ کیا
بوسہ دیتے ہوئے انکار یہ کیا

در گذر غیر کے الزامون پر
ہمکو ٹھہراؤ خطاوار یہ کیا

نفی و اثبات کے معنی کیا ہین
اُنکا انکار ہے اقرار یہ کیا

تیغ ابرو نے سسکتا چھوڑا
تو کہا اور بھی ہے وار یہ کیا

داد دیجے کہ نہ دیجے لیکن
سُنئے کہتا ہے گنہگار یہ کیا

بے خطا ہون پہ خطاوار سہی
قتل کے وقت ہے تکرار یہ کیا

الفت غیر نہین گر تمکو
پھر ہے دشنام کی بھرمار یہ کیا

کچھ تو تشخیص کرو چارہ گرو
ہوگیا جان کو آزار یہ کیا

آہ کی مین نے تو بولے سب ہے
جی اُٹھا عاشق بیمار یہ کیا

بزم سے تیرے بتاؤن کیا جو دل پر لیچلا
نالہ لب پر داغ دل پر دست بر سر لیچلا

بعد کشتن نعش وہ مقتل مین کیونکر لیچلا
کچھ تو دیکھے گا تماشہ جو کہ گھر لیچلا

نالۂ دل جوش مین دل کو بھی باہر لیچلا
کیا غضب ہے لوٹ کر اللہ کا گھر لیچلا

بے خبر پاکر جو بر سے دل کو دلبر لیچلا
ہمکو اور اللہ دیگا کیا مقدر لیچلا

تیر کا پیکان جو میرے دل کے اندر رہ گیا
بدگمان بولا ادھر آ کیا چُرا کر لیچلا

خون رُلاتے ہو ہمین پر دیکھلینا ایکدن
کشتیٔ گردون بہاکر دیدۂ تر لیچلا

پھر وہی صحرا نوردی کوچہ گردی پھر وہی
پھر ہمین بیٹھے بٹھائے شوق دلبر لیچلا

کیا تجھے سودائے سنگ آستان یار ہے
سر کو میرے کیون دل مضطر سوئے در لیچلا

کچھ نہ پوچھو ہمنشینو ہائے مجھسا ناتوان
سر پہ شرم معصیت کا بار کیونکر لیچلا

نیکیون کا ہر کوئی محضر لئے جاتا ہے ساتھ
عاشق بیچارہ پر عصیان کا دفتر لیچلا

کسقدر شوقِ شہادت نے کیا مضطر مجھے
نذر کرنے کے لئے قاتل کے خنجر لیچلا

صورتِ خالِ رخِ تابان ہے مُہر راستی
مین سُویدا پر ترے الفت کا محضر لیچلا

جوشِ سودا مین چلے ہین جانبِ دشتِ جنون
ہم گئے اُس سمت کو جس سمت رہبر لیچلا

اہلِ محشر سے نہو مجھکو خجالت اس لئے
نامۂ اعمال کو اپنے چھپا کر لیچلا

شرط میرے قتل کی گر غیر سے کی ہو تو ہو
کچھ تو ہے قاتل جو میرا نام لکھکر لیچلا

باغِ دنیا مین نہ تھے جز داغِ حسرت گل کہین
اِنکا گلدستہ بناکر روزِ محشر لیچلا

سُنکے زاری مضطرب لیلی بھی محمل مین ہوئی
ساربان جب قیس کے ناقہ برابر لیچلا

دیکھکر صیاد کو آتے - بہت تڑپا تھا صید
یہ سُنی فریاد - اُلٹی تو چھُکر پر لیچلا

ہائے قسمت سے ملا بھی نامہ بر وہ رازدار
جو مرا نامہ رقیبون کو سُنا کر لیچلا

ایک نے چھوڑا تو لیکر دوسرا چنپت ہوا
شوخیون سے دل بچا تو نازِ مضطر لیچلا

شوقِ مضطر کا بھلا ہو یہ لئے جاتا ہے ان
کیا تماشا ہے کہ اک مضطر کو مضطر لیچلا

بیکسی و یاس و حسرت رشکِ اعدا شوقِ دید
ایسے صدمے عاشقِ ناشاد اکثر لیچلا

اس توقع پر کہ دوزخ ایک چھینٹے سے ہو سرد
بحرِ عصیان مین ڈبوکر دامنِ تر لیچلا

جان لین عاشق مجھے عاشق خدا کے نام کا
نقش مین اللہ کا لکھکر ہون دل پر لیچلا

زائد از طرح

عاشقِ مہجور داغِ ہجرِ دلبر لیچلا
دل سے جو کچھ بچ رہا تھا وہ جگر پر لیچلا

چشمِ غارتگر سے تیری کیا بچا تھا اسے صنم
اک دلِ پر آرزو وہ بھی چُرا کر لیچلا

رہگیا صیاد بھی بس دیکھتا کا دیکھتا
صید وہ تڑپا قفس کو بھی اُڑا کر لیچلا

آج مشتاقِ شہادت کو مسرت کیون نہ ہو
وہ کمر مین باندھکر مقتل مین خنجر لیچلا

رحمتِ حق پر نظر ہے اور شفاعت کی سپر

دفتر عصیان کو عاشق پیش داور لیچلا

مین کیا جیون کہ دل سا وفا دار مر گیا
سب بجھ گئی ہوس کہ بڑا یار مر گیا

گلشن مین آج پھول ہین کسکے یہ کیا ہوا
کنج قفس مین صید گرفتار مر گیا

وہ لطف چھیڑ چھاڑ کا جاتا رہا تمام
غم کیون نہ ہو رقیب دل آزار مر گیا

رحمت برس رہی ہے یہ غفاریان تری
اچھا ہوا کہ مجھسا گنہگار مر گیا

اچھا تو کیا ہوا اگر اچھا ہے چارہ گر
مرہم لگاتے ہی جو دل افگار مر گیا

افسوس جھیل جھیل کے فرقت کی سختیان
ناچار مر گیا دل بیمار مر گیا

بیچارہ غش ہے جلوۂ روئے نگار پر
کہتا ہی کون یان ہی کا خریدار مر گیا

دو گھونٹ ہی پلا دو کہین شربت وصال
سن لوگے ورنہ تشنۂ دیدار مر گیا

جلنے دو ہیلی باتون کو جو دل مین ہو کہو
اقرار اٹھ گیا ہے کہ انکار مر گیا

عاشق کو یاد کر کے وہ کہتے ہین غیر سے
تھا سننے والا جو مرے اشعار مر گیا

زائد از طرح

اچھا ہوا کہ آپ کا بیمار مر گیا
مرتے ہی اسکے عشق کا آزار مر گیا

یو بر ملا عدو سے ہین نظارہ بازیان
کیا پانی آنکھ کا بت عیار مر گیا

گر یاس نوحہ گر ہے تو حسرت ہے ماتمی
کوئی غریب کیا پس دیوار مر گیا

حیرت سے وہ بھی نقش بدیوار بنگئے
جب یہ سنا کہ عاشق بیمار مر گیا

دنیا کو لوگ کہتے ہین مہمان سرائے خام
باقی ہے کچھ مگر تہ دیوار مر گیا

مین مر گیا تو زندۂ جاوید ہو گیا
اور مجھکو جانتے ہین یہ اغیار مر گیا

جی سن سنایا جاتا ہے اللہ رے نازکی
کہتے ہین بات بات پہ ہر بار مر گیا

سودے کا مول کون لگائے کہ دل نہین
اے زلف یار تیرا خریدار مر گیا

دیکھا جو انکو غرق پسینہ مین قرب غیر
پانی مین ڈوب کر دل بیمار مر گیا

شب کو کہان تھے آپ کہ مرجھا گئے ہین پھول
دیکھو تو میرے دل کی طرح ہار مر گیا

اے حسرت تو یہ مرثیہ خوانی ہے کس لئے
ارمان مر گیا کہ دل زار مر گیا

آنکھین ہین لال لال تو چہرہ اداس ہے
کیا آپ کا بھی کوئی طلبگار مر گیا

عاشق امید وصل و غم ہجر یار مین
سو بار زندہ ہو گیا سو بار مر گیا

گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اٹھا
جو اٹھا وصل کے قول و قرار سے اٹھا

وہ غم ہین اور ہزارون جو اٹھ سکین لیکن
نہ داغ ہجر دل روزگار سے اٹھا

بنا ہے رشک ارم سینہ اپنا داغون سے
جو بیٹھا جا کے نہ میرے مزار سے اٹھا

صدائے قم جو سنون آپکی تو جی اٹھون
مین حشر مین بھی نہ اس انتظار سے اٹھا

کھلے جو داغ تو اندوہ کا غبار اڑا
یہ ابر آمد فصل بہار سے اٹھا

بھلا چھپائے سے چھپتا ہے رخ سے خون میرا
یہ رنگ وہ ہے نہ اس گلعذار سے اٹھا

کرو نہ قدر تم اسپر بھی ہے ستم کیسا
وہ ناز اٹھایا - نہین جو ہزار سے اٹھا

یہ خاکساری کا رتبہ ہے بن گیا وہ فلک
بگولہ جو کہ ہمارے غبار سے اٹھا

خدا کے رحم نے بخشے گنہ کیا ہلکا
یہ بار جبکہ نہ مجھ شرمسار سے اٹھا

پہنچ کے کعبہ مین گھستا رہا جبین نیاز
نہ سر مرا در پروردگار سے اٹھا

صدائے درد مری قبر قیس مین پہنچی
تو زار زار وہ روتا مزار سے اٹھا

وہ ساتھ غیر کو لایا تو رشک سے لاشہ
مثال برق تڑپ کر مزار سے اٹھا

گیا جو بیٹھ وہ پہلوئے غیر مین شب کو
قرار میرے دل بیقرار سے اٹھا

یہ بات کیا ہے کہ دل کو پکڑ کے بیٹھ گیا — جو ہنکے درد سرِ بزمِ یار سے اُٹھا
اُٹھائے لاکھ غم و درد لیک رشکِ عدو — نہ تیرے وصل کے امیدوار سے اُٹھا

خدا نے بخشدیا تو جنازۂ عاشق
یہ سمجھو دھوم سے اور افتخار سے اُٹھا

زائد از طرح

دھوان ہمارے دل سوگوار سے اُٹھا — نہ سمجھو ابر ہے یہ کوہسار سے اُٹھا
گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اُٹھا — اُٹھا کے ہاتھ مگر جانِ زار سے اُٹھا
حباب وار پھرے جیسے چرخ اور زمین — وہ جوشِ اشک سری چشمِ زار سے اُٹھا
وہ آیا تجھکو مبارک ہو اے دلِ مضطر — غبار دیکھ رہِ شہسوار سے اُٹھا
ترے وصال کے جبتک کیا نہ رشک اُسنے خاک — نہ داغِ ہجر دلِ داغدار سے اُٹھا
مین شب کو خواب مین پہلوئے یار مین بیٹھا — تو غیر وہان سے بڑے اضطرار سے اُٹھا
اگر وصال ہوا تو رہا فراق کا غم — ذرا نہ لطف دمِ مستعار سے اُٹھا
پڑا رہا ہون پابوسیون کی حسرت مین — ہمارا دل نہ تری رہگذار سے اُٹھا

ہماری خاک اُڑا دی فلک نے اے عاشق
غبار گردشِ لیل و نہار سے اُٹھا

آزارِ عشق طالبِ دیدار ہی رہا — یون چارہ چارہ گر کو بھی دشوار ہی رہا
ہرگز نہ سیدھے منہ سے کبھی بات اُسنے کی — تھا پاسِ غیر مجھسے جو بیزار ہی رہا
ساقی خدا سے ڈر کہ سبھونکو چھکا دیا — باقی فقط مین ایک گنہگار ہی رہا
سیدھا کیا زمانے کو اخلاق نے مرے — برگشتہ ہائے مجھسے مگر یار ہی رہا

ظلم و ستم مین آپ وفادار خوب ہین
ایفا سے دور وصل کا اقرار ہی رہا

تیرے سوا کسی کو نہ چاہا تری قسم
دل بیخودی شوق مین ہشار ہی رہا

اُس چشم مست ناز پہ قربان رہا مدام
اچھا ہوا بھی گر تو مین بیمار ہی رہا

صیاد کو پسند ہے آواز دردناک
اے دل تو اب قفس مین گرفتار ہی رہا

پہنائے ہار پھولون کے غیرون نے اُن کو
میرے گلے کا ہار یہ آزار ہی رہا

دیکھا کئے حبیب کا جلوہ چہار سو
پیش نظر مدام وہ دیدار ہی رہا

عاشق کو کیا غرض ہے جفا کیجے یا وفا
ہے وہ وفا شعار وفادار ہی رہا

زائد از طرح

بے ساغر و شراب جو سرشار ہی رہا
اُسکی نظر مین جلوۂ دلدار ہی رہا

روز جزا بھی مین تو وفادار ہی رہا
قاتل کا نام پوچھا تو اِنکار ہی رہا

زلفون سے تیرے عشق ہے یہانتک کہ خواب مین
مین دیکھتا ہمیشہ شب تار ہی رہا

ہے ہے وہ بعد قتل نہ ٹھکرائین نعش کو
تعذیر کا مین اب بھی سزاوار ہی رہا

ٹرپا کیا مین پانو پہ قاتل کے شوق سے
پابوسیون کا مر کے بھی آزار ہی رہا

گر قتل بھی کیا تو مجھے تیغ غیر سے
تیری سبکسری سے گرانبار ہی رہا

کتنا وفور شوق شہادت تھا وقت قتل
اک اور وار کا مین طلبگار ہی رہا

طالب ہوا نہ حور کا اغوائے شیخ پر
ثابت قدم یہ عاشق دلدار ہی رہا

دشمن جان حشر مین بھی اک جہان ہوجائیگا
گر اشارہ میری جانب کو وہان ہوجائیگا

دیکے خط بھیجا تھا قاصد کو یہ لکھا دیکھیے
کیا خبر تھی اُنپہ عاشق رازدان ہوجائیگا

تمنے گر ابروئے پُرخم کا اشارہ کردیا
دیکھ لینا خون کا دریا روان ہوجائیگا

ہے یہی گردش زمانے کی تو اک دن دیکھنا
خانۂ اعدا حسینون کا مکان ہوجائیگا

خونِ ناحق کا بین دعوی کرکے کیا پھل پاؤنگا
خون بہا کا مدعی سارا جہان ہوجائیگا

اک نہ اک آفت سے دنیا مین رہیگا سامنا
وہ خفا ہونگے جو گردون مہربان ہوجائیگا

انتہا ظلم و ستم کی پوچھتے ہو کیا ابھی
حشر مین جو حال ہوگا سب بیان ہوجائیگا

زخمِ دل کو چھیڑتے کیون ہو خدنگِ ناز سے
دل کا پھوڑا ہے ہنسی مین خون فشان ہوجائیگا

تو جو آئیگی شبِ فرقت مین سہے میرا بھلا
تیرا کیا نقصان مرگ ناگہان ہوجائیگا

آپ ڈھونڈین گے اوسے جسطرح عاشق آپکو
جب رقیبِ روسیہ بے خانمان ہوجائیگا

زاید از طرح

عکسِ نقشِ پائے حضرت حرزِ جان ہوجائیگا
محو دل سے داغِ عشقِ مہوشان ہوجائیگا

سنگِ در پر جبکہ سجدہ کا نشان ہوجائیگا
میری بے جرمی کا شاہد یہ دہان ہوجائیگا

جب مقدر میرا سیدھا آسمان ہوجائیگا
خود بخود گھر پر بتِ نامہربان ہوجائیگا

غیر کا مہمان جو اپنا میہمان ہوجائیگا
پاسبان انکا ہمارا پاسبان ہوجائیگا

دو بدو جب اسکا میرا امتحان ہوجائیگا
غیر پر وہ مہربان نامہربان ہوجائے گا

بے اجل مرنا مرا کیا رائگان ہوجائے گا
کیا عجب جینا عوض مین جاودان ہوجائیگا

بے نشانی کا ہماری گر بیان ہوجائے گا
پھر مکانِ غیر اک ہو کا مکان ہوجائیگا

میرے نالون سے مکدر ہے ابھی سے آسمان
خاک ہوجائیگا آہون سے دھوان ہوجائیگا

کسکو ہم پھر شہادت لائین اپنا جانکر
انکو جو دیکھے گا انکا ہمزبان ہوجائیگا

سازدان سے راز میرا پوچھتے ہین پوچھ لین
خود حجاب راز حائل درمیان ہوجائیگا

واسق و فرہاد و مجنون کی کہانی اور ہے
میرا افسانہ سُنے جو قصّہ خوان ہو جائیگا

میری چشم زار و لاغر پہ نہ ہنس نازک بدن
ناتوانی کے اثر سے ناتوان ہو جائیگا

میرا دل رشکِ عدو دونو بھٹکتے پھرتے ہین
یہ وہان ہو آئیگا اور وہ یہان ہو جائیگا

ہے وہ طفلی مین ہی جب غارتگر دین و خرد
کیا قیامت ہوگی جبدم نوجوان ہو جائیگا

ہمنفس ناصح جو آتا ہے تو آنے دے کہین
میرے نالے سُنکے یہ بھی نوحہ خوان ہو جائیگا

لب چپک کر بند ہونگے ہو سکے گی کچھ نہ بات
جو کہ اُس شیرین زبان کا ہمزبان ہو جائیگا

میرے پہلو سے نکل آئیگا دل کہ اندیشہ ہے یہ
دیکھکر تجھکو وہ مجھسے بدگمان ہو جائیگا

لوٹنی ہے لوٹ لے اس سبزہ رنگی کی بہار
خط کے آجانے سے پھر گلشن خزان ہو جائیگا

عشق ہے عاشق کسی کے ابروئے خمدار کا
تیر سیدھا بھی جو آئیگا کمان ہو جائیگا

اے کاش رقیبون کی طرح نام نکلتا
عاشق مرے ہونے سے نہین کام نکلتا

گر میری طرح غیر بھی بدنام نکلتا
تسکین مجھے ہو جاتی مرا کام نکلتا

قاصد کے دہن سے نہین پیغام نکلتا
بے اپنے گئے ہائے نہین کام نکلتا

مستی کے بہانہ سے لپٹ جاتے ہم اُسکو
میخانہ سے دیتا جو وہ دُشنام نکلتا

گر عکس کفِ پائے حنائی کا نہ پڑتا
تو رنگِ شفق ایسا نہ ہر شام نکلتا

چکر مین بھی پابند جنون ہون یہ غضب ہے
رستہ تو کوئی گردشِ ایام نکلتا

کیا آتے جو ہمراہ رقیبون کے وہ آتے
گر کام نکلتا بھی تو کیا کام نکلتا

معشوقون کو تھوڑی سی وفا بھی اگر آتی
عُشاق کا آغاز مین انجام نکلتا

پھر خاک مین لیجاتی جم و جام کی شہرت
بنکر میری مٹی کا اگر جام نکلتا

آتا جو ترا تیر مرے خانۂ دل مین — کیا عید منا تا ہوا آرام نکلتا
آنکھون مین نہ ہوتا جو تری زلف کا نقشہ — دن کیون شبِ ہجران کا سیہ فام نکلتا
دشمن کی خطاؤن پہ بھی شاباش ہے ہر دم — پر میری وفاؤن پہ ہے الزام نکلتا
آسان بھی شبِ ہجر مین مشکل سا ہے مشکل — مشکل ہے بڑی یہ کہ نہین کام نکلتا

دُشنام ہی دیتے وہ کہین بھول کے عاشق
ہم خوش تھے ترے نام پہ انعام نکلتا

زاید از طرح

گر شام کو وہ ماہ لبِ بام نکلتا — خورشیدِ قیامت بھی سرِ شام نکلتا
مین وہ ہون اگر ہجر سے مئے ناب مین روتا — خوننابہ ہر اشک سے اک جام نکلتا
قاصد کے تھکے پاؤن دلِ وحشی کے ہاتھون — ہر وقت ہے پیغام پہ پیغام نکلتا
بوسہ ہو بلائین ہون کوئی پیار ہو بیجے — جو قرض مری طرف ہو یا وام نکلتا
کھلتی ہے شفق چرخ پہ خونِ شہدا سے — وہ تیغ بکف ہے جو سرِ شام نکلتا
وہ پھینکتے تھے قرعہ مرا غیر کے شامل — کیا خوب تھا یارب جو مرا نام نکلتا
مشہور زمانہ مین تھین رہزنِ دین ہو — مین چور نہین تھا کہ مرا نام نکلتا

عاشق مرے زخمون کا تماشا نظر آتا
گر تیر مرے پہلو سے گلفام نکلتا

بدمست جب اغیار کو دیکھا اُسے دیکھا — ان جیسے خریدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب ہمنے خطِ یار کو دیکھا اُسے دیکھا — تحریرِ پر انوار کو دیکھا اُسے دیکھا
بے دیکھے کہان حضرتِ موسیٰ کو غشی تھی — ہان طور پہ دیدار کو دیکھا اُسے دیکھا

ہمزاد کے پھر دیکھنے کی کیا ہو تمنّا — جب سایۂ دیوار کو دیکھا اُسے دیکھا
مشہور جہان یار کی ہے کبک خرامی — جب کبک کی رفتار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر غیر کی فطرت سے ہوئے ہم نہین واقف — طرزِ بتِ عیار کو دیکھا اُسے دیکھا
دیکھا نہین کیون سورۂ اخلاص کو ہمنے — جب مصحفِ رُخسار کو دیکھا اُسے دیکھا
بجلی کی طرح وار لگا کر ہوا غائب — اُس شوخ کی تلوار کو دیکھا اُسے دیکھا
وہ یاس سے افسردہ ہوئی میری تمنّا — اک برسون کے بیمار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر تیغ دو دم اُسکی نہ دیکھی تو ہوا کیا — جب لوٹتے دو چار کو دیکھا اُسے دیکھا

عاشق کو نہ دیکھا ہو تو دیوان ہی کو دیکھو
گلدستۂ اشعار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاید از طرح

جسنے کہ شبِ تار کو دیکھا اُسے دیکھا — اُس کاکلِ خمدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب پرتوِ انوار کو دیکھا اُسے دیکھا — اور احمدِ مختار کو دیکھا اُسے دیکھا
قاتل کو نہ دیکھا تو ہے دیکھے کے برابر — گر خنجرِ خونخوار کو دیکھا اُسے دیکھا
ہر جزو مین ظاہر ہے وہ ہر کُل مین نمایان — جب صُنعتِ غفّار کو دیکھا اُسے دیکھا
اے شیخ قیامت کی ہے تو دید کا طالب — گر قامتِ دلدار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاہد تجھے کیون جلوۂ ساقی کا ہے ارمان
گر عاشق سرشار کو دیکھا اُسے دیکھا

خاک ہو جائیگا اُس کوچہ مین جو جائے گا — ہو کے پامال پر اکسیر ہی ہو جائے گا
خوش عقیدت سے درِ کعبہ پہ جو جائے گا — کام دشوار ہو کیسا ہی وہ ہو جائے گا

منہ کی کھائے گا عدو خون ہی رہ جائے گا
مین تو تیرا ہون اگر تو مرا ہو جائے گا

جان کے جانے کا جب وقت کہ ہو جائیگا
ہمدم جان ہے دل اسکو نہ لو جائے گا

بخت جاگے گا مرا آپ جو میرے ہونگے
بخت بیدار عدو رشک سے سو جائے گا

میری زاری تو وہ زاری ہے کہ انسان ہے کیا
قہر سا ابر بھی آئے گا تو رو جائے گا

وہ مری نعش کو یہ کہہ کے نہین ٹھکراتے
فتنہ جاگے گا جو ہشیار یہ ہو جائے گا

اے اجل ہجر مین آچک کہ سنا ہے ہمنے
چین پائیگا تہ خاک جو سو جائے گا

ہو مقابل نہ مرے دیدۂ خونبار کے دیکھ
آبرو مفت مین اے ابر تو کھو جائے گا

چارہ گر جانے دے کیون فکر دوا ہے تجھے
مرنا جینا ہے جو تقدیر مین ہو جائے گا

کوئی آیا نہین آیا تو عیادت کو یہ اشک
قلزم غم مین مجھے اور ڈبو جائے گا

غمکدہ کہیئے جو دنیا کو تو زیبا ہے فلک
آتے رویا ہے ہر اک جاتے بھی رو جائیگا

خوش ہون گر قتل کرے ہاتھ سے اپنے قاتل
نام اپنا صف عشاق مین ہو جائے گا

خاک ہو جائیگا اور خاک بھی اڑ جائیگی
مٹ ہی جائے گا ترے کوچہ مین جو جائے گا

دل بسمل کی تڑپ سے کیا کہون اللہ اللہ
خود تو جائیگا مگر جان کو بھی کھو جائے گا

دل خریدار ہے جس سودے کا سودا ہے برا
گر نہ سودا ہوا سودائی تو ہو جائے گا

چشم خونبار کو ہے اپنے تمنا عاشق
پانو میندھی کے کوئی خون مین ڈبو جائیگا

زائد از طرح

کون ہے وہ کہ تری بزم مین جو جائے گا
رشک ہے مجھکو کہ مجھسا ہی وہ ہو جائیگا

دل کو آب دم خنجر مین ڈبو جائے گا
قاتل احسان لب تشنہ پہ ہو جائے گا

رشک سے مرتے ہو مرجاؤ یہ عاشق سے کہا
غیر ہمراہ مرے جائے گا تو جائے گا

غم فراق مین دم واد رس نہین چلتا
نکالدون اسے سینہ سے بس نہین چلتا

ہمارے کہنے پہ فریاد رس نہین چلتا
عدو کو چال بتاؤن یہ بس نہین چلتا

الم نے گھونٹ دیا ہے نفس نہین چلتا
اجل پہ غیر پہ گردون پہ بس نہین چلتا

ہجوم یاس مین دل کہہ رہا ہے گھبرا کر
کہ تجھپہ زور مرا اے ہوس نہین چلتا

پھڑک رہا ہون کہ اُڑجاؤن لیکے پنجرے کو
وہ ناتوان ہون کہ مجھسے قفس نہین چلتا

جہان مین سکۂ داغ جگر بجز عشاق
وہ بے رواج ہے لاکھون برس نہین چلتا

امید دید کو ہمراہ لیگئی حسرت
وہ پاس آئے کہ جب دم نفس نہین چلتا

جناب شیخ ہین مفلس پئین کہان سے مئے
وہ من چلے ہین میان کا فرس نہین چلتا

ہوا ہون خانہ صیاد سے بہت مایوس
وہ عندلیب ہون مین بے قفس نہین چلتا

تمہاری شوخی نہ ٹھکرائے جب تلک اسکو
شہید ناز کا ہرگز فرس نہین چلتا

بتائین کیونکہ ہم اُسکو پھرا اپنا ای عاشق
جب اپنے دل ہی پہ کچھ اپنا بس نہین چلتا

زائد از طرح

وہ ایک کام بھی بے بُلہوس نہین چلتا
غضب مین جان ہے دونو پہ بس نہین چلتا

جو نامہ بر سے کہا چلئے وہ بلاتے ہین
تو بولے ناز سے کہدے ترس نہین چلتا

حسین بنتے ہین کیون حسن چند روزہ پر
تمام عمر جوانی کا کس نہین چلتا

نہ نامہ بر ہی پھرا اور نہ دن پھرے میرے
اُدھر سے کوئی بھی فریاد رس نہین چلتا

کہا جو مینے کہ بندہ کا گھر قریب آیا
تو منہ بنا کے کہا مجھسے بس نہین چلتا

کسی طرح نہین کرتے قبول وہ مجھکو
وہ عذر ہون کہ کبھی پیش و پس نہین چلتا

کیا وہ ضعف نے عاشق اسیر پنجۂ غم
کہ چاک جیب و گریبان پہ بس نہین چلتا

میکدہ بے تیرے ساقی درہم و برہم ہوا
بادہ خوارون کے شکستہ دل ہوئے وہ غم ہوا

شور و غل اُٹھا جہان سب درہم و برہم ہوا
کون رو بیٹھا ہے دل کو جسکا اتنا غم ہوا

آج خود قاتل شہید ناز دشمن ہوگیا
اسلئے مقتل مین ہنگامہ جو تھا برہم ہوا

کیا صدائے نالۂ عاشق ہے زیب گوش گل
عندلیبانِ چمن کا آج نغمہ کم ہوا

شکر ہے کچھ تو ہماری آہ نے تاثیر کی
التفاتِ یار دشمن پر جو تھا کچھ کم ہوا

یادِ دندان مین بہا جو اشک وہ گوہر بنا
اور گلِ تر پر گرا تو قطرۂ شبنم ہوا

مرگیا جب مین تو بیرحمی یہ انکی ہائے ہائے
کہتے ہین اچھا ہوا کچھ دردِ سر تو کم ہوا

غیر کے مرنے پہ وہ رونے لگے ہم ہنس دیئے
خلق حیران ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا

جرعہ جرعہ وصل مین تھا غیرتِ ماء الحیات
ہجر مین ساقی کے اک قطرہ پیا تو سم ہوا

خون میرا رنگ لایا ہے گل رخسار پر
عالمِ خوبی پہ انکے مبتلا عالم ہوا

تھا تلاشِ یار مین عاشق پتا ملتا کہان
وصل جانان ہوگیا خود ایسا محوِ غم ہوا

زاید از طرح

خنجرِ ابرو کو شوقِ کشتن عالم ہوا
بلہوس کیا جان دیگا بار غم سے خم ہوا

میری بالین پر بھی دشمن سے وہی اخلاص ہے
سورۂ اخلاص آنکی میرے حق مین دم ہوا

یہن یہانتک ہوگیا ہون خوگر رنج و الم
کم ہوا آزار تو اُسکا بھی مجھکو غم ہوا

غیر کی نخوت سے اُنکو جسقدر نفرت ہوئی
خُلق اُتنا ہی بڑھا جتنا تکبّر کم ہوا

ساغر و پیمانہ و خم کی ہے آوازِ شکست
کون میخانہ مین آیا جس سے یہ اودھم ہوا

مُنہ چڑھا ہے غیر یہانتک تمہ کا موتی بنگیا
دم بھر و تم دشمنون کا ناک مین گو دم ہوا

کتنے پیچ و تاب کھائے گردشِ افلاک نے
پر کبھی سیدھا نہ اُسکا گیسوئے پرخم ہوا

جم گیا ہے خونِ دل جو سرد مہری سے تری
لو مبارک ہو ہمارے زخم کا مرہم ہوا

اک نہ اک مہمان بیمار رہتا ہے ہجرِ یار مین
دردِ دل گر کم ہوا تو نالۂ پیہم ہوا

ہوگیا جو محرمِ اسرار ذاتِ لم یزل
وہ ہوائے نفسِ امّارہ سے نامحرم ہوا

تم دلِ عاشق مین ہو شہرت تمھاری کیون نہو
اے بتو یہ آینہ اب رشکِ جامِ جم ہوا

نہ ہوا اچھا دلِ بیمار میرا
الٰہی ساتھ دے آزار میرا

بڑھے گا ہمنشین آزار میرا
دلِ نادان نہ ہا گر یار میرا

تمھاری جان ہے دل ہے تمھارا
نہ وہ ہرگز نہ یہ زنہار میرا

جگر کو تھام لیتا ہون یہ کہکر
کہ نالہ جائے گا بیکار میرا

نزاکت اُنکی کہتی ہے سرِ بام
اُٹھا سکتا ہے کوئی بار میرا

دلا یا یاد جب اُنکو تو بولے
کہ ہے اقرار بھی انکار میرا

تمھارے نقشِ پا کے گرد ہے چاند
کہ ہے دیکھا ہوا دیدار میرا

جفائین کرکے یہ تاکید کیسی
کہ محشر مین نہ ہو اظہار میرا

عدو کیا ہو مقابل میرے عاشق

نہین وہ جھیل سکتا وار میرا

زاید از طرح

دوا سے بڑھ گیا آزار میرا
قضا پر منحصر ہے کار میرا

نہ دل میرا نہ وہ دلدار میرا
مرا غمخوار ہے آزار میرا

اُڑا کر چٹکیون مین کہتے ہین وہ
جگر تک جائے گا سوفار میرا

کہانی میرے غم کی بڑھ گئی ہے
سُنے گا کون یہ طومار میرا

شب ہجران کی اللہ رے درازی
بڑھا ہے سایۂ دیوار میرا

خدا کی شان اُن سے کی سفارش
عدو بھی ہو گیا غمخوار میرا

وہ ہاتھا پائی مین بولے شب وصل
کہ دیکھو ٹوٹتا ہے ہار میرا

پڑا ہون کب سے گرداب الم مین
الٰہی کیجو بیڑا پار میرا

کوئی ہمدرد ملجائے تو عاشق
جتائے اُسکو حال زار میرا

وہ مجھسے کہتے ہین عاشق شب وصل
کہ تم اس مُنہ سے لوگے پیار میرا

قدردانی کا مزا جاتا رہا
شعر خوانی کا مزا جاتا رہا

بات کے کرتے ہی عقدہ کُھل گیا
بے دہانی کا مزا جاتا رہا

تن سے قاتل نے کیا کیون سر الگ
نیمجانی کا مزا جاتا رہا

کیون خموشی کی لگائی منہ پہ مہر
گُل فشانی کا مزا جاتا رہا

جان لی کیون رفتہ رفتہ دیکے دکھ
ناگہانی کا مزا جاتا رہا

غیر کو وہ گالیان دینے لگے
دُرفشانی کا مزا جاتا رہا

آگیا مہمان سرا مین رشکِ غیر — میہمانی کا مزا جاتا رہا
نامسلمان ہوگیا ہے اب وہ بت — آناکانی کا مزا جاتا رہا
بات کرتے انکو غصہ آگیا — خوش بیانی کا مزا جاتا رہا
آن پہ مرکر دل نے کھویا لطف کو — زندگانی کا مزا جاتا رہا
ہائے وہ ڈرا اور رقیبِ سنگدل — پاسبانی کا مزا جاتا رہا
سر اڑا کر کیون سبک ہمکو کیا — سرگرانی کا مزا جاتا رہا
بام پر وہ جھانکتے ہین غیر کو — لن ترانی کا مزا جاتا رہا
میری تربت تو بنائی ہی نہ تھی — بے نشانی کا مزا جاتا رہا
حلقۂ عشاق جب ہمرہ نہین — نوحہ خوانی کا مزا جاتا رہا

صحبتین پہلی سی وہ عاشق کہان
نکتہ دانی کا مزا جاتا رہا

بھرم رکھہ چلبلی چتون کسی کا — کہ عارض سے ہٹے دامن کسی کا
مٹا کر آپ ہی لو پوچھتے ہین — کبھی دیکھا تھا یان مدفن کسی کا
دلِ ناداں ہے جیسا دوست اپنا — نہ ہوا ایسا کوئی دشمن کسی کا
یہ سب خانہ خرابی عشق کی ہے — کہ صحرا بنگیا مسکن کسی کا
قیامت دل پکڑ کر بیٹھ جائے — وہ ہے اٹھتا ہوا جوبن کسی کا
اڑا دیتا ہے کیا کیا خاک میری — جھٹکنا ہاتھ سے دامن کسی کا
قیامت پر قیامت ہو رہی ہے — شنا ایسا بھی ہے شیون کسی کا
نگہ کی سامنے بجلی سی کوندی — جو یاد آیا رخ روشن کسی کا

مٹانے کے نشان بھی مٹ گئے ہین — کہین ملتا نہین مدفن کسی کا
غرض رکھے نہ جز خالق کسی سے — تو پھر کیون ہو کوئی دشمن کسی کا
ہوا بینا ہمارا دیدۂ زخم — نظر مین تھا رُخِ روشن کسی کا
برہمن بن گئے کیون حضرتِ دل — ہوا کیا خواب مین درشن کسی کا

مہکتی آئی ہے کیون آہِ عاشق
اُجاڑ آئی ہے کیا گلشن کسی کا

زائد از طرح

ہوا ہے غمزہ تیر افگن کسی کا — کلیجا چھید دے چلمن کسی کا
شبِ وصلت کی اُف رے ہاتھا پائی — گریبان ہے نہ ہے دامن کسی کا
نہین اچھی یہ شوخی ہر گھڑی کی — نہ کھونا رعب اسے چتون کسی کا
رہائی دامِ کاکل سے نہ ہوگی — کہان جاتا ہے اب جوبن کسی کا
مرے لاشہ سے کہتے ہین کہ اُٹھو — مزا دیتا ہے یہ بچپن کسی کا
ہماری سختیان جو دیکھ پائین — کلیجا ہوگیا آہن کسی کا

نہ میرا ہے نہ وہ غیرون کا عاشق
ہوا ابھی ہے بُتِ پرفن کسی کا

فلک نے دیکھ لیا زور میرے نالون کا — تباہ حال ہوا وہان کے رہنے والون کا
بنایا خاک سے غازہ پری جمالون نے — بڑھا ہے مرتبہ وہ تیرے پائمالون کا
گمان غلط ہے ستارے ہین بیشمار کہان — فلک پہ عکس ہے یہ میرے دل کے چھالون کا
ہزارون گالیان دیتے ہین وہ سرِ محفل — جواب خوب ملا وصل کے سوالون کا

فراق ہو جنھین ہو ہمکو وصل ہے ہردم
کہ خال ہے دلِ سوزندہ اُنکے گالون کا

ہجومِ شوق سے وہ جوش ہے خیالونمین
کہ روبرو ہے مرقع پری جمالون کا

نہین ہین عارضِ پرنور پر تری زلفین
خدا کی شان کہ گورون مین گھر ہے کالون کا

ہین چاک چاک گریبان و دل فگار بہت
نہ پوچھو حال تم اپنے شکستہ حالون کا

ہمین ہے جلوۂ باقی کی آرزو عاشق
نصیبِ غیر ہو غمزہ پری جمالون کا

زائد از طرح

اگر نظارہ ہے منظور خستہ حالون کا
تو آؤ کھولدین جوڑا تمھارے بالون کا

نہ گور ہے نہ کفن اُن شکستہ حالون کا
یہ حال ہے ترے کوچہ کے رہنے والون کا

تری گلی مرے رونے سے ہوگئی ندی
کئی برس سے مین پل باندھتا ہون نالون کا

کہان تھا اگر دمہ و مہر ہمنشین نا لہ
پڑا ہے عکس یہ گوشِ صنم کے بالون کا

نہ قیس مین مرے وحشت نہ کوہکن مین یہ شوق
کرو نہ ذکر مرے آگے دیکھے بھالون کا

تو ہنر نہ گوندہ کہ شاگرد ہونے والا ہے
مرا نصیب ترے لمبے لمبے بالون کا

مزارِ حضرتِ خواجہ پہ جھومتا آیا
کوئی رنگی ہے کہ بیٹھا ہے پھول والون کا

خزان کے دن گئے آئی بہار اے عاشق
دماغ عرش پہ ہے سارے نونہالون کا

غزل ہائے غیر طرح دیوان ردیف الف

وہ مرتبہ ہے پیمبر کے آستانے کا
کہ فخر شاہون کو ہے جسپہ سر جھکانے کا

مین منتظر ہون شبِ غم قضا کے آنے کا
نوید دل کو کہ ہے وقت جان جانے کا

ہوئی ہے گردشِ دوران سے خاک تک برباد
چھٹے گا وقت فنا واسطہ زمانے کا

ہمارے خون بہانے کا خون بہا یہ ملا
ہوا ہے شوق اُنھین پھر حنا لگانے کا

اُنھین ہے قصدِ اغیار سے غرض ہر دم
نتیجہ کیا ہے مری داستان سُنانے کا

اِدھر ہے تاک مین صیاد اُدھر کمین مین ہے برق
پتا ملے گا نہ بُلبُل کے آشیانے کا

وہ بھول جاتے ہین تو یاد خود دلاتا ہون
ہوا ہون جب سے مین خوگر ستم اُٹھانے کا

مجال کیا تری گیسو سے یہ کبھی اُلجھے
ہے انفعال سے صد چاک سینہ شانے کا

نہ وہ جگر ہے نہ دل ہے نہ وہ طبیعت ہے
عدو مین حوصلہ کب ہے ستم اُٹھانے کا

ہمارے دلکو ہے زلفون مین یادِ خالِ صنم
اسیرِ دام ہے محتاج ایک دانے کا

نہ تم کہین نہ دعا دین لگائین اک ٹھوکر
نیا طریق نکالا ہے یہ جلانے کا

یہ کچھ ہے گورِ غریبان پہ بیکسی کا ہجوم
کہ حسرتون نے دیا کام شامیانے کا

ابھی جوان ہو عاشق مرو مرو نکرو
قضا کو یہ بھی کوئی وقت ہے بُلانے کا

دیگر غیر طرح

قتل کرنے مین مرے قاتل کو ہے تاخیر کیا
سوچتا ہے ظلم نو ایجاد کی تدبیر کیا

ایک عالم مین ہے غُل شورِ قیامت ہے بپا
ہل گئی ہے زلف کے دیوانے کی زنجیر کیا

سرد مہری سے تمھاری خاک مین مل گئے میان
نالۂ سوزان ہمارا پھر کرے تاثیر کیا

سوزِ ہجران نے جلایا غم نے کشتہ کر دیا
وہ بنائین گے ہماری خاک کی اکسیر کیا

قصہ طولانی ہے جان لب پر ہے کہدینا یہی
کیا کہون قاصد زبانی اور کرون تحریر کیا

اک نظر دیکھا جدھر گویا مسخر کر لیا
آنکھ مین اُنکے بھرا ہے سرمۂ تسخیر کیا

ایک سے ہے ایک بڑھکر غارتِ دل کیجیے / نازکیا انداز کیا تصویر کیا تقریر کیا

دل کو شوقِ زخم اور ہے زخم مشتاقِ نمک / چارہ گر سے پھر شفا کی ہو سکے تدبیر کیا

ہم نہ ہونگے مانی و بہزاد کے قائل کبھی / جبکہ گویائی نہیں تصویر مین تصویر کیا

دورِ ساغر چل رہا ہے محفلِ اعدا مین آج / دیکھیں دکھلاتی ہے اب یہ گردشِ تقدیر کیا

ایک مدت سے تھا خود آوارہ و بدنام وہ
نعشِ عاشق کے لیے پھر حاجتِ تشہیر کیا

غیر طرح دیوان

جذبِ دل آہستہ آہستہ اثر کر جائے گا / تیرِ مژگان رفتہ رفتہ دل مین گھر کر جائے گا

چارۂ ریشِ درون کیا چارہ گر کر جائے گا / بخیۂ زخمِ جگر تارِ نظر کر جائے گا

نالۂ گردون شکن جس دم اثر کر جائے گا / چرخ آہون سے ہمارے الحذر کر جائے گا

آگیا مہمان سرا مین جو سفر کر جائے گا / مثلِ سایہ ڈھلتے پھرتے ہی بسر کر جائیگا

ماہیِ بے آب کی مانند تڑپے گی سدا / خون ہمارا تیغِ قاتل پر اثر کر جائے گا

سو قدم تک جائیگا خونِ شہیدان ساتھ ساتھ / جب سوئے گورِ غریبان وہ گذر کر جائے گا

مجھسے کہتا ہے کہ چلتے چلتے بھولا مدعا / کیا خبر تھی چال ہم پر نامہ بر کر جائے گا

یادِ گیسو ہے شبِ ہجران مین وہ طولِ امل / قصۂ عمرِ روان کو مختصر کر جائے گا

جب نہو تقدیر سیدھی خضر کی منت عبث / اور بھی گم گشتہ ہمکو راہبر کر جائے گا

دستِ وحشت کو مرے دامن سے الفت ہو گئی / تار تار ایک اک جدا اسے بخیہ گر کر جائے گا

دل جگر دونون ہین حاضر لو مبارک ہو ہمین / آج انکے سر سے کچھ صدقہ اتر کر جائے گا

ساقیِ کوثر کا گر دستِ کرم ہے فیض پر / ابرِ رحمت تشنہ لب کے لب کو تر کر جائے گا

میری قسمت کا یہ لکھا کیا خبر تھی قیس بھی
عشق کی جا گیر میرے نام پر کر جائیگا

اُسکے جوہر سے ہزارون جوہر آئین گے نظر
میرا داغِ دل اثر شمشیر پر کر جائیگا

کیا خبر تھی اے دلِ نادان کہ شہرہ عشق کا
ہمکو یون آوارہ گرد و دربدر کر جائیگا

غیر سب کہتے ہی کہ عاشق ہین قاتل دیکھنا
نام مقتل مین یہی تفتہ جگر کر جائیگا

دل جگر دونون طرف سوفار بنکر جائینگے
تیرِ قاتل جبکہ پہلو سے گذر کر جائیگا

بیکسی سے کہہ رہی یاس حسرت ہائے ہائے
تیرے کوچہ مین جو آئیگا وہ مر کر جائیگا

مین زمانے مین ہون عاشق دہلِ ملکِ سخن
غیر آئے گر مقابل تو بچھڑ کر جائیگا

غیر طرح دیوان

گیسوئے یار نے نافہ مشکِ ختن لوٹ لیا
گلِ رخسار کی نزہت نے چمن لوٹ لیا

لبِ خاموش نے انداز سخن لوٹ لیا
دہن یار نے غنچہ کا دہن لوٹ لیا

گر گئے جتنے ستارے تھے شرارے بنکر
میری فریاد نے شب چرخ کہن لوٹ لیا

حسرت و یاس نے ڈھانکا تھا تجھے یار کفن
مجھکو کیون چھین اے دزدِ کفن لوٹ لیا

ہاتھ کیون میرے گریبان کو لگایا تمنے
رشک سے اُنکے حورون نے کفن لوٹ لیا

دی جوانی نے تری اسکو مدد پیری مین
تیری رفتار نے گردون کا چلن لوٹ لیا

ہائے افسوس نگران رہا غیر کے ہاتھ
زخمِ دل کہتے ہین اے تیرِ فگن لوٹ لیا

رنگِ عارض نے ترے لوٹ لیا لالے کو
چشمِ پرخون نے مری لعلِ یمن لوٹ لیا

بیکسی یاس سے کہتی ہے شبِ فرقت مین
اے ہجومِ غم اندوہ چمن لوٹ لیا

کبھی حیرت مین رہیگا تو کبھی سکتہ مین
تو نے آئینہ کو دکھلا کے پھبن لوٹ لیا

سرو۔ قد سے ترے شرمندہ تبسم سے گل،
تیرے جوبن نے صنم رنگِ چمن لوٹ لیا

دل ہزاروں کے جو ڈستی ہے بَکَلْجاتی ہے
تُرہ زلف نے کیا سانپ کا من لوٹ لیا

سچ تو یہ ہے کہ تیرے ہین جہان کے شاعر
بزمِ **عاشق** بن گئے لُطفِ سخن لوٹ لیا

اُسنے تیور چڑھا کے دیکھ لیا
تیغ کو آزما کے دیکھ لیا

کوئی گاہک نہین خدائی مین
دل کا سودا بنا کے دیکھ لیا

میرے گھر تھے نہ غیر کے گھر تھے
شب اُنھین آزما کے دیکھ لیا

تیرے جلوہ کے ہین نشان ہر سو
ہر طرف ہمنے جا کے دیکھ لیا

غیر سے ربط اُنکا کم نہ ہوا
لاکھ قسمین دلا کے دیکھ لیا

زہر حق مین مرے ہوا کسیر
تمنے ہاتھون پلا کے دیکھ لیا

یہ تماشا کوئی تماشا ہے
آنکھ اُٹھا صف لُٹا کے دیکھ لیا

ہجر مین موت بھی نہین کمبخت
بخت کو آزما کے دیکھ لیا

رُخِ روشن نے دل مین کام کیا
جلوہ جا با جلا کے دیکھ لیا

شیخ جی کی دھری رہی شیخی
ایک چلو پلا کے دیکھ لیا

میرا احوالِ نزار جھوٹا تھا
اب تو خود تمنے آ کے دیکھ لیا

پڑ گئی کیسی بزم مین ھلچل
پاس اُن کو بٹھا کے دیکھ لیا

رقصِ بسمل ہے موجِ دودِ فغان
دل جلے کو بجھا کے دیکھ لیا

اور بیدرد ہو گیا بیدرد
درد دل بھی جتا کے دیکھ لیا

غیر بیدرد بے وفا ہین دوست
آزما آزما کے دیکھ لیا

اپنا ثانی وہ آپ ہی نکلے
آئینہ بھی دکھا کے دیکھ لیا

امتحان اور بھی رہا ظالم
جتنا چاہا ستا کے دیکھ لیا

وہ نہ آئے تو کیوں یہ آفت تھی
شب قضا کو بلا کے دیکھ لیا

وقت بد کا کوئی شریک نہیں
موت کو بھی بلا کے دیکھ لیا

گر پڑی برق سی اُدھر کہ جدھر
اُسنے چتون اُٹھا کے دیکھ لیا

جلوہ وہ جو کبھی نہ دیکھا تھا
نقشِ ہستی مٹا کے دیکھ لیا

آپ بھی دردمند ہو ہی گئے
دلِ عاشق دُکھا کے دیکھ لیا

دل ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
دوسرا معشوق میرا ہو گیا

بڑھ گیا یہ آرزو کا سلسلہ
نخلِ غم نخلِ تمنا ہو گیا

اب ہمارا آپ کا ہے تذکرہ
ذکرِ مجنون اور لیلا ہو گیا

وصل میں چھیڑا تو بولے ناز سے
خیر ہے صاحب تمھیں کیا ہو گیا

قتل کر ڈالا نگاہ ناز سے
دشمنِ جانی مسیحا ہو گیا

میرے مرنے کی خبر سنکر کہا
مر گیا بیمار اچھا ہو گیا

کون یوسف آگیا بازار میں
سب خریدارون کو سودا ہو گیا

ہمنے پلکون سے چھپایا یار کو
آنکھ جھپکی بند پردا ہو گیا

وہ مرے دشمن ہوئے دشمن کے دوست
عاشق اس دنیا مین کیا کیا ہو گیا

ردیف باے موحدہ بموجب طرح دیوان

ہجر کی شب بن ہے ساقی سفرِ جامِ شراب
صبح محشر ہے اگر ہو سحرِ جامِ شراب

لب بلب ہو کے جو لیتا ہے کسی کے بوسے
رشک کہتا ہے کہ توڑون کمرِ جامِ شراب

لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے جو گرتا پڑتا
کیا ہوا شیخ کے گھر مین گذرِ جامِ شراب

دل تھا ایک قطرۂ خون مے کے عوض پینے کو
وہ بھی غم پی گیا اے دادگرِ جامِ شراب

نرگسِ مست سے اُسکی ہین وہ بیخود میکش
کوئی لیتا نہین اُٹھکر خبرِ جامِ شراب

ہوگا گر عکس فگن موئے میانِ ساقی
بال پڑ جائیگا تجھمین جگرِ جامِ شراب

بہکی بہکی سی جو کرتا ہے یہ باتین زاہد
ہو گیا اُسکو بھی شاید اثرِ جامِ شراب

شیخ کا دامنِ تر چوس ہی لیتا ہے اسے
خشک کیونکر نہو پھر چشمِ ترِ جامِ شراب

ہاتھ سے ساقیِ کوثر کے پئین مے عاشق
کہ خمار آکے نہو دردِ سرِ جامِ شراب

زائد از طرح

وصل کی رات ہوا یہ اثرِ جامِ شراب
آنکھ میری تھی نہ تجھکو خبرِ جامِ شراب

تھوڑی سی وار کے سر پر سے چھڑک دیتے ہین
چشمِ میگون کو نہ ہو تا نظرِ جامِ شراب

میکشون کی نہین تھمتی ہے جو ہچکی دمِ مرگ
ہوتا ہے جان کے ہمرہ سفرِ جامِ شراب

تاک مین رہتی ہے مدت سے مگر اے زاہد
چشمِ میگون سے نہ پایا شجرِ جامِ شراب

خلد سے آیا جو اُڑ کر یہ تری محفل مین
کیا نکل آئے ہین پھر بال و پرِ جامِ شراب

چشمِ مخمور نے ساقی کے کیا شام سے مست
ہوگی کسطرح سے عاشق سحرِ جامِ شراب

کب شام کا فراقِ صنم مین نشان ہے اب
جب شام ہی نہین تو سحر پھر کہان ہے اب

کیاخوب رازدار نے کین رازداریان
رازِ نہان ہے اور جہان کی زبان ہے اب

بھولا جہان نوحۂ فرہاد و قیس کو
ہر نوحہ خوان ہے اور ہمارا بیان ہے اب

یہ ناتوانیون کی ہین زور آزمائیان
سرگرمِ نالہ ہونے کی طاقت کہان ہے اب

پہلو مین دل نہین تو پھر اُسکا نشان کہان
جان کو پئے تلاش سرِ لامکان ہے اب

سنکر عدو کا نالہ یہ کہکر چلے گئے
دیتا ہے بانگ مرغ کہ وقتِ اذان ہے اب

تاخیر قتل مین ہوا تو سَر پھوڑتا پھرے
مشتاق تیغ ناز کو سر تک گران ہے اب

دل آپ ہی تو لے کے ملایا ہے خاک مین
اور مجھسے پوچھتے ہین وہ مضطر کہان ہے اب

وہ تیرے آستان کے سبب مرتبہ بڑھا
یہان کی زمین زمین نہین آسمان ہے اب

سوچے تھے پاسبان ہی کو اپنا بنائین گے
قسمت سے جو عدو تھا وُہی پاسبان ہے اب

ہون تنگیٔ زمانہ سے دل تنگ اِس قدر
ارمان کے دل مین رہنے کی وسعت کہان ہے اب

آزارِ عشق تھا سو وہ آزارِ جان ہوا
جان مرگِ ناگہان کے لئے ارمغان ہے اب

اے سروِ نوبہار ترے رُخ کے سامنے
رنگِ چمن پریدۂ بادِ خزان ہے اب

قاتل ہے بعد قتل تڑپنے کا منتظر
یہ امتحان کے بعد نیا امتحان ہے اب

اگلا سا رنگ روپ نہین ربط غیر سے
وہ ناز وہ کرشمہ وہ جوبن کہان ہے اب

دم بازیان کسی کی دمِ تیغ ہوگئین
خمِ زلف خم بخم کا خمِ آسمان ہے اب

سوتا نہین ہے رات کو تا خواب مین نہ آسکے
عاشق سے اسقدر وہ صنم بدگمان ہے اب

زائد از طرح

کل تم جو لیکے آئے تھے وہ دل کہان ہے اب
باقی ستم اُٹھانے کو اک تن مین جان ہے اب

شبہائے تارِ ہجر مین کتنی تلاش کی
گم گشتہ آسمان سے سحر کا نشان ہے اب

اقرارِ وصل ایک سے انکار ایک سے
کیا اور اس زبان کے سوا بھی زبان ہے اب

اے عشق تازہ کار ذرا جھیل سختیان
جوبن شباب پر ہے وہ بت نوجوان ہے اب

عاشق دعا تمھاری ہوئی مستجاب کیا
نامہربان جو تم پہ تھا وہ مہربان ہے اب

ردیف تائے فوقانی

چاہنے والے ملین گے تمھین انسان بہت
مجھسا پاؤ گے نہ جب آئین گے ارمان بہت

دیکھکر یار کو کھوے گئے ایسے کہ نہ تھے
ہم کو دعوے تھا کہ ہم رکھتے ہین اوسان بہت

وعدۂ قتل عدو پر بھی ہمین قتل کیا
عذر اُسپر یہ کہ ہے طبع مین نسیان بہت

خلشِ جنبش مژگان کو دلاتا ہے یاد
دل مین چبھنے کو تیرے تیر کا پیکان بہت

مائل زلف ہے کوئی کوئی عاشق رخ پر
شیخ جی رند بنے گبر مسلمان بہت

غیر کے سامنے بسمل کو تڑپنے نہ دیا
تیرے خنجر کا ہے تھوڑا سا بھی احسان بہت

وہ تو مجھپر ہی اُٹھاتے رہے بہتان کتنے
خوش نصیبی سے ہوا غیر پشیمان بہت

غم و اندوہ و الم حسرت و ارمان حرمان
تیرے کوچہ سے لگا لائے ہین مہمان بہت

سخت جانی نے مری سیکڑون خنجر توڑے
قتل کرنے کو سمجھتے تھے وہ آسان بہت

سب ادائین ہین تری فتنۂ محشر ظالم
کیا کہون کونسی دلکش ہے تری آن بہت

چونک پڑتے ہین تصوّر سے کسیکے ہر دم
پاس میرے ہین مگر غیر کا ہے دھیان بہت

جھوٹی قسمون کی عوض غیر سے لینگے ہم بھی
سستا بکنے لگا بازار مین ایمان بہت

جز کفن اور نہ احباب کرین کچھ تکلیف
اس سفر کے لئے کیا چاہئے سامان بہت

بے عمل کے لئے سو وعظ کے دفتر تھوڑے ۔ ہے عمل کے لئے ایک آیت قرآن بہت

دل پریشان ہے پریشانی کا باعث عاشق
بال زلفون کے کہین دیکھے پریشان بہت

زائد از طرح

عرضِ مطلب پہ یہ فرمایا نہ کھا کان بہت ۔ منہ لگایا بھی نہین کرتا ہے حیران بہت
ناتوانی سے مری ہو نہ ہراسان بہت ۔ ستم و جور اُٹھانے کو ابھی جان بہت
قصد جانے کا ہے تو جائیے اے حضرتِ دل ۔ گرم پہلو مرا کرنے کو ہین ارمان بہت
منزلِ اولِ الفت مین نہ تھکنا اے دل ۔ ایسے ایسے ابھی طے کرنے ہین میدان بہت

کوچۂ یار مین کل دیکھے ہین عاشق ہمنے
کافرِ عشق بہت اور مسلمان بہت

ردیف دال مہملہ

دم تو کیا ہے تو نے ہمارا نسیم بند ۔ پر زلفِ عنبرین کی نہ کیجو شمیم بند
ہو بتکدہ تو ہونے دو اُسکو ندیم بند ۔ دروازۂ بہشت نہ رکھے کریم بند
عاشق نہ بھولنا قد و زلف و دہن کی یاد ۔ ہو جیتے جی نہ دردِ الم میم بند
آزادگانِ کوچۂ دلدار کے لئے ۔ دیکھا نہین ہے بابِ بہشتِ نعیم بند
لعل لبِ حسین کی اور آبرو بڑھی ۔ جب کر چکے فرات کا پانی لئیم بند
ایسا ہے آدھی رات کے آنیکا نامہ بر ۔ ہے نیم باز نامہ کسی کا تو نیم بند
یہ کسکے نیم جلوہ سے حیرت عیان ہوئی ۔ غش کھاکے ہوگئی جو زبانِ کلیم بند
محشر مین عاصیون کے ہون نعرے بلند جب ۔ ہَل مِن مَزید کی ہے صدا یا کریم بند

اللہ رے شوق دید کہ گنج لحد مین بھی
رہتی ہین نیم وا مری آنکھین تو نیم بند

وہ نشتر نگہ نہین خون جسکا بند ہو
نبضین گئین ہین چھوٹ بندھے کیا حکیم بند

رکھتے ہین دل مین لشکر ارمان و آرزو
کرتے ہین ہم حصار مین فوج غنیم بند

عاشق کو بوسے ملتے تھے سرکار حسن سے
کیجے وظیفہ اب نہ ہمارا قدیم بند

زائد از طرح

ہوتا نہین کلام سے ہرگز کلیم بند
کیا کر سکے گا کوئی شریک و سہیم بند

مانند رنگ و بو ہین ترے دم کے ساتھ ساتھ
رہتے ہین کوئی تیری گلی کے مقیم بند

ہو امتحان ہمارا ہسم زیر تیغ ناز
اس آرزو سے انکے ہوئے سب ندیم بند

طوفان غیر آئے نیائے شب وصال
ایسا لگائیو میری عقل سلیم بند

عاشق کو معصیت کا نہین خوف وعظو
ہوتا نہین غفور کا فیض عمیم بند

ردیف رائے مہملہ

بگڑتے ہی وہ آتے ہین کبھی آتے نہین بنکر
اگر ہم کہتے ہین سج دہج سے آئے آفرین بنکر

فلک پر مہر و مہ شکل نشان پائے حضرت ہین
قدمبوسی کو جنکے آسمان آیا زمین بنکر

نہین آسان ہمدم عشق ان پردہ نشینون کا
حجاب غم مین رہتی ہے فغان پردہ نشین بنکر

وفائے غیر کا بھی امتحان بھولے سے لیجے
تمھارے ظلم سہنے کے لئے آئے ہمین بنکر

اٹھائین غیر کا بار محبت یون سبک ہوکر
مگر میرے لئے بیٹھے ہین گھر مین نازنین بنکر

زبان سے شعر کیا نکلے کہ دل مین درد فرقت ہے
یہ وہ لقمہ ہے رہجاتا ہے لب نالہ وہین بنکر

ہوئی ہے گردشِ دوران سے یہ حالت زمانے کی
کہین بگڑے سنورتے ہین بگڑتے ہین کہین بنکر

قدم دشمن کے گر مین جا نتایان تک نہ پہنچین گے
تو رہتا کوچۂ دلدار کی بیشک زمین بنکر

ترے پیکان کو اسے قاتل دعائین دیتے رہتے ہین
ہمارے دلمین بیٹھا ہے نگاہ شرمگین بنکر

ہماری آستین ہر وقت وقفِ دیدۂ تر ہے
گریبان ہاتھ پر رہتا ہے ہردم آستین بنکر

رسائی میرے طالع کی نہو کیون رشک کے قابل
کہ پہنچا بازوئے جانان پہ جوشن کا نگین بنکر

برابر زاہدون رندون کو دنیا پھانس لیتی ہے
کسی جا اہل دین بنکر کہین شکل حسین بنکر

خطِ تقدیر کا مطلب کھلا ہے عشقبازون پر
کہین نقش زمین بنکر کہین چینِ جبین بنکر

زمانہ بھی یکایک کب بگڑتا ہے بننے کے بعد
مری جان جلد عاشق سے بگڑتے ہو تمھین بنکر

زائد از طرح

کیا برباد پہلو کو بھی دل نے ہمنشین بنکر
اُجاڑا اور نہ یون کس نے مکان کو خود مکین بنکر

نگہ پر بار چڑھ جاتی ہے گویا سرمگین ہوکر
کسیکی زلف ڈس جاتی ہے مارِ آستین بنکر

منایا تھا جسے مدت مین ہمنے جان دیدے کر
وہی خنجر بکف بیٹھا ہے کیسا خشمگین بنکر

دل مضطر نکلنے کو ہے پھر دودِ فغان ہوکر
کلیجا منہہ کو پھر آتا ہے آہِ آتشین بنکر

بُرائی مین بُرائی ہے بھلائی مین بھلائی ہے
کوئی کیا خاک لیجائے گا یہان سے نکتہ چین بنکر

ہوئی دل بستگی ہمدم یہانتک خاکساری سے
گئے ہم جس جگہ بس رہ گئے وہان کی زمین بنکر

کوئی عاشق سے پوچھے کس لئے دھونی رمائی ہے
اجی حضرت سلامت کسکے بیٹھے جانشین بنکر

دل پھر آباد ہوا خانۂ ویران ہوکر
ہو چکا دور صدو گردشِ دوران ہوکر

گل رخسار پہ جان دون ابھی قربان ہوکر
خار کی طرح جو کھٹکا کرو مژگان ہوکر

کیون پھرے تیر مژہ مجھسے پریشان ہوکر
دل نہ ہو میرے جگر مین رہے مہمان ہوکر

شیخ جی بگڑے ہو کیون صاحب ایمان ہوکر
بت پرستی کا شعار اور مسلمان ہوکر

مجکو کیا غم ہے اگر کنج لحد ہے تاریک
زخم چمکے گا چراغ تہ دامان ہوکر

عاشقون کے دل مضطر کا نہ پوچھو عالم
شانہ زلفون سے نکلتا ہے پریشان ہوکر

بیکسی یاس سے کیا کیا نہ کرے گی فریاد
تم نکلجاؤ گے جب گور غریبان ہوکر

قطع سو بار ہوا تو بھی نہ گھٹنے پایا
دامن دشت رہا میرا گریبان ہوکر

بوسۂ زلف کی ہے لعل لب خال کی ہے
ٹکڑے ٹکڑے ہوئی حسرت بھی پریشان ہوکر

خوب غیرت ہے کہ وہ مجھسے خفا ہو بیٹھے
صحبت غیر کے طعنہ سے پشیمان ہوکر

دونون رخسارون پہ رہتی ہین جو دو زلفین
پہرہ دینے لگے کالے ترے دربان ہوکر

ہنستے ہین مجھپہ مرے زخم جگر بھی کیا کچھ
خندہ زن ہوتا ہے جب چاک گریبان ہوکر

تم تو تم درد تمھارا ہے ہمین جان عزیز
ایسے پھر درد کا کیا ہوئے گا درمان ہوکر

اُسنے چٹکی سے جو چھوڑا تو عدو پر پہونچا
دل بسمل بھی ترے تیر کا پیکان ہوکر

آہ و افغان کی اڑی خاک نکل کر دل سے
رہے آسودہ غم و درد ہی پنہان ہوکر

غیر کی دست درازی نے کیا اُسکو خجل
اب وہ ہوتا ہے گلوگیر گریبان ہوکر

ہے تمنا یہی میری کہ رسول اکرم
ہو گذر وہان بھی تہ سایۂ دامان ہوکر

برچھیان مارو جگر مین کہ رہے لطف خلش
تھم گئی ہائے یہ کیون جنبش مژگان ہوکر

مین نہ کہتا تھا کہ ہو جاینگے لاکھون ٹکڑے
کیا کیا دامن گل میرا گریبان ہوکر

کوچۂ یار مین پرسش ہی نہین حضرت دل
ٹھوکرین کھاکے ابھی آیا ہے ارمان ہوکر

شاق احباب کے دل پر بھی ہوئی عمر دراز
کہ ٹھہرتا نہیں اتنا کوئی مہماں ہوکر

جوش گریہ سے ہمیں کچھ تو تسلی بخشی
مٹ گئے دل کے بہت داغ نمایاں ہوکر

پی لیا آب بقا تو نے کہ کٹتی ہی نہیں
آئی ظلمات سے کیا اے شب ہجراں ہوکر

سحر آمیز مضامین مرے سنکر بولے
لیگیا لوٹ کے دل کون غزلخواں ہوکر

مَن گئے رقّت و زاری کے مضامین سنکر
مدعا اپنا نکل آیا غزلخواں ہوکر

زلف کافر ہے خدا جانے کرے کیا عاشق
کفر پھیلایا ہے عارض نے مسلماں ہوکر

زاید از طرح

مرنا چاہا تو کہا دیدۂ گریاں ہوکر
کام دشوار ہوا جاتا ہے آساں ہوکر

آنکھ پھرتے ہی پھرا سارا زمانہ مجھسے
ہائے سایہ بھی چلا اب تو گریزاں ہوکر

آئے ایسے کہ نہ آئے جو وہ آتے ہی گئے
رہ گیا ہائے شب وصل کا ساماں ہوکر

چارہ گر کے لئے سکتہ کی کروں کا تدبیر
صورت زخم وہ رہجائیگا حیراں ہوکر

زخم دل کھاتے ہیں اور زخم جگر سہتے ہیں
لذتیں پاتے ہیں دونوں نمک افشاں ہوکر

تیرے خنجر سے مرے دل کا بڑھا ہے یہ نشاط
عید کو خوب گلے ملتے ہیں شاداں ہوکر

بیت ابرو جو پڑھا کرتے ہو عاشق موزوں
مصرعۂ زلف کو پڑھ آئیے دبستاں ہوکر

پہنچا ہے خود وہ تیر کے پیکاں کو چھوڑ کر
جسطرح کوئی دور کے مہماں کو چھوڑ کر

دامن کا ساتھ چولی سے اچھا ہے اے جنوں
جائیگا پھر کہاں یہ گریباں کو چھوڑ کر

دل کو ہے شوق زخم نہ جائیگا یہ کہیں
تیر نظر کو خنجر مژگاں کو چھوڑ کر

کرتا ہے تیرہ بار سے زلفون کو گر سبک
صدقے مین دیکھ لو شب ہجران کو چھوڑ کر

ہے خوشگوار ایسی تیرے پیرہن کی بو
ہم سونگھتے ہین سنبل و ریحان کو چھوڑ کر

لذت نمک کی بھولے نہ کیون زخمی نگہ
وہ زخم چھڑک رہے ہین نمکدان کو چھوڑ کر

تڑپا کیا ہے نزع مین پر تم چلے گئے
بیمار زار زار و پریشان کو چھوڑ کر

روزن کئے فلک مین گرا ہے آہ رخنہ گر
جاتی کہان ہے تو دل دربان کو چھوڑ کر

پھنس جائیگا اندھیرے اجالے مین دل کہین
تنہا نہ جائیو تو کبھی جان کو چھوڑ کر

اب غیر کے مزاج سے چکرا رہے ہین خود
حیران ہوئے ہین مجھسے وہ حیران کو چھوڑ کر

دھبا رہے نہ ایک بھی باقی گناہ کا
ابر کرم نہ جا مرے عصیان کو چھوڑ کر

عاشق اندھیری گور مین آیا نہ کوئی کام
واپس سب آئے کلب علی خان کو چھوڑ کر

زاید از طرح

اے دل نہ جا تو تیر کے پیکان کو چھوڑ کر
گھر سے بھی کوئی جاتا ہے مہمان کو چھوڑ کر

تم گر نہ جاؤ شام غریبان کو چھوڑ کر
کیون جائے پھر سحر مرے ارمان کو چھوڑ کر

ہم چاہتے ہین چاہنے والا اگر ملے
جھانکین نہ چاہ چاہ زنخدان کو چھوڑ کر

دل مین چھپی رہی ترے تیر مژہ کی نوک
سوزن نہ جائے بخیۂ دامان کو چھوڑ کر

جز تیرے کون ہے دل ویران کا آشنا
اے بیکسی نہ جا غم ہجران کو چھوڑ کر

اک وار بھی عدو سے تو جھیلا گیا نہین
بھاگا ہے نوک دُم ابھی میدان کو چھوڑ کر

عشق بتان کو چھوڑ کے عشق خدا کرو
ایمان بچائے عاشق یزدان کو چھوڑ کر

دل کیونکہ ہو اوس لف گرہ گیر سے باہر
عاشق نہین ہوتا خط تقدیر سے باہر

اللہ رے شوخی تیری اللہ رے کرشمہ
تصویر چلی پیکر تصویر سے باہر

طے ہوتی نہین منزل مقصود کسی طور
ہے وسعت رہ طاقت رہگیر سے باہر

تصویر سے بھی تیرے اُٹھایا نہ اُٹھے گا
رہتا ہے ترا ناز جو تصویر سے باہر

آغوش مین تم آؤ تو پہلو سے یہ نکلے
ارمان کو نکالو کسی تدبیر سے باہر

کیا شان ہے اللہ تری شان کے قربان
تقریر سے بیرون ہے تو تحریر سے باہر

فریاد ہو زاری ہو بکا ہو کہ فغان ہو
ہے کوئی صدا نالہ شبگیر سے باہر

اس ضبط کو دیکھو کہ گیا جان سے ولیکن
فریاد نہ نکلے دل دلگیر سے باہر

دل چھیر کے پھینکا مگر ارمان وہی ہے
کمبخت نہ نکلا کسی تدبیر سے باہر

اک وار لگا اور بھی قاتل ترے قربان
آتی ہے صدا یہ دل نخچیر سے باہر

قاتل سے کوئی پوچھے کہ بسمل کی ہین آنکھین
یا نکلے ہین جوہر تری شمشیر سے باہر

قاتل یہ مرے سینۂ سوزان کا اثر ہے
نکلے ہین جو شعلے دہن تیر سے باہر

زلفون مین ہے دل کیجے ذرا شانہ سنبھلکر
کیون کرتے ہو دیوانے کو زنجیر سے باہر

تاثیر دم ذبح یہ کی شوق نے میرے
شمشیر کا دم آج ہے شمشیر سے باہر

عاشق کبھی ارمان نہ نکلین گے تمھارے
ہے مہر شعار بت بے پیر سے باہر

زائد از طرح

شب آئے وہ لینے ہمین توقیر سے باہر
جب غیر نکالے گئے تحقیر سے باہر

ہر جزو مین وہ خالق کل جلوہ نما ہے
ذرات نہین مہر کی تنویر سے باہر

اس عشق نے تسبیح کو زُنّار بنا یا
دانے ہوے سب تار گلوگیر سے باہر

جو بات مین کرتا ہون وہ پوری نہین ہوتی
تدبیر سے زاہد ہے تو تقدیر سے باہر

تم آکے مری جان لپٹ جاؤ گلے سے
حسرت ہو دل عاشق دلگیر سے باہر

تن میں بیجان جان نہیں نکلیں پھر آہیں کیونکر
بند آنکھیں ہیں لڑیں اُن سے نگاہیں کیونکر

ملئے کس ناز سے کہتے ہیں وہ مجھ سے ہر دم
اپنی صورت کو تو دیکھو تمھیں چاہیں کیونکر

چاہیں وہ غیر کو پھر ضبط کہاں تک اے دل
ڈھنگ بجھنے کا نہیں کوئی نباہیں کیونکر

وہ عیادت کو جب آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں
ناتوانی میں نکلتی ہیں یہ آہیں کیونکر

خون چاٹے ہیں گلے ملتے ہیں خنجر سے ترے
ہوں جو مشتاق شہادت وہ نہ چاہیں کیونکر

بات جو ہے وہ کبھی چال سے خالی ہی نہیں
ٹیڑھی سیدھی اُنھیں آئی ہیں یہ راہیں کیونکر

نظر اُس شوخ کی پڑتے ہی چھپا دیتی ہے
برق دیکھیں تو ملاتی ہے نگاہیں کیونکر

صدقے ہو جاؤں میں اس ضبط نما غیرت کے
وصل کی رات وہ بے بس ہیں کراہیں کیونکر

پوچھنا چاہیئے یہ حضرت الیاس سے آج
منزل عشق کی طے ہوتی ہیں راہیں کیونکر

اپنے ہی سر کی لئے پھرتے ہیں جب تیر اجل
چھوڑ دیں پھر سر اعدا پہ کلاہیں کیونکر

چشم انجم میں چبھوتے ہیں شب ہجر یہ تیر
چرخ کے پار نہونگی مری آہیں کیونکر

عاشق اپنا ہی ہمدم ہے یہی ہے دمساز
دل ہمیں چاہے تو پھر اسکو نہ چاہیں کیونکر

زاید از طرح

نہیں تاثیر فغاں میں تو وہ چاہیں کیونکر
رشک اغیار ہو شامل تو نباہیں کیونکر

ذبح کر کے وہ اسیران قفس کو بولے
آج ٹھنڈے ہیں بہ مردار کراہیں کیونکر

مشورہ دل سے ہے عاشق اُسے چاہیں کہ نہیں
رشک دشمن ہے نباہیں نہ نباہیں کیونکر

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف ر

نہین تاثیر فغان مین تو وہ آئین کیونکر
پاس الفت نہین پھر پاس بلائین کیونکر

ہائے ہم حال دل زار سنائین کیونکر
ذکر اعدا نہین وہ کان لگائین کیونکر

ہاتھ سن ہوتے ہین ہاتھ اونکو لگائین کیونکر
پاؤن اٹھتے ہی نہین ناز اوٹھائین کیونکر

غم ہجران سے کہو جان بچائین کیونکر
وہ عدو کے ہوئے پھر راہ پہ لائین کیونکر

نالہ و آہ و فغان ضبط سے باہر ہین مگر
ناتوانی سے لبون تک انھین لائین کیونکر

اسکے کوچہ مین کوئی جا کے پھرا ہے ناصح
آپ ہی کہیے کہ وان جائین تو آئین کیونکر

اپنی صورت سے غم و درد عیان ہے صاحب
یہ مجسم تو نہین تمکو دکھائین کیونکر

خاک وحشت نے سر ہی ایسی اڑائی ہے کہ اب
خاک ملتی ہی نہین خاک اڑائین کیونکر

داغ دل مہر سے تابندہ فزون ہے عاشق
شمع محفل تو نہین یہ وہ بجھائین کیونکر

ایضا غیر طرح دیوان

سر پھوڑتا ہے سنگ در گلعذار پر
چلتا نہین ہے زور دل بیقرار پر

ہے بعد مرگ بھی مری تربت بہار پر
لا لا کے پھول اسنے چڑھائے مزار پر

مایوسی نوحہ گر نہو کیون جان زار پر
روتی ہے بیکسی بھی دل غمگسار پر

بسمل کے دل سے آتی ہے آواز مرحبا
زخم آفرین جو کہتے ہین قاتل کے وار پر

دو ہی قدم چلے تھے کہ بس ہوگیا وصال
اس ضعف نے لگائے ہمارے ہزار پر

تاثیر بعد مرگ یہ دل کی کشش نے کی
جگمگٹ پریوشون کا ہے میرے مزار پر

پابند عشق کو نہین آزادیان پسند
زنجیر پا ہوا در زنجیر یار پر

پایا ہے خاکساری سے اپنے بہت عروج
رشک آئے کیون نہ چرخ کو میرے غبار پر

مشتاقِ دید زندہ ہو جائے پھر کہین | آتے نہین وہ اس لئے میرے مزار پر

دامانِ دشت چاک ہے وحشت کے ہاتھ سے | کھائے ہین خار آبلہ پائی نے خار پر

وعدون نے آپکے کبھی دیکھا وفا کا منھ | ہوا اعتبار ہمکو اسی اعتبار پر

نیچا دکھائے طائرِ مرغِ خیال کو | الجھائین میری آہ کو گر مستعار پر

لایا ہے رنگ خون یہ تیرے شہید کا | موجین بھی لوٹ پوٹ ہین خنجر کی دھار پر

عاشق یہ بے وفا ہے نہین اسکا اعتبار
اصلا نہ بھولے کوئی دمِ مستعار پر

ہین بہت نادان جو نازش کرتے ہین تدبیر پر | کون غالب کر سکا تدبیر کو تقدیر پر

اسقدر تو ہے بھروسہ نالۂ شبگیر پر | جا کے اک محشر بپا کردیگا چرخِ پیر پر

آزمائے غیر پر بھی بعد میرے قتل کے | بار دونی چڑھ گئی قاتل تری شمشیر پر

وصل ہے میرے گلو کے فصل پر جب خنجر | شوقِ دل تڑپے نہ کیون قاتل تری تاخیر پر

عارضِ جانانکی تابش سے خجل ہو کر فلک | دیکھ زردی آگئی ہے مہر کی تنویر پر

اسے مُہوّس جائے زر بنجائے لعلِ بے بہا | ڈالدے اک قطرۂ خون گر مرا اکسیر پر

ناتوان ہین اور عدم ہے دور ہے کیا کرون | راہ طے ہوتی ہے ہمدم طاقتِ رہگیر پر

کرتے ہین پروانے انپر بھی فدا جانِ عزیز | شمع کے شعلے نظر پڑتے ہین جو گلگیر پر

تیر چٹکی سے جدھر چھوڑو پہونچتا ہے وہین | شست رہتی ہے بندھی دلکی تمھارے تیر پر

دیکھکر اسکو سنبھالون تو سنبھلتا ہی نہین | ہائے بنجاتی ہے کچھ ایسی دلِ دلگیر پر

اسقدر لذت نمک کی انکو ہے اے چارہ گر | زخمِ دل ہنستے ہین مرہم کی ترے تاثیر پر

یہ ستمگر ہو کے دھوکے دے رہا ہے رات دن
کون عاشق پھر بھروسہ رکھے چرخِ پیر پر

وہ ہوئے چین بر جبین تقصیر پر | یا لکھا ہے خطِ تقدیر پر

رشک آیا نالۂ شبگیر پر
چرخ چکرا تا پھرا تاثیر پر

عکس اتارے منہ ہے کیا بہزاد کا
بُت ہوا مانی تری تصویر پر

دیکھکر دنبالۂ چشمِ بتان
جا پڑا دل اپنا سو سو تیر پر

منفعل کچھ ہو نہ اے آہِ سحر
ہے قضا پھر خندہ زن تاثیر پر

رنگ لایا ہے شہیدِ نازیہ
ہین کہان جوہر تری شمشیر پر

یا جگہہ پہلو مین دو یا جان لو
کوئی تو احسان دلِ دلگیر پر

ایک چٹکی سے لئے ہماری خاک کی
کیون مہوّس جان دے اکسیر پر

چرخ کے چکر سے گھبراتے ہین کب
ہین جو صابر گردشِ تقدیر پر

کٹتے ہین اللہ اکبر شوق مین
سر ہزارون اک تری تکبیر پر

آپکا عاشق ہے خود پابندِ عشق
منحصر کیا طوق اور زنجیر پر

دل ہوا چسپان دہانِ تیر پر
آفرین کرتے ہین وہ تدبیر پر

غمزہ خود عاشق تری تقریر پر
ناز خود مفتون تری تصویر پر

لوٹتی جاتی ہین آگے تیر کے
حسرتین بڑھ بڑھ کے دو دو تیر پر

جانِ شیرین اپنی کھوئی کوہکن
بس چلا کچھ بھی نہ جوئے شیر پر

کہین دو باتین جس سے دل بہلتا وہین
کیا سمجھا یا خیال ہے تقریر پر

غیر جیتا ہے تو ساری مٹ گئی
تھی جو نازش آہ کی تاثیر پر

ہائے ہجر می بھی ٹھہری ہے خطا
قتل کرتے ہین اسی تقصیر پر

دل جگر دونون مرے چسپان ہوئے
پر لگائے ہین تمہارے تیر پر

کیا قیامت کو بھلا دوگے جواب
ظلم لاکھون اک دلِ دلگیر پر

زخمہائے دل مبارک لذتین
سَم لگایا اُسنے نوکِ تیر پر

دم مین اب گرتے ہین ساتون آسمان | وہ گئی ہے آہ چرخ پیر پر

غیر کو تم وہ تمھین چاہے غضب
رحم کیجے عاشق دلگیر پر

نازان کو حسن کی جاگیر پر | ہمکو نازش ہے دلِ دلگیر پر
وہ ہین نازان بُرشِ شمشیر پر | سہرہے حاضر جاہ کی تقصیر پر
آستین کے ساتھ دم بھی چڑھ گیا | جان دی ہمنے تری تکبیر پر
اسکو تم سے ہی نہ سمجھا ہو وہ بت | تیز کرتا ہے چھُری نخچیر پر
عکسِ خط ہے یہ گلوے صید کا | خط نہین ہے آپکی شمشیر پر
دل تو کیا ہے تیر بھی چلا اُٹھے | جب لگائے تیر کو وہ تیر پر
پیر کا وعدہ بُتا سبے پیر کا | ہمنشین رکھا گیا کس پیر پر
تیری چشمِ سرمہ سا نے کیا کہون | خاک ڈالی سرمۂ تسخیر پر
اُنکی گردن مین ہے سر ہے پاؤن مین | سلسلہ موقوف ہے زنجیر پر
سیکڑون ہوتے ہین بسمل خود بخود | صید مرتے ہین صدائے تیر پر
خط عارض پر نگاہین جا جمین | حاشیہ لکھا گیا تفسیر پر

عاشقِ افسردہ دل ہے منفعل
نامۂ اعمال کی تحریر پر

ہو جو عاشق حور کی تصویر پر | کیا بھروسہ ایسے ویسے پیر پر
معترف ہوتا رہون تقصیر پر | دین نئی تعذیر وہ تعذیر پر
غیر کی گنتی ہوئی کیونکر لکھون | انگلیان کٹتی ہون جب تحریر پر

لخت دل رہتے ہین مژگان پر سدا — ہمنے یون رکھا ہے اسکو تیر پر

مانگ کر بوسہ اشارہ وصل کا — کہتے ہین تقصیر کی تقصیر پر

زلف لپٹی دل کو دل لپٹا اُسے — یہ نئی زنجیر ہے زنجیر پر

لعل نکلین گے وہان تیرے — قطرۂ خون ہے ہمارا تیر پر

تیرہ قسمت ہون پڑی جب پانو مین — زنگ اُسی دم آگیا زنجیر پر

اے بتو شہرت تمھارے حسن کی
منحصر عاشق کی ہے تشہیر پر

دل نہین عاشق فقط شمشیر پر — بلکہ خنجر پر تبر پر تیر پر

شیفتہ ہوتے ہین وہ تعذیر پر — ناز کی قبضہ نہ کر شمشیر پر

حسرتین آتی ہین ٹھکرائے ہوئے — لوٹتی ہے بیکسی تاثیر پر

سانتے ہین ہاتھ کب وہ خون مین — سان رکھتے ہین مگر شمشیر پر

یہ جگر اللہ اکبر دیکھنا — سر جھکا دیتے ہین ہم تکبیر پر

غیر کا پھونکا خدا اسنے گھر کبھی — جل گیا دل آہ کی تاثیر پر

کھل گیا ہے دیکھ رنگ عشق حسن — میری صورت پر تری تصویر پر

دل سے خود کہدیگا یہ مطلب کی بات — فیصلہ رکھو زبان تیر پر

خون سے میرے ہوئی رونق تری — دیکھ غازہ بکھر گیا تصویر پر

اسقدر شوق شہادت بڑھ گیا — رکھتے ہین ہم خود گلا شمشیر پر

وصل کے مضمون ہین عاشق ایسے شوخ
ناز کرتا ہے قلم تحریر پر

ردیف میم

کرتے ہین کسقدر تری رحمت پہ ناز ہم — خوف عذاب حشر سے ہین بے نیاز ہم

کاغذ رہا نہ کوئی بھی سادہ جہان مین
کرتے نہین فسانۂ غم کو دراز ہم

بے پردہ چھیڑتے ہو جو غیرون کے سامنے
کیا بنگئے ہین محفلِ دشمن کے ساز ہم

زاہد کو ناز اپنی عبادت پہ ہو مگر
امیدوارِ فضل ہین اسکے کارساز ہم

سر یان جھکا تو وان سے اُٹھا پردہ دوئی
وصل خدا مین پڑھتے ہین ایسی نماز ہم

آبِ حیات تیرا مبارک تجھی کو خضر
کوثر کی مے ملے تو کرین کیون نہ ناز ہم

سچ کہتے ہین کہ اسکی حقیقت ہی کچھ نہین
سب دیکھے بھالے بیٹھے ہین عشق مجاز ہم

آئے ہین رات بھر رہین مہمان ہمارے گھر
اندیشہ کچھ نہ کیجئے ہین پاکباز ہم

ہین پردہ دار پردہ نشین کھل ہی جائیے
اوچھے نہین زبان پہ لائین جو راز ہم

اسے غیر آزمانے تو مر کے آزما
کس دھوم سے دلاتے ہین تیری نیاز ہم

عاشق ہے باثر وہ مرا سجدۂ نیاز
دیکھین جو بت کہین کہ پڑھینگے نماز ہم

زائد از طرح

زاہد کی طرح کرتے نہین کر و آز ہم
محراب مین بھنوؤن کی پڑھینگے نماز ہم

اسے دل نہ آئینگے کبھی غیرون کی چالمین
دیکھے ہوئے بہت ہین نشیب و فراز ہم

لو بدشعار یون سے ہوئے غیر بدشعار
ہم پاکباز تھے کہ رہے پاکباز ہم

افشا نہ کردے بیخودی شوق مین کہین
اسے دل اس اب چھپائینگے تجھسے بھی راز ہم

سو وہ کہین تو ایک سنا دیتے ہین کبھی
مدت مین عاشق اتنے ہوئے ہین مجاز ہم

غیر طرح دیوان

تابش حسن سے روشن ہین در و بام تمام
خلق شایق ہے تری صبح سے تا شام تمام

کھینچ دہ ڈالتے ہین غیر کے الزام تمام
کام جو اُسکے رہین لکھے ہین مرے نام تمام

کچھ تو دو مجکو نہ دو پھول کے انعام تمام
ایک دو مجکو بھی گر غیر کو دشنام تمام

جلوہ دکھلادے انھین تاکہ ہو کام تمام
ہے تماشائی تری خلق تہِ بام تمام

گردشِ چشم سے ہے گردشِ ایام تمام
زلف و عارض سے خجل ہے سحر و شام تمام

ہم سو دیکھتے کیا ہو کہ ہوا کام تمام
ظاہر آغاز مین ہے عشق کا انجام تمام

رہگزر سے ہے تری شور قیامت پیدا
کام مجنون کا ترے ساتھ ہے ہنگام تمام

کبھی شوخی کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
انکو اک کھیل ہے اور خلق کا ہے کام تمام

ساتھ جاتا ہے چلا شوقِ تکلم میرا
نامہ بر کہہ نہ سکیگا مرے پیغام تمام

ایک دلارام پہ آیا ہے دل اپنا جب سے
دل گیا ہاتھ سے دل سے ہوے آرام تمام

بزم مین آج نہ آئیگا وہ محفل آرا
شمع محفل جو ہوئی گھل کے سرِ شام تمام

سینہ تو نیم نگاہی سے ہوا ہے زخمی
غنچۂ دل تری مژگان سے ہے گلفام تمام

جنس دل دیکے تقاضا جو کیا اُسنے کبھی
کہتے ہین دم مین چکا دینگے ترے دام تمام

غیر بدمست نہین بزم مین تیری آیا
چور کیون شیشے مین پھر ٹوٹے ہین کیون جام تمام

جب سے مین شیفتۂ زلفِ صنم ہون واعظ
مجھسے پڑھتے ہی رہے مفتیِ اسلام تمام

دانۂ خال سیہ ہے تہِ زلفِ شبگون
مرغ دل پھنسکے نہ کیونکر ہو تہِ دام تمام

ہائے اس بزم مین اک دور نہ مجھ تک آیا
کیا ترے دور مین ہین بھر چکے دو جام تمام

شہرۂ حسن تمھارا ہے جہان مین ہر سو
تمکو کیا کام کہ ہوتا ہے یہ گمنام تمام

آسمان اپنا ہے پھر غیر ہے بالکل اپنا
وہ بت اپنا ہو تو ہو جائینگے پھر رام تمام

خط لکھا ہے خط توام مین باُمیدِ وصال
آج عاشق نے یہ کی صنعتِ ایہام تمام

ردیف نون

[illegible] ہوش [illegible] آکے گئے ہین
وہ بہتان مجھپر لگا کے گئے [illegible]

گذر اپنا ہوتا ہے کیونکر الٰہی
جب اُس بزم مین سب پرائے گئے ہین

کلیجا بھی دیکھا کہ دل کو جگر کو
ترے تیر سے ہم ملائے گئے ہین

تری تیغ رستہ ہے ملکِ عدم کا
اسی راہ سے لوگ آئے گئے ہین

غمِ ہجر کیون کھائے جاتا ہے یارب
ہزارون ہی غم یہان تو کھائے گئے ہین

عیادت کو آئے تو لائے عدو کو
یہ زخمون پہ مرہم لگائے گئے ہین

ڈراتا ہے کیون ہمکو محشر سے واعظ
بہت ایسے فقرے سنائے گئے ہین

عدو جانبِ چرخ کیون دیکھتے ہین
کہین دن کو تارے دکھائے گئے ہین

اُٹھایا گیا آج ذلت سے عاشق
عدو بزم مین بے بلائے گئے ہین

زائد از طرح

رقیبون کے گھر وہ بلائے گئے ہین
قیامت کے جادو جگائے گئے ہین

سگئے جو خفا ہو کے ملکِ عدم مین
کہین ایسے روٹھے منائے گئے ہین

عدو اور ہم شب کو محفل مین اُنکی
بٹھائے گئے ہین اُٹھائے گئے ہین

ذرا صبر کر دل غم و رنج و حرمان
کئی آج مہمان بلائے گئے ہین

مری خاک سے بھی یہ نفرت ہے انکو
کہ ہاتھون مین دامن اُٹھائے گئے ہین

مرے خواب مین حور آئی ہے کس شب
یہ بہتان ناحق اُٹھائے گئے ہین

بہے گا ہزارون کا پھر خون ناحق
وہ مقتل مین مہندی لگائے گئے ہین

عدو سے جو سرگوشیان ہو رہی ہین
تو پھر کس لیے ہم بلائے گئے ہین

محبت مین اورونکو عبرت ہو عاشق
اسی واسطے ہم ستائے گئے ہین

ہمو اللہ کے بندے ہین خدا کہتے ہین
بندۂ بت ہین جو کیا جانے وہ کیا کہتے ہین

دیکھکر اُن کو چل ٹھہر ذرا کہتے ہین
اے اجل انکی بھی سُن جا کہ وہ کیا کہتے ہین

دل حق بین کو مرے قبلہ نما کہتے ہین
بات اوروں کی ہے پر آپ اسے کیا کہتے ہین

وہ تڑپنے کو ہمارے جو ادا کہتے ہین
مر کے دیکھین گے کہ کیا سنتے ہین کیا کہتے ہین

جور کو ناز جفاؤن کو بھلا کہتے ہین
کیا ستم ہے وہ ہمین پھر بھی بُرا کہتے ہین

غیر نے دی ہے یہ تعلیم زبان کو رو کو
آپ کیا جانتے ہین کس کو مزا کہتے ہین

ناتوانی کا بُرا ہو نہین مرنے دیتی
ڈھونڈتی پھرتی ہے عاشق کو قضا کہتے ہین

مجھسے کہتی ہین ہٹاؤ تو ہمین اہل جہان
حور کہتے ہین پری کہتے ہین کیا کہتے ہین

معتقد ہین جو ترے کعبۂ رُخ کے اے بُت
خم ابرو کو وہ محراب دعا کہتے ہین

خواب مین بھول کے بوسہ کا نہین ہے کچھ جرم
سہو کہتے ہین اسے اسکو خطا کہتے ہین

رشک اسپر ہے کہ گلشن مین صبا کے جھونکے
کان مین گل کے عنادل کا کہا کہتے ہین

وہ یہ کہتے ہین کہ مر جاؤ تو جھگڑا جائے
اونکا کہنا کرو عاشق وہ بجا کہتے ہین

گدگدی پہلو مین ہونے لگی چپکے چپکے
لب خاموش مرے دلکا کہا کہتے ہین

ہم ستم کو بھی ستم ہے کہ کرم جانتے ہین
وہ جفا کو بھی غضب ہے کہ وفا کہتے ہین

ہمکو تقلید سخن چاہیئے پچھلون کی ضرور
وہ بُرا کہتے ہین جو سب سے جدا کہتے ہین

عقل چکر مین ہے گردون کی شب ہجر انھین
میرے نالون کو عدو ہوش ربا کہتے ہین

دل مرا آپکے پیکان سے الگ ہو کیونکر
گوشت کو بھی کبھی ناخن سے جدا کہتے ہین

ہین جو اچھے انھین اچھا ہی کہو اے عاشق
وہ بُرے ہین جو حسینون کو بُرا کہتے ہین

زاید از طرح

مُرسل پاک کو محبوب خدا کہتے ہین
ورد اپنا ہے یہی صل علی کہتے ہین

طرز کشتن کیے مین قربان ہون کہ وہ مقتل مین
سر جھکا مرے قدمون پہ فدا کہتے ہین

تیری یکتائی کی قائل ہے ہر اک شئے یارب
ہم جو کہتے ہیں وہ سب ارض و سما کہتے ہیں

آستان کی ترے جاروب کشی جسکو ملی
اہل عالم اسے قسمت کا رسا کہتے ہیں

آئیں جب چاہیں نکیرین کریں ہمسے سوال
ہم خدا کہتے ہیں اور صل علی کہتے ہیں

چاہنے والوں کی ہوتی ہیں مرادیں حاصل
کوچۂ یار کو سب قبلہ نما کہتے ہیں

باندھکر زلف میں دل کو وہ یہ فرماتے ہیں
کہ اسے جرم محبت کی سزا کہتے ہیں

جو کہ مر جائے اجل سے اسے مرنا کہیے
جو مرے آپ پہ کہیے اسے کیا کہتے ہیں

تشنہ کامان محبت کو نہوگی سیری
آب خنجر کو ترے آب بقا کہتے ہیں

سنکے آواز مرے نالوں کی پوچھے جو کوئی
تو وہ کہتے ہیں کہ درویش صدا کہتے ہیں

خنجر عشق سے زخمی جو ہوئے ہیں بسمل
تیری خاک در دولت کو دوا کہتے ہیں

کاسۂ سر جو لیے پھرتے ہیں ہم بہر سوال
رہنے والے ترے کوچہ کے گدا کہتے ہیں

نامہ بر سے بھی ہے یہ رشک کہ ہم اس گل کا
نہ نشان دیتے ہیں کوئی نہ پتا کہتے ہیں

کیون برا مانوں کہے مجکو برا گر کوئی
میرے اعمال ہی خود مجکو برا کہتے ہیں

ہمتو ہیں عاشق حسن رخ جانان عاشق
حور فردوس بھی آئے تو بلا کہتے ہیں

گر قد یار شکل قیامت سے کم نہیں
رفتار حشر سے کسی صورت سے کم نہیں

دو گالیان بلا سے مگر بات تو کرو
یہ بھی تمہاری حالی عنایت سے کم نہیں

لاکھوں حسین صورت غلمان ہیں جابجا
کوچہ تمہارا گلشن جنت سے کم نہیں

تھا ناز عقل پر تیری آنکھوں پہ مر گیا
لو میری ہوشیاری بھی وحشت سے کم نہیں

میٹھی چھری سے کم نہیں ہر بات یار کی
ہم پر جو لطف ہے وہ عداوت سے کم نہیں

آرام عشق میں ہو تو تکلیف سے سمجھے
راحت ہو ہجر میں تو مصیبت سے کم نہیں

میں ہو گیا تمام مگر [illegible] نا تمام
روز فراق اپنا قیامت سے کم نہیں

ہو حق جو شیخ جی نے اظہار کیا تو کیا — زاری ہماری انکی عبادت سے کم نہین

پھلون کے گل یہ کھائے ہین فرقت مین یار کے — یعنی شمار داغ بھی حسرت سے کم نہین

انکا دہن ہے غنچۂ سربستہ سے سوا — انکا لب خموش شکایت سے کم نہین

رنج و ملال سے ہے مرا گھر بھرا ہوا — دیکھا تو کوئی شے مری قسمت سے کم نہین

عاشق کے راز سے ہین فرشتے بھی بیخبر
جو رمز ہے وہ طرز حقیقت سے کم نہین

زاید از طرح

فرقت مین وہ مزا ہے جو وصلت سے کم نہین — آزار ہجر بھی مجھے لذت سے کم نہین

شام فراق ساتھ ہے مرنیکے بعد بھی — تاریکی گور کی شب فرقت سے کم نہین

ہے تجھ مین شان حسن تو مجھ مین ہے شان عشق — میری بھی شکل کچھ تری صورت سے کم نہین

احباب رو رہے ہین مری خوابگاہ مین — میری جگہ بھی کچھ مری تربت سے کم نہین

اے تیغ یار بس کہ مرا پیٹ بھر گیا — تھوڑے بھی زخم دل مجھے نعمت سے کم نہین

اندیشۂ فراق کا مارا ہوا ہون مین — وصلت کی رات بھی شب فرقت سے کم نہین

یہ نوک جھونک روز کی آفت مچائے گی — یہ چھیڑ چھاڑ آپکی عادت سے کم نہین

عاشق ہے نام اہل جہان جانتے ہین سب
گمنامیان مری تری شہرت سے کم نہین

تمھین سے چھیڑ بھی رحم لازم کہ آکے گر جاؤ چار پائی — بڑا ستم ہے برا غضب ہے عدو کی سنتے ہو ہزار باتین

عدو کے گوشتان مین یہ ہم بیان ہستی مین ناگہ ہم — تمہین بتاؤ یہ کر دی گر دی کیونکہ ہون گوارا باتین

وہ باتون باتون مین پیار کرنا وہ بوسہ دینا زبان ملانا — خدا دکھائے کہ ہمنے جس سے ہون وہ بھلی سی پیاری باتین

گلی مین جانا صدا لگانا بشکل سائل گدا کی صورت — ہمارے کہنے مین جب نہین ہے تو دل کو کرتی ہین خوار باتین

بٹھا کے اسکو مرے برابر ذلیل تمنے کیا ہے دیکھو — رہینگی تا عمر مدعی کو تمہاری یہ یادگار باتین

تجھے بلاؤن گلے لگاؤن عدو کو کیا کیا نہ مین جلاؤن — خیال دل مین پکار رہا ہون یہ سب ہین بے اختیار باتین

ہزار مین ہے یہ اک ادا ہو جو وعدہ تمنے کبھی کیا ہو — یہ جھوٹی جھوٹی کرین گی تمکو سبھون مین بے اعتبار باتین

وہ میرا افسانہ سنکے بولے نہین ہے سننے کی تاب ہمکو — خدا نہ دشمن کو بھی سنائے یہ جیسی ہین سوگوار باتین

انھین ہے شان کبریائی کسیکو زیبا نہین خدائی — خدا سے ڈرائے بت پریوش نہ ایسی تو بہکر بگھار باتین

یہان تو باتین بگھارتے ہو بگاڑتے ہو سنوارتے ہو — یہ دیکھنا ہے کہ کسطرح کی کروگے روز شمار باتین

وہ دلربا ہین تری ادائین جو یاد آئین تو جی سے جائین — وہی تو عاشق کو کر رہی ہین صنم تری بیقرار باتین

سمجھ مین آئین گی غیر کے کب کہان ہے لائیگا وہ طبیعت — سمجھ مین میری ہی جب نہ آئین تمھاری یہ پیچدار باتین

نہ ربط دشمن نہ کج ادائی نہ قتل عاشق نہ بیوفائی
جہان مین یاد گئے پھر نہ خود سا جو مان لوگے یہ چار باتین

زاید از طرح

وہ پیاری پیاری جو کی تھین تمنے بوقت بوس و کنار باتین — وہ بیٹھی بیٹھی دکھا رہی ہین کسیکو اب انتظار باتین

تمھین کو ہر دم پکارتا ہون شب جدائی گذارتا ہون — تڑپ رہا ہون بلک رہا ہون تم آکے کر جاؤ چار باتین

وہ چپ ہوئی ایک بات کہکر جو پوچھا کہتے ہین گفتگو سے — کہانی ہمکو اسی نے لگائی ہزار ہا باتین ہزار باتین

دیگر

مسافر لوٹنے والے اسی منزل مین رہتے ہین — نہ اوٹھینگے پانو خار حسرت دل مین رہتے ہین

ہزارے اللہ اکبر کیا خلش کے دل مین رہتے ہین — یہ خار عشق دل کیا بلکہ آب و گل مین رہتے ہین

بسر کرتے ہین مشکل سے رقیبا ایسے مین ہر شب تو — جگر اور دل ہمارے ایک ہی منزل مین رہتے ہین

اگر چاہین تو ہم جھوٹا بنا کر چھوڑ دین تمکو — بہت پہلو تمھارے شکوہ باطل مین رہتے ہین

کوئی گھائل سسکتا ہے کوئی بسمل تڑپتا ہے — تماشے روز ایسے کوچہ قاتل مین رہتے ہین

تمناؤن کی رخصت ہے تو ارمانون کی آمد ہے — مسافر سیکڑون مہمان سرائے دل مین رہتے ہین

نزاکت انکو پورا وار کرنے ہی نہین دیتی — کہ بسمل ہونے پر بھی کچھ تو دم بسمل مین رہتے ہین

ملی ہے خاکساروں نے بدن پر گرد پاؤں کی | بہاریں لوٹتے ہیں مست ہیں خوش گل میں رہتے ہیں
ہم اے عاشق حبابوں سے فنا کے ڈھنگ سیکھے ہیں | بدل کر موج کا بانا لب ساحل میں رہتے ہیں
خدا کے واسطے انکو نکر پامال ناکامی | یہ وہ ارمان ہیں جو مدتوں سے دل میں رہتے ہیں
بھلا تاب تجلی کون لاتا اونکے جلوے کی | بہت اچھا ہوا وہ پردۂ محمل میں رہتے ہیں
جلا کرتے ہیں شمع رخ کی لو میں دور سے بیٹھے | پتنگے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں
نہ چھوٹے گی کبھی یہ دختر رز منہ لگی جس کے | جناب محتسب کیوں سعی بے حاصل میں رہتے ہیں
مکان یار کا مجھسے پتہ پوچھو تو بتلا دوں | مری آنکھوں میں رہتے ہیں وہ میرے دل میں رہتے ہیں
الٰہی کیسی مشکل ہے عدم کی راہ آسان کر | کہ اکثر راہرو تھک تھک کے اس منزل میں رہتے ہیں
جو دشواری کو آسان جانکر جھیلیں وہ ہیں اچھے | جو آسانی کے طالب ہیں وہی مشکل میں رہتے ہیں
جو قابل ہیں کبھی وہ خورد بینی پر نہیں مائل | وساوس ایسے ویسے کب دل کامل میں رہتے ہیں
اگر تجھ پر بار عشق پڑ جائے تو پانی ہو | ہمارا ہی کلیجا ہے کہ اس مشکل میں رہتے ہیں

رقیبوں کی طرح ہم پیٹ کے ہلکے نہیں عاشق
حقیقت کے ہیں جتنے راز پنہاں دل میں رہتے ہیں

ہر روز دیکھتے ہیں پہ بھی پہچانتے نہیں | انجان ایسے ہیں کہ ہمیں جانتے نہیں
میرے عدو کو اپنا عدو جانتے نہیں | پچھتائیں گے ابھی تو کہا مانتے نہیں
دیکھا جو ہمکو داور محشر کے سامنے | سنکر کہا کہ ہم اسے پہچانتے نہیں
یہ بھی مقام شکر ہے ذکر وفا پہ وہ | غیروں کے ساتھ ساتھ مجھے سانتے نہیں
اول تو زخم دل پہ چھڑکتے ہیں وہ نمک | اور اسپہ یہ ستم ہے کبھی چھانتے ہیں
کیونکر کیسے مصحف رخ پر نثار ہوں | قرآن کی طرح وہ مجھے گردانتے نہیں

دشمن کو چھوڑتے ہین نہ کرتے ہین مجھکو قتل
کوئی سے بات بھی وہ میری مانتے نہین

میری بھلی سنین تو کہین وہ بھلا بھلا
اور غیر کی بدی پہ برا مانتے نہین

یہان تک برہنہ پائی کا ہے خوف ہمنشین
ہم پانو بھی کفن مین کبھی تانتے نہین

اسے مرگ ہجر دیکھ تن آسان نہین ہین ہم
یہان ایسی ویسی بات کبھی ٹھانتے نہین

ہین کیا کہ دشمنون سے بھی یہ کہتے ہین لوگ جھونک
گردانون کو بھی اپنے وہ گردانتے نہین

عاشق اسی لئے ہے کہ گل کھائیے آپ سے
تم داغ دو ہم اسکا برا مانتے نہین

وصل کی شب مین عتاب اچھے نہین
ساری باتون مین حجاب اچھے نہین

چشم مخمور صنم کے سامنے
ساقیا جام شراب اچھے نہین

کہہ نہ بیٹھین کچھ زبان تیغ سے
خوبرویون سے جواب اچھے نہین

عاشق و دیوانہ کہکر مجھسے وہ
پوچھتے ہین کیون خطاب اچھے نہین

دم مین آنکھین پھیر لیتا ہے وہ بت
ہائے ایسے انقلاب اچھے نہین

وصل مین دشمن کو مقتل مین مجھے
قاتل ایسے انتخاب اچھے نہین

میری آہون سے یہ کہتا ہے فلک
دیکھ ایسے پیچ و تاب اچھے نہین

لے چلا پھر بزم جانان مین یہ ڈھنگ
اے دل خانہ خراب اچھے نہین

کرکے خالی خم کے خم کہتا ہے شیخ
یہ جو پیتے ہین شراب اچھے نہین

عاشق اب توبہ کرو وہ دن گئے
دیکھو کار ناصواب اچھے نہین

اپنے عاشق کی بھی اک دن مان لو
روز کے جھگڑے جناب اچھے نہین

زاید از طرح

طعنہ ہائے بے حساب اچھے نہین — ہان نہین اچھے جناب اچھے نہین

عشقِ زلف ورخ ہو جنکی صبح وشام — ایسے ایامِ شباب اچھے نہین

حور وغلمان ان بتون کے سامنے — مجھ سے گر پوچھو جناب اچھے نہین

کیون بگڑتے ہو گناہِ عشق پر — بے خطاؤن پر عتاب اچھے نہین

مجھکو اسپر بھی بہت کچھ رشک ہے — غیر پر اسکے عتاب اچھے نہین

رشک آیا اُسکا جلوہ دیکھکر — تیرے تیور آفتاب اچھے نہین

ہان صدائے دردِ دل ہے دردناک — تیرے نالے اے رباب اچھے نہین

جاکے ساحل تک چلی آتی ہے پھر — یہ چلن اے موجِ آب اچھے نہین

کہتے ہین لختِ دلِ بریان کو وہ — بے نمک کے ہین کباب اچھے نہین

چشم کی گردش سے چکراتے ہو کیون
تم ہو **عاشق** پیچ وتاب اچھے نہین

چشمِ فتان کو تری کیونکہ فسونگر نکہون — طرفۃ العین مین جی جاؤن تو کیونکر نکہون

بُت ہی بت ہین کہ یون بیٹھے ہین گم صم تو بتو — کیا سمجھ پر مری پتھر پڑے پتھر نکہون

ہے مرے بخت کی تحریر محبت نامہ — خطِ پیشانی کو کیون عشق کا دفتر نکہون

چین اکدم نہ تو خود لے نہ مجھے لینے دے — دل بے چین ہین کیونکر تجھے مضطر نکہون

جبتلک ضد نکرون کام نکلتا ہی نہین — مانتے ہی نہین جو بات مکرر نہ کہون

شوق بے چینی وبیتابی کا مجموعہ ہے — سچ کہو گر تمہین آتا نہین باور نکہون

جو مٹائے سے مٹے وہ نہین لکھا میرا — کیون مثبت کہون تحریرِ مقدر نکہون

میرے کچھ کہنے سے کا ہیکو خفا ہوتے ہو — تم جفا چھوڑدو مین تمسکو ستمگر نکہون
کیون ہجر و وصل کی باتین کوئی پوچھے تو سہی — قتل ہوجاؤن ولیکن نکہون پر نہ کہون
راز الفت کو قیامت مین بھی ظاہر نکرون — حال پوچھے جو ترا داورِ محشر نہ کہون

بیقراری ہے ہمارے لئے ہر دم عاشق
برق کو مین تپشِ دل کے برابر نکہون

زاید از طرح

رشکِ سیماب تجھے کیون دلِ مضطر نکہون — چین لینے نہ دے تو برق سے بڑھکر نکہون
چشمِ جادو کو ترے کیونکہ فسونگر نکہون — دل ہی لیتے ہے چھین پھر کچھ بھی مین کیونکر نکہون
نام جس نامہ مین لکھے وہ صنم غیرون کا — کیون سیہ بختی کا اپنے اُسے دفتر نہ کہون
ہون وہ قطرہ کہ سمندر کو بھی قطرہ جانون — ہون وہ دریا کہ سمندر کو سمندر نہ کہون
آپ ہون پاس تو صحرا کو بھی مین گھر سمجھون — آپ ہون دور تو پھر گھر کو بھی مین گھر نکہون
دورِ دامن کو ترے چرخ سے کیون دون نسبت — اپنی ہی گردشِ تقدیر کا چکر نکہون
خود یہ حیران ہے جو دیکھیگا وہ حیران ہوگا — کیونکہ آئینہ رو آئینہ کو ششدر نکہون
زہر آمیز کہون عقرب و زنبور کا نیش — گر مژہ کو مین ترے خنجر و نشتر نکہون
وعدہ کرتے ہین بدل جاتے ہین دم مین سو بار — پھر اُنھیں جھوٹون کا فرمائیے افسر نکہون
چشمِ خونبار سے نامہ جو ہوا ہے افشان — نامہ بر کہتا ہے کیون خون کا محضر نکہون
ایسی دم دم مین پلٹتی ہین نگاہین تیری — گردشِ چرخ سے پھر کیون انھین بڑھکر نکہون
تیرتی رہتی ہے دریائے سرشکِ غم مین — مردمِ چشم کو کیون مردِ شناور نکہون
کان پر ہاتھ وہ دھر لیتے ہین کیا بات کرون — اسکے یہ معنی کہ خلوت سے مین باہر نکہون

لیکے بوسے لبِ شیرین کے مزے پائے ہین
تیرے ہونٹون کو مین کیون قندِ مکرر نکہون

کیا قیامت ہے کہ تم خون کرو عاشق کا
پھر جفاکار و دغاباز و ستمگر نہ کہون

پھنسے ہین دل تری الفت کے لاکھ پھندون مین
گھرے ہین زلف کے بالون قبا کے بندون مین

ہے عذر شب کو ہمین نیند سے نہین فرصت
بہانہ دن کو کہ رہتے ہین گھر کے دھندون مین

شبِ وصال بہت مختصر ہے جانے دو
کرو نہ ناز کی باتین نیاز مندون مین

کیا ہے قتل جو مجھکو تو ہے صلائے عام
نوید یار نے بھیجی ہے سب پرندون مین

تمھاری کاکل پیچان نے پیچ ڈالے ہین
غریب دل ہے گرفتار سو کمندون مین

خدا کی شان جنھین کل تلک پسند تھے ہم
وہ آج بیٹھے ہین بن ٹھن کے خود پسندون مین

شبِ فراق یہ کہتا ہے درد اٹھ اٹھ کر
بتاؤ کون ہے جز میرے دردمندون مین

مرا غبار جو اونچا ہوا تو اسنے کہا
کہ آج آپ ہین یا مین ہون سربلندون مین

پہونچ ہی جاتے ہین بن ٹھن کے حضرت عاشق
جہان سنا کوئی شادی ہے بھائی بندون مین

زاید از طرح

شمار کل تو عدو کو کیا تھا گندون مین
بنائے بیٹھے ہین پر آج دردمندون مین

ستم کے آپکا جو بن پھنسا ہے پھندون مین
یہ کون قید ہے مجرم کے چار بندون مین

یہ درد عشق ہے وہ بد بلا خدا کی پناہ
اٹھا تھا پہلو سے بیٹھا ہے چار بندون مین

کہو تو شیخ جی عاشق کو راہ پر لائے
اثر نہ وعظ مین ہے آپکے نہ پندون مین

دم مین آؤن گا نہ ہرگز نہ کبھی باتون مین
ہے ضرر جان کا غیرون کی ملاقاتون مین

خوار ہو جاؤ گے غیرونکی ملاقاتون مین
پیچھے پچتاؤ گے اب آئے تو ہو باتون مین

ہے دم نزع ذرا ہاتھ لگا دے تو جیئے
تیرے بیمار کو بیٹھے ہین لئے ہاتھون مین

مین وہ ہون رند کہ دھوکے سے اگر آنکلا
کاڑھی چھن جائے گی زاہد سے خراباتون مین

گھٹ کے مرجاینگے شب ہجر مین سارے عشاق
میری قسمت کی سیاہی جو بٹے راتون مین

کیا نزاکت ہے کہ بولا نہین جاتا ہرگز
وصل کی رات وہ تھک جاتے ہین دو باتون مین

دیکھکر مجکو رقیبون سے لطیفہ یہ کہا
خیر سے یہ بھی ہین اوستاد بڑے باتون مین

زخم دل آپکی فرقت مین لہو روتے ہین
چاندنی پھیلی نظر آتی ہے جن راتون مین

نہ حکایت نہ شکایت تری صلوات سے کام
یہ بھی ہے بات کوئی صاحب ان باتون مین

تیرا انکار ہے اقرار اور اقرار انکار
اُلٹی ایک بات نکلتی ہے تری باتون مین

آپ جھولا کئے کھیلا کئے ہم عمرون سے
ہمکو باتون مین جُھلایا کئے برساتون مین

پیار کرنے کو کہا اُنسے تو بولے ہٹ ہٹ
دور ہو رکھا ہے کیا ایسی بھلا باتون مین

درد و رنج و قلق و حسرت و فکر و غم و ہجر
مبتلا آپکے عشاق ہین ان ساتون مین

اوب عشق بھی جاتا نہین دشنام کے ساتھ
کہھرا نام وہ لیتے نہین صلواتون مین

جو کہا مین کرون تم اُسکو سنا بھی تو کرو
بال کی کھال نکالا نکرو باتون مین

نامہ لیکر مرا قاصد سے اونہون نے پھاڑا
بوسے یہ بھی کوئی سوغات ہے سوغاتون مین

ہم عجب حال مین رہتے ہین عجب فکر دن مین
وہ نئی چال مین رہتے ہین نئی گھاتون مین

کوئی رسوا ہے حسینون کی ملاقاتون سے
کوئی بدنام ہے غیرون کی مداراتون مین

صبح عید نثار شب وصلت عاشق

رات یہ پائی ہے مدّت کی مناجاتون مین

زائد از طرح

زہر کے گھونٹ پیے ہمنے تری باتون مین
موت ہی آئی ہمین تیری ملاقاتون مین

اپنا صدقہ ہمین دیتے ہو تو دل صاف کرو
نیّتِ نیک بھی مشروط ہے خیراتون مین

من چلے وہ ہین کہ دل مفت حسینون کو دیا
قرض اپنا کبھی لکھا نہ بہی کھاتون مین

غیر کو سر پہ چڑھاؤگے تو احسان ہوگا
آپکے رشتون مین ہے آپکے ہمناتون مین

دیگر

غضب ہے غیر سے ذکرِ وصال کرتے ہین
وہ تیغِ رشک سے ہمکو حلال کرتے ہین

عدو کا دم بھی مرے ساتھ کیون نہین لیتے
تمھاری تیغ وہ دم سے سوال کرتے ہین

ترا ہی جلوہ ہے جس جا خیال دوڑایا
جدھر جہان مین ہم دیکھ بھال کرتے ہین

ہوئے تھے خاک اسی آرزو مین مدّت سے
خوشا نصیب کہ وہ پائمال کرتے ہین

ترے شہید وہ نین افشانیون کا رنگ ہے
تڑپ کے چرخ و زمین خون سے لال کرتے ہین

جگر کو تھام ہی لیتے ہین سننے والے سب
بیان جو ہم شبِ فرقت کا حال کرتے ہین

مجھے یقین ہے تعبیر وہ نہ دین گے کبھی
جو خواب کو بھی تو تم خیال کرتے ہین

قدم قدم پہ ہین فتنے تو گام گام پہ حشر
وہ چال چلتے ہین گویا کہ چال کرتے ہین

گرے تھے محفلِ جانا مین شب کو غش کھا کر
رقیب سمجھے کہ ہم انتقال کرتے ہین

خوشی مین سالگرہ کی وہ دیتے ہین صدقہ
مرے نصیب کہ مجکو حلال کرتے ہین

جواب دیتے ہین خنجر سے ہو کے چین بہ جبین
کبھی جو وصل کا اُنسے سوال کرتے ہین

فریفتہ بُتِ پرفن کو کر لیا دم مین

غضب ہے حضرتِ عاشق کمال کرتے ہین

زاید از طرح

وہ قتل کرنے مین بیشک کمال کرتے ہین
کہ قضیہ عمر کا سبب انفصال کرتے ہین

تمھارے نازکے توسن کی نعلبدی کو
گھٹا کے بدر کو شکلِ ہلال کرتے ہین

نہ لاسکین گے کبھی تاب نیم جلوہ کی
جنابِ شیخ عبث قیل و قال کرتے ہین

وہ پی کے ایک ہی چلو بس امتحان کرلین
جو ہمسے بحث حرام و حلال کرتے ہین

کسی کا کیا ہے اجارہ وہ اپنے عاشق کو
حلال کرتے ہین صاحب حلال کرتے ہین

بڑے مغرور ہین گڑے ہوئے ہین تن کے بیٹھے ہین
ہماری جان لینے کو وہ کیا کچھ بن کے بیٹھے ہین

تری بزم مین بہت فتنے ترے جوبن کے بیٹھے ہین
ترے در پر بہت بسمل تری چتون کے بیٹھے ہین

انھین غصہ کہ میری بزم مین یہ کس لئے آیا
مجھے یہ غم کہ وہ پہلو مین کیون دشمن کے بیٹھے ہین

رقیبون سے صفائی ہوگئی اس غم مین مرتا ہون
یہان منکا ڈھلا جاتا ہے وہان وہ من کے بیٹھے ہین

مقدر اپنا اپنا ہے کسی کا کیا اجارہ ہے
عدو سے منکے بیٹھے ہین وہ مجھ سے تن کے بیٹھے ہین

عجب عشاق کی نظرون نے انکو کردیا بھاری
دبے ہین ناز مین اور پھر بنے سوسن کے بیٹھے ہین

ذرا سی پڑ گئی تھی خاک تربت انکے دامن پر
تماشا ہے مٹانے کو مرے مدفن کے بیٹھے ہین

مبارکباد لے جان مٹ گئے سارے خلش تیرے
نوید اے دل کہ اب وہ سوگ مین دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا جوشِ جنون کسطرح اب دعوت کرین تیری
کئے ہم ٹکڑے ٹکڑے پہلے ہی دامن کے بیٹھے ہین

نگاہِ ناز نے لوٹا ہے سارا قافلہ دل کا
لکھے ہین ہزارون تیر اس ہزن کے بیٹھے ہین

قیامت اٹھ رہی ہے خود در و دیوار سے ہمدم
یہ فتنے ڈھلنے کو پھر کیون مرے مسکن کے بیٹھے ہین

حیا کا پردہ ہے اور آڑ میں چتون کی ہیں بیٹھے
غلط ہے یہ کہ کھل کھیلے ہیں بے چلمن کیے بیٹھے

بتون کا بیٹھنا پہلو سے اٹھنا دونو آفت ہیں
قیامت ہو گئے اوٹھتے ہیں یہ فتنہ بن گئے بیٹھے

نہ خوش ہو دل کہ کچھ تیرے لیے جوبن نہیں نکھرا
عدو کی آمد آمد ہے وہ یون بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

جبین پر ہیں شکن بیڈھب غضب ہے منہ لیے بیٹھے
مگر غصے میں بھڑکائے ہوئے دشمن کے بیٹھے ہیں

لگائیں ہم چھری بارہ دری میں باغ کی عاشق
حسینان جہان سب شوق میں سوانگ بن کے بیٹھے ہیں

زاید از طرح

قیامت ہے وہ گریبان سوگ میں دشمن کے بیٹھے ہیں
مگر اسکی نعش کو ڈھانکے تلے دامن کے بیٹھے ہیں

جفا و جور و بیداد و ستم کے تم ہی خوگر ہو
تمہارے آگے بھی بھولے یون بچپن کے بیٹھے ہیں

کیا رسوا ہمیں سب میں جفا جو ہمکو کہتے ہو
اسی برتے پہ صاحب آپ عاشق بنکے بیٹھے ہیں

لگاوٹ ہو تم میں تو سب چاہتے ہیں
بتو تم نہ چاہو تو کب چاہتے ہیں

نہیں بے سبب کوئی ہوتا کسی کا
ہمیں چاہتا ہے وہ جب چاہتے ہیں

بغیر انکے مانگے دیا جسطرح دل
وہ دین بوسہ بھی بے طلب چاہتے ہیں

دل و دین و ایمان تک دے چکے ہم
وہ دشمن کو پھر یا عجب چاہتے ہیں

مسرت کے طالب نہ راحت کے خواہاں
کہ عاشق سراسر تعب چاہتے ہیں

تمہیں چاہیں گے غیر بیشک یہ سچ ہے
جو سامان عیش و طرب چاہتے ہیں

دل و جان و ایمان سبھی کچھ ہے حاضر
مگر وصل کی ایک شب چاہتے ہیں

ابھی پیش کرتے ہیں عقد ثریا
جو وہ خوشہ ہائے عنب چاہتے ہیں

تلافی ہو جب اس سے نفرت کرو تم
عدو کو تمہارے سبب چاہتے ہیں

نہ بجلی گری دشمنوں پر نہ گردوں
تمہارا ہی ٹوٹے غضب چاہتے ہیں

کبھی چاشنی کیسے تجھے تیرے لب کے
وہی چاٹ اب میرے لب چاہتے ہیں

نظر بھی ملی منتخب یا الٰہی
کہ معشوق ہم منتخب چاہتے ہیں

انھیں ہم سے الفت تھی کس سوز عاشق
نہ جب چاہتے تھے نہ اب چاہتے ہیں

زائد از طرح

ہمیں دشمنی ہو گی سارے جہان سے
نہ کہنا کہ اس بت کو سب چاہتے ہیں

دم ذبح وہ کہتے ہیں خون نہ اچھلے
تو کیا عشق میں بھی ادب چاہتے ہیں

نہایت جو چاہت کی عاشق سے پوچھی
تو بولے اسے ہم غضب چاہتے ہیں

دیگر

تڑپتے لوٹتے کٹتے ہیں سارے سارے دن
نہ پوچھو کیسے گذرتے ہیں اب ہمارے دن

جو دیکھ لیں مری راتیں کبھی تمہارے دن
وہ تیرہ ہوں کہ نہ پہچانے جائیں پیارے دن

گذرتی ہے شب وصلت رقیب کے گھر میں
تری بلا سے کوئی کس طرح گذارے دن

حنا ملی ترے ہاتھوں میں شب جو دشمن نے
تو ہمنے خون کے دریا بہائے سارے دن

کہاں ہے شام شب وصل تو بتا تو سہی
یہ چیخ چیخ کے کب تک تجھے پکارے دن

بگڑ گئے تھے پر اللہ نے سنوار دیئے
بنے وہ روٹھ کے اکڑ رہے وہ سارے دن

شرر یہ چمکے ہیں روز سیہ میں آہوں کے
دکھاتا ورنہ کہاں سے بھلا ستارے دن

تم آئے راتوں کو تو دن بھی عیش سے گزرے
تمہاری راتوں نے پیارے میرے سنوارے دن

جو مر گئے تو شب ہجر ان سے جیت گئے
رہے جو ہجر میں جیتے انھیں سے ہارے دن

پھروگے غیر سے جب تم پھرینگے دن میرے
ابھی تلک تو برے حال سے گذارے دن

وہ یاد آکے ستائین نہ کیونکہ عاشق کو
تمھاری وصل کی راتین وہ خوش تمھارے دن

زائد از طرح

وہ آسرے کی شبین آپ ہی کے دم تک تھین
فراق جب سے ہے کٹتے ہین بے سہارے دن

یہ روز ہجر ہے تیرہ کہ ہمنشین گویا
کسیکی زلف سیہ پر فلک نے وارے دن

یہ انکے وعدۂ فردا کا انتظار رہا
قیامت آئی نہ پورے ہوئے ہمارے دن

کبھی مرے شب یلدا انکے ہاتھ سے نہ چھٹے
مچلکے لاکھ اگر ہاتھ پاؤن مارے دن

قیامت آئے نہ آئے مگر یہ شام فراق
سحر سے چلتے ہی چلتے تھکے ہمارے دن

تمھارے عارض روشن پہ ہو گیا عاشق
وصال کے لئے کرتا ہے استخارے دن

کبھی وہ صید کو آئین تو دیکھ لین آنکھین
گذارتے ہین پڑے دشت مین چکارے دن

فراق مین نہین لگتی جو آنکھ ساری رات
الٰہی ہے شب دیجور یا ہمارے دن

کسیکی زلف پہ قربان کین ہین سو راتین
کسیکے رخ پہ ہزارون ہی ہم نے وارے دن

جو روز وصل مرے گھر مین میہمان ہوا
تو وہ بگڑ کے یہ بولے ادھر تو آرے دن

کسی کی چال ہے بگڑ نصیب عاشق کا
وہ آئین جائین تو پھرتے رہین ہمارے دن

دل کی خواہش ہوس دل کو نکالون تو کہون
مدعا خاص ہے یہ تمکو منالون تو کہون

میری تقدیر ہے اچھی مری تدبیر اچھی
یار کی شکل جبین پر جو بنالون تو کہون

وصل کی بات جہان ستر ہوا شارے پہ قلم
ہاتھ جینے سے اگر اپنے اٹھالون تو کہون

پوچھتے ہو جو مرا حال تو رو کر پہلے
آگ بھڑکی ہوئی سینے کی دبالون تو کہون

کوئی آئے جو عیادت کو تو دون اُسکو جواب
درد دل کو کسی کروٹ مین بٹھالون تو کہون

بات کہکر اُنھین کیون بات ابھی کھوؤن اپنی
پہلے مین سرمۂ تسخیر لگالون تو کہون

کیا ہوا شیخ کو ہر بات پہ کہتے ہین یہی
دختر رز کو ذرا منہ سے لگالون تو کہون

وصل کی بات خطرناک بھی ہے نازک بھی
آنکی بگڑی طبیعت کو سنبھالون تو کہون

پوچھتا کیا ہے فلک مجھسے جراحت کے مزے
زخم پر مرہم زنگار لگالون تو کہون

کیون گئے چھوڑ کے کچھ اور رفاقت کرتے
عمر رفتہ کو کسی طرح بلالون تو کہون

کام کی چیز ہے سیدھا سا مسلمان ہونا
کلمہ اُس بت کافر کو پڑھالون تو کہون

رحم آئیگا اُنھین ترک جفا کا پیغام
درد آمیز کوئی بات سنالون تو کہون

حال خود رفتگی عاشق بیکس ہمدم
ٹھہرو ٹھہرو مین ذرا آپ سے جالون تو کہون

زاید از طرح

حال دل پوچھتے ہو ہوش مین آلون تو کہون
بخت خفتہ کو ابھی اپنے جگالون تو کہون

سادگی دیکھیے کہتے ہین شب وصل ہے کیا
عرض کی ٹھہریے ارمان نکالون تو کہون

ہمنشین پوچھتے ہین وصل کی مجھسے باتین
عرق شرم سے مین پہلے نہالون تو کہون

پوچھتے کیا ہو گذرتی ہے جو میرے دل پہ
پہلے مین اپنے درانداز کو ٹالون تو کہون

لذت وصل بڑی چیز ہوا کرتی ہے
پیار کرلون تمھین پہلو مین بٹھالون تو کہون

الفت غیر کی لیتے ہو گواہی مجھسے
لاؤ مین مصحف رخسار اُٹھالون تو کہون

ساکنان عدم آباد کی پرسش مجھسے
نقش ہستی کو مین گر اپنے مٹالون تو کہون

پہلے جلوہ تو دکھا دو جو سنو حالت دل
محو دیدار ہون مین آپ مین آلون تو کہون

گردش چرخ ستمگر سے ابھی کیا بولون
ہان مری جان تجھے ڈھونڈ کے پالون تو کہون

گردش چرخ سے کب تاب سخن ہے عاشق

نفس چند بھی آرام مین پالون تو کہون

یہ خار رشک دشمن بنے ہوئے ہائے گلشن مین
کھٹکتے ہین مرے دلمین اُبھر آئے ہین تن من مین

کیا اسطرح اندھا پاسبان کو روز روشن مین
نظر کی تیلیان مینے لگا دین انکی چلمن مین

ہمارے داغ عصیان کا الٰہی باغ بنجائے
تماشا دیکھنے کو حور و غلمان آئین مدفن مین

نوید اے عاشقان اُس بت نے انکی خوب عزت کی
بجائے گل دلون کو بھر لیا ہے اپنے دامن مین

جلائے کیا جلے گی خود ہی برق مضطرب آسے
بجائے دانہ رکھتے ہین شرر ہم اپنی خرمن مین

ہوئے نام خدا اب تو جوان کہنا ہے کیا اب کا
کئے تھے سیکڑون دل آپ نے غارت لڑکپن مین

ہمین یہ بخت جانی باز رکھتی ہے شہادت سے
کئی خنجر گرے تب خط پڑا تھوڑا سا گردن مین

دوئی کھوتی ہے یکرنگی بنے وہ عالم دکھایا ہے
نہ وہ عالم ہے عالم مین نہ وہ مسکن ہے مسکن مین

خدایا ایکدن تو دید کے چھلکے مرے وہ بھی
مرے دل کی طرح سو آبلے ہون چشم شیمن مین

تن بلبل مین جان آئی تمہارے غنچہ لب سے
تمہاری تابش رخ نے لگا دی آگ گلشن مین

دُھوان آہون کا اُٹھتا ہے فراق یار مین عاشق
غلط ہے یہ کہ بادل جھوم کر آتے ہین ساون مین

زاید از طرح

بگاڑا آپ نے سب حسن اپنا عشق دشمن مین
نہ وہ خوبی ہے خوبی مین نہ وہ جوبن ہے جوبن مین

جھڑی ایسی لگا دی چشم تر نے اب کے ساون مین
کہ سبزہ لہلہایا گل کھلے جنگل مین گلشن مین

مسرت ہے نہین گر تار باقی جیب دامن مین
بنی تار نظر حور فرنگی جا کر چشم روشن مین

گئے گور غریبان کی طرف برپا قیامت کی
صدائے پا سے انکے کشتے جی اُٹھے مدفن مین

کرشمے عشق کے ہین یہ کیا عالم کو دیوانہ
مسیحائے ہین جیتے وہ مزا پایا ہے مُردن مین

دعا تاثیر کو ہمراہ لیکر آئی ہے ورنہ
تفاوت ہی نہین ہوتا ہمارے دل کی دھڑکن مین

یہ اسکو قبلہ کہتا ہے وہ بتخانہ بتاتا ہے
بہت مدت سے جھگڑا ہے یہی شیخ و برہمن مین

نکالے کب نکلتا ہے بنا ہے قیدی دایم
بہت پیچ و ڈھب سے پھنسا ہے دل مرا کاکل کی الجھن مین

اُدھر عاشق فغان کرتا ہے اور اُس سمت بلبل
خدا جانے کہ کیا آیا مزا دونون کو شیون مین

بر عکس اثر ہونے لگا آہِ رسا مین
ہے ہے وہ بھرے اور بھی دشمن کی ہوا مین

بے شرمی کا پردہ بھی لگایا ہے حیا مین
کھل کھیلے وہ غیرون سے جو تھے ناز و ادا مین

جاتی ہوئی شرماتی ہے درگاہِ خدا مین
وصلِ بُتِ کافر کا جو پہلو ہے دعا مین

دریائے معاصی کی ہون ڈوبا ہوا تھا مین
ہاتھون مین مرے دم ہے تہِ طاقتِ کفِ پا مین

یہان تلوہ کھجاتا ہے اڑاتا ہے وہ وھان خاک
مدت سے عجب ربط ہے دشت و کفِ پا مین

وہ غیر کے پھندے مین ہے مین دام مین اسکے
مین اور بلا مین ہون تو وہ اور بلا مین

جی جائین وہین مردۂ صد سالہ ہزارون
آجائے مسیحا وہ اگر بزمِ عزا مین

دیدار ہو محبوب کا یا جلوۂ باری
ہے آرزو تھوڑی سی یہ درگاہِ خدا مین

ہے ہی شبِ ہجران مین اجل ہے نہ وہ سم ہے
تاثیرِ دعا مین ہے نہ ترکیبِ دوا مین

جھنکے نہ دو غصہ مین نہ ہو جامے سے باہر
وابستہ ہین عشاق کے دل بندِ قبا مین

خونِ عاشقِ جانباز کا کیون جوش مین ہے پھر
کیا آپنے لگائی ہے حنا پھر کفِ پا مین

بیٹھے ہین شبِ وصل تو نچلے نہین رہتے
شوخی و شرارت کے بھی پر تو ہین حیا مین

اسے غیر دکھا دون ابھی تو ہے نہ فلک ہے
کیا اتنی بھی تاثیر نہین میری دعا مین

آئی ہے چلی کوچۂ جانان سے مقرر
آتی ہے جو عنبر کی مہک آج ہوا مین

جان کا ہیکو یون زلف کے جنجال مین پھنستی
کمبخت مرے دل نے پھنسایا ہے بلا مین

دل نکلے تو کیا نکلے کہ پھندے ہین ہزارون
ہین پیچ پہ سو پیچ پڑے زلفِ دوتا مین

اتنی تو ہو تاثیر دعا مین مری یارب
پھنس جائے کہین میری طرح وہ بھی بلا مین

دشمن بھی دم سرد ہی بھرتا ہے ہمیشہ
گرتا ہے تو کیون طائر دل اُنکی ہوا مین

ہل جل سی پڑی بزم عدو مین تو وہ بولے
شامل کسی بیکس کی ہے فریاد دعا مین

بس جانیے دو کھل جاؤ کرو پیار کی باتین
ہے لطف گذارو نہ شب وصل حیا مین

یہ فرط محبت ہے کہ یون شافع محشر
مصروف رہے اُمّت عاصی کی دعا مین

کچھ ہوتی چلی ہے نظر لطف صنم پھر
یارب نہ اثر دیجیو دشمن کی دعا مین

عاشق کی تمنا کا وہ خون کرکے یہ بولے
یہ لال پری آئی ہے اندر کی سبھا مین

زائد از طرح

بل زلف مین ہے اور کبھی زلف بلا مین
کیا خوب پھنسے دونون ہین اک اک کی ادا مین

عارض ہین ستمگر ترے یا وصل کے دن ہین
زلفین ہین تری یا شب دیجور کی شامین

اس جور و ستم پر کوئی شاکی نہین ہوتا
انداز وفا کے ہین ستمگر کی جفا مین

ہم جانتے ہین دل کسی مشتاق کا ہوگا
کہتے ہین جو کانٹا کبھی کھٹکا کف پا مین

یہ خون بہائے کبھی وہ آگ لگائے
میرے جگر و دل بھی ہین اُستاد جفا مین

جس سمت کو تو ہے یہ اُسی سمت پھریگا
ہے یعنی مرے دل کا اثر قبلہ نما مین

چڑھ جائین مرے داؤ پہ گر حضرت ناصح
بس گھولدون مینائے مئے ہوش رُبا مین

آسودگی دل سے ہے آزادمنش خوش
ظاہر مین ہے گو فرق بڑا شاہ و گدا مین

اس بیکس و عاجز کی تو رکھیو خدا شرم
لرزان ہین معاصی کے سبب ہاتھ دعا مین

عارض ہین وہ دلبر کہ بنا لیتے ہین عاشق

زلفین ہین وہ کافر کہ پھنساتی ہین بلا ین

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف نون

با وفاؤن کو بھی وہ رنج جفا دیتے ہین
واہ کیا خوب محبت کا صلا دیتے ہین

قتل کے بعد بھی آتے ہین شہادت کے مزے
دمبدم خنجر قاتل کو دعا دیتے ہین

بے وفاؤں سے نہ رکھیے کبھی امید وفا
باوفا ہوتے ہین جو داد وفا دیتے ہین

کشمکش مین وہ دل و جان کو رکھتے ہین یون
اسکو آزار جدا اسکو جدا دیتے ہین

کیسے کیسے مزے آتے ہین جراحت کے ہمین
جگر و دل مین ترے تیر کو جا دیتے ہین

ناز و انداز و کرشمہ و ادا برقع مین
پردے پردے مین یہ دو چار دغا دیتے ہین

بیکسی دیکھ کے پھر جاتی ہے جسوقت قضا
ہمکو اُسوقت وہ مرنے کی رضا دیتے ہین

جان کی خیر رہے حسن ترقی پہ رہے
یہ صدائین ترے کوچہ کے گدا دیتے ہین

شرم کے نام سے کھل کھیلتے ہین اور کبھی
محفل غیر مین یون داد حیا دیتے ہین

بوسہ اب دیتے ہین اب کہتے ہین کب دیتے ہین
مانگنے والے کو دم صبح و مسا دیتے ہین

بوسہ لیتا ہون تو وہ زہر ملاتے ہین مجھے
زلف چھوتا ہون تو پھانسی کی سزا دیتے ہین

شرم سے چشمۂ خورشید پہ پانی پھر جائے
ماہ کو وہ رخ تابان سے ضیا دیتے ہین

ایسے اچھے نہین عاشق کہ کرین انکے گلے
ہمکو تعزیر وہ دیتے ہین بجا دیتے ہین

ایضاً دوم

لو تماشا طپش دل کا دکھا دیتے ہین
زلزلے سے ابھی عالم کو ہلا دیتے ہین

پردۂ دل سے ترے کان لگا دیتے ہین
کام دل کا اسی پردے مین بنا دیتے ہین

بیٹھتے بیٹھتے فتنون کو بٹھا دیتے ہین
اُٹھتے اُٹھتے وہ قیامت کو اٹھا دیتے ہین

داغ دل مژدۂ وصلت سے مٹا دیتے ہین
شاد ہم ہوتے ہین اور انکو دعا دیتے ہین

زخم پر مرہم زنگار لگا دیتے ہین
نمک افشانی کی لذت کو گھٹا دیتے ہین

دست وحشت کا ابھی زور دکھا دیتے ہین
دھجیان جیب وگریبان کی اڑا دیتے ہین

ترچھی نظرون سے وہ جب تیر لگا دیتے ہین
ہم اُسے دل کی عوض پہلو مین جا دیتے ہین

دونو عالم کی ابھی سیر دکھا دیتے ہین
زاہدو آؤ کہ بادہ سے چھکا دیتے ہین

حضرت دل ہمین کاکل مین پھنسا دیتے ہین
جان پر بیٹھے بٹھائے یہ بنا دیتے ہین

ملکی اغیار سے اُلٹی ہی دعا دیتے ہین
چارہ گر کچھ مرے پانی مین ملا دیتے ہین

دل کو مانگا تو کہا ٹھہر ذرا دیتے ہین
مانگنے کا بھی مزا تجکو چکھا دیتے ہین

تیز تیز آتے ہین کیون باد فنا کے جھوکے
کیا چراغ سحری ہون کہ بجھا دیتے ہین

غیر کو رکھتے ہین بے چین ہمارے نالے
شب کو زنجیر در یار ہلا دیتے ہین

آپ اُٹھتے ہین تو تنہا نہین رکھتے مجکو
درد دل کو مرے پہلو مین بٹھا دیتے ہین

وار کرتا ہون عدو پر تو بچانے کے لئے
عشق کے سر کی قسم مجکو دلا دیتے ہین

بات کرتے ہی نہین کرتے ہین تو ذکر عدو
دیتے شربت ہین مگر زہر ملا دیتے ہین

ہدف تیر قضا ہائے بنایا ہمکو
یعنی آزار جو دیتے ہین نیا دیتے ہین

تا کہ معلوم ہو مطلب ہی نہین کچھ ہمین
خط ہم اس واسطے قاصد کو کھلا دیتے ہین

ٹیڑھی ٹیڑھی نہ کرو زاہد باتین ہم سے
سیدھے سیدھے رہو ہم تمکو بتا دیتے ہین

کیا غضب کا ہے وہ قامت کہ دکھا کر جسکو
اک قیامت وہ قیامت پہ اُٹھا دیتے ہین

چھپ سکین کیونکہ بتاؤ تو ہم انکا دامن
جو ہوا کو بھی ہوا مین بتا دیتے ہین

مرض عشق کے بیمارون کو صحت کیا ہو
چارہ گر کو بھی وہ دیوانہ بنا دیتے ہین

ہین اس امید پہ مرتا ہون کہ عادت ہے انھین
نعش عشاق کو بھی ہاتھ لگا دیتے ہین

سارے عشاق وہان پیٹتے روتے ہونگے
قبر عاشق کا پتا تمکو بتا دیتے ہین

غزل سوم ایضاً

آب شمشیر کو جسدم وہ پلا دیتے ہین
تشنگی شوقِ شہادت کی بجھا دیتے ہین

شعلہ ہائے تب غم آگ لگا دیتے ہین
دل تو کیا چیز ہے یہ جان جلا دیتے ہین

غم عاشق کی حکایت کو سنا دیتے ہین
قیس و فرہاد کا افسانہ مٹا دیتے ہین

ایک نظارہ ہم اُس بت کا دکھا دیتے ہین
زاہدون کے بھی ابھی ہوش اُڑا دیتے ہین

خاک ہوتے ہین مگر خاک اُڑا دیتے ہین
یعنی ہم مٹکے بھی دشمن کو مٹا دیتے ہین

شیخ و زاہد کو رہِ راست بتا دیتے ہین
ایسے حیوان کو انسان بنا دیتے ہین

مسکراتے ہوے وہ ہاتھ لگا دیتے ہین
گُدگُدا کر مرے زخمون کو ہنسا دیتے ہین

غیر کی دُھن مین ہم اودھیان ملا دیتے ہین
یاد آتا ہون تو قصداً وہ بھُلا دیتے ہین

شمع سان ہم تنِ لاغر کو گھُلا دیتے ہین
چشم سے اشک کا دریا سا بہا دیتے ہین

زلف کو عارضِ روشن سے ہٹا دیتے ہین
رات کو نور کا تڑکا وہ بنا دیتے ہین

اُنکو بہکا کے مرے دل کو بجھا دیتے ہین
وان لگاتے ہین یہان غیر بجھا دیتے ہین

حال ہم عاشق بیکس کا سُنا دیتے ہین
سنگ دل کوئی ہو پر موم بنا دیتے ہین

ہم اسیری کے مزے یاد دلا دیتے ہین
صید دل کو تری زلفون مین پھنسا دیتے ہین

محو کر دیتے ہین بیخود وہ بنا دیتے ہین
ہمکو پہلا ہی سبق ایسا پڑھا دیتے ہین

رشکِ اغیار کو وہ ساتھ سُلا دیتے ہین
ہمسے تکیہ کر نیند کے سوتے کو جگا دیتے ہین

رشک اگر آپکو دعوئ محبت مین ہے / چیر کر پہلو ابھی دل کو دکھا دیتے ہین

غیر کو لذت وصل اور ہمین درد فراق / اسکو کیا دیتے ہین وہ اور ہمین کیا دیتے ہین

تاکہ گمراہ نہ ہو کوئی بھی بھولا بھٹکا / مشعل دل کو سر راہ جلا دیتے ہین

شست و شو کرتے ہین جب اشک ندامت اپنے / داغ عصیان مرے دامن سے چھڑا دیتے ہین

داد ملتی ہے شہادت کی ہمین عید کے دن / یعنی خنجر کے گلے سے وہ لگا دیتے ہین

رخ تابان کو وہ زلفون مین چھپا کر ہے ہے / روز روشن کو شب تار بنا دیتے ہین

ہائے لکھا مرا قسمت مری میرے خط سے / حرف مطلب کو مرے صاف مٹا دیتے ہین

اتنی دیتا نہین کوئی بھی تسلی ہمکو / نہ مرو تم ابھی ہم اُنکو بلا دیتے ہین

پاسئے نازک مین لگاتے ہین غضب کی بندی / زیر پا اپنے شفق کو وہ دکھا دیتے ہین

خواب کو خواب بنا دیتے ہین بے چینی سے / گاہ اٹھا دیتے ہین وہ گاہ بٹھا دیتے ہین

ابھی بیمار محبت کو شفا ہوتی ہے / نقش پا کا ترے تعویذ پلا دیتے ہین

میری فریاد یہ دشمن کے مقابل مین سنی / عوض خون بہا خون بہا دیتے ہین

اپنے ہمراہ لئے آتے ہین وہ رشک عدو / خواب مین آنکے بھی عاشق کو ڈرا دیتے ہین

غزل چہارم

خاک مین خاک مری خوب ملا دیتے ہین / ہین وہ پارس مجھے اکسیر بنا دیتے ہین

دم رفتار قیامت وہ اٹھا دیتے ہین / چال بھونچال کی ہر گام سکھا دیتے ہین

سر کو جب ہم پئے تسلیم جھکا دیتے ہین / رحم دیکھو کہ وہ گردن سے اڑا دیتے ہین

دل کو کھاؤ نہین ہم تکو جتا دیتے ہین / نالہ ہائے شب غم عرش ہلا دیتے ہین

داغ دل کا ابھی ہم انکو دکھا دیتے ہین / مہ و خورشید کی طلعت کو گھٹا دیتے ہین

نالہائے شب غم کار صبا دیتے ہین / اُنسے غافل کو مرا حال سُنا دیتے ہین

جسکو وہ آب دمِ تیغ پلا دیتے ہین / سچ تو یہ ہے اُسے جینے کا مزا دیتے ہین

ہم صدا صور کے نالون سے ملا دیتے ہین / اک نیا شور سر حشر اُٹھا دیتے ہین

پوچھتا ہے جو کوئی حال تباہی میرا / وہ مری خاک کو چٹکی سے اُڑا دیتے ہین

کیا سمجھتے ہین کہین اشک غمِ مرگ عدو / ہائے نظرون سے جو یون مجکو گرا دیتے ہین

نامۂ شوق کا دیتے ہین غضب صاف جواب / سادہ کاغذ مرے قاصد کو اُٹھا دیتے ہین

ہے یہ مطلب کہ تمھارے بھی اُڑین گے ٹکڑے / پُرزے پُرزے وہ مرے خط کے اُڑا دیتے ہین

وعدۂ وصل کے سچے ہین تصور تیرے / سوتے سوتے یہ مجھے آکے جگا دیتے ہین

بہکے بہکے نہ پھرو زاہد و رندون سے ملو / گر ابھی راہِ بقا تمکو بتا دیتے ہین

گر کبھی راہ پہ آتا ہے وہ بُت تو عاشق / چلمنین سامنے پلکون کے لگا دیتے ہین

آئینہ دیکھکے وہ پوچھتے ہین اپنا جواب / اُنکی تصویر کو ہم دل مین دکھا دیتے ہین

ہمکو دیوانہ سمجھتے ہو تو ہُشیار رہو / بات جو کچھ ہے نپٹے کی وہ بتا دیتے ہین

دیکے وہ باغ مین آنچل کی ہوائین سرِ شام / ہوش گُل کے صفتِ رنگ اُڑا دیتے ہین

قطعہ

جانے والون کی خبر بھی نہین آنے پاتی / کوسِ رحلت کو بہت جلد بجا دیتے ہین

نقش پا سے نظر آتے ہین جو تھوڑے تھوڑے / جانے والونکا یہ کچھ کچھ تو پتا دیتے ہین

بیکسی ساتھ فقط جاتی ہے وقتِ آخر / ورنہ اعضائے بدن ملکے دغا دیتے ہین

ہائے کیا چیز ہے یہ جان کہ جسکے جاتے / رفقا ہاتھون سے مٹی مین دبا دیتے ہین

کیون نہ توحید کے قائل ہون کیسرین ہم
ہم سمجھ لیسے فلکِ پیر ہزارون گردون
ایک انگشت شہادت کو اُٹھا دیتے ہین
اپنی تقدیر کے ساتھے مین بنا دیتے ہین

واعظون کی نہ کبھی راہ پہ چلنا عاشق
دامِ تزویر یہ رستہ مین بچھا دیتے ہین

ایضاً غیر طرح دیوان

آنکھ مین اُنکی مروّت ہی نہین
اس طرف دیکھین یہ رغبت ہی نہین
اُٹھ سکے جو غم فرقت ہی نہین
جو تھمے اشک وہ رقت ہی نہین
ہجر مین جانے کو ہے جانِ حزین
اُنکو یان آنے کی فرصت ہی نہین
جس مین موجود ہو ذکرِ اغیار
پھر وہ ہرگز شبِ وصلت ہی نہین
آئینہ دیکھ کے حیران کیون ہو
اب تو وہ شکل وہ صورت ہی نہین
جان وان جانے کو طیار ہے یان
نامہ بر تیری ضرورت ہی نہین
بدگمانی سے وہ سمجھین زندہ
پر مری نبض مین شرعت ہی نہین
خونِ دل پی کے بجھائین گے پیاس
ہجر مین مے کی ضرورت ہی نہین
چال بت جس کی ہو شورِ محشر
ہے قیامت بھی وہ قامت ہی نہین
آپ سنکر جسے بے چین نہ ہون
شبِ غم کی وہ حکایت ہی نہین
تابِ جلوہ کی ہے چہرہ پہ نقاب
دیکھنے کی کوئی صورت ہی نہین
مین بھی کچھ قتل سے ہونگا مشہور
اسمین کچھ آپکی شہرت ہی نہین
قتل تم جنبشِ مژگان سے کرو
تیغ اُٹھانے کی ضرورت ہی نہین
بات وہ کیونکہ تمھاری مانے
غیر کو تمسے محبت ہی نہین

روز اُٹھاتے ہین وہ نازِ اغیار
کچھ اُنھین پاسِ نزاکت ہی نہین

جو مقدر مین تھا لکھا وہ ہوا
آپ سے ہم کو شکایت ہی نہین

آپ آجائین تو جی جائے مریض
ورنہ بچنے کی تو صورت ہی نہین

رشکِ اغیار نے ایسا گھیرا
دل مین جائے غمِ فرقت ہی نہین

تابشِ مہر کے قابل ہو عبث
داغ دل سے مہر سے نسبت ہی نہین

قتل وہ کرتے ہین یون عاشق کو
جیسے کچھ اسمین قباحت ہی نہین

کھو دیا عشق نے عاشق سب کچھ
اب وہ توقیر وہ عزت ہی نہین

ایضاً غیر طرح دیوان

خاطر سے تیرے غیر کو جب آشنا کہون
تو ہی بتا کہ پھر مین تجھے اپنا کیا کہون

عالم کو خاک کر کے فلک تک جلا دیا
پھر کیونکہ اپنی آہ کو مین نارسا کہون

سُنتا نہین ہے بات کا دیتا ہے کچھ جواب
اُس سنگ دل کو بُت نہ کہون مین تو کیا کہون

ناصح نصیحتین کرین اعدا بُرا کہین
کِس کِس کو مین بھلا کہون کسکو بُرا کہون

غمزہ غضب کرشمہ ستم چال ہے بلا
وہ کونسی ادا ہے کہ جسکو قضا کہون

یہ مشورہ تھا دل سے نہ نیند آئی رات بھر
قاصد جو آئے وان سے تو پھر اُس سے کیا کہون

ایسا نہو رقیب بنے نامہ بر مرا
ہے دلمین اپنا حال مین خود اُس سے جا کہون

گھُٹ گھُٹ کے خون دل کا کہانتک پیا کرون
کیا ضبطِ غم کا تجھسے اجل ماجرا کہون

عاشق نجات رشکِ عدو سے نہین ہے جب
اپنی قضا کو غیر کا مین مُدعا کہون

ایضاً غیر طرح دیوان

بسر کیونکر کرے گا ای دلِ دلگیر پہلو مین
ہزارون خارِ غم سینہ مین لاکھون تیر پہلو مین

ثبوت مہر و الفت کو شہادت اتنی کافی ہے
بجائے دل ہے رکھتا تیر کو نخچیر پہلو مین

برابر بیٹھتا ہے جو کوئی وہ مجھسے جلتا ہے
ہوئی ہے آتش ہجران سے یہ تاثیر پہلو مین

بلا کر بزم مین ہمکو یہ اچھی مہربانی کی
بٹھانے کی عوض تمنے بٹھایا تیر پہلو مین

خدا وہ دن دکھائے ہاتھ باندھے غیر بیٹھا ہو
ہمارے پاس بیٹھا ہو بتِ بے پیر پہلو مین

کرین ہم ناز جتنا دل پہ اُتنا ہمکو زیبا ہے
عطا کی ہے ہمین یہ عشق نے جاگیر پہلو مین

ترے بسمل کو اے قاتل کسی کروٹ نہین راحت
اِدھر ہے تیر پہلو مین اُدھر ہے تیر پہلو مین

کبھی تو آپ ہی دلکو ہمارے وہ دکھاتے ہین
کبھی خود بیٹھکر کرتے ہین کچھ تدبیر پہلو مین

زمانا ہے تمھارا آج کل تم شاہِ خوبان ہو
جسے چاہو بٹھا کر دو اُسے توقیر پہلو مین

تڑپتا لوٹتا ہون خاک پر شبہائے ہجران مین
کہان سے آگئی ہے گردشِ تقدیر پہلو مین

ہمارے دردِ دل کی جب خبر کچھ غیر کو ہوتی
بجائے دل دیا ہوتا الٰہی تیر پہلو مین

چھپا ہون جتنے سیمین تن ہین میرے دل کے طالب ہین
الٰہی تو نے کیا دی ہے مجھے اکسیر پہلو مین

ہوا تھا ایک دن پہلو بہ پہلو اُن سے مین جب سے
ہوا کرتی ہے میری اُنکی ہر تقریر پہلو مین

ترے وحشی نے اُنکی فصلین یہ بدہیان ہین
اِدھر زنجیر پہلو مین اُدھر زنجیر پہلو مین

کسیکا بیٹھکر پہلو مین اُف اُف کرتے یہ کہنا
چھپا رکھی ہے تمنے آہِ آتش گیر پہلو مین

عجب انداز سے آتا ہے وہ سفاک اے **عاشق**
اِدھر ہے ہاتھ مین خنجر اُدھر شمشیر پہلو مین

ردیف واو طرح دیوان

سرگرم چارہ سازئ غم چارہ جو نہو ‏ — اُمید زیست ہی نہین حیران تو نہو

وہ دل ہے خاک جسمین تری آرزو نہو — وہ گل ہے خار جس مین محبت کی بو نہو

جاتی ہے جسے لگے تو کیون کوئی یار مین — اتنی بھی بیقرار بس اے آرزو نہو

کٹ جائے خود گلا جو شہادت کے شوق سے — خنجر کے آب و تاب کی یون آبرو نہو

اسے غیر دو ہی بات پہ ہوتا ہے فیصلا — تو ہو تو مین نہون جو یہان مین ہون تو نہو

بدلا ہوا ہے رنگ جو کچھ روئے یار کا — کرنے کو ترک رسم کی کچھ گفتگو نہو

بیجا نہ کے رئیس ہین نازک دماغ ہین — ساقی وہ مے پلا کہ ذرا جسمین بو نہو

یکرنگیون نے نام دوئی کا مٹا دیا — پھر کیونکہ دل ہمارا - ہمارا عدو نہو

زندون کو شیخ بیٹھ کے گھر مین برا نہ کہہ — غیبت وہ بات ہے جو کبھی روبرو نہو

وہ منہ سے کب لگائین کہ نازک مزاج ہین — جب تک حباب قطرۂ گل کا سبو نہو

گر سوزنِ مژہ نہ مددگار ہو تری — دامن کا چاک بخیہ گردن سی رفو نہو

ہے ہے وصال ہے کہ یہ دونا فراق ہے — کہتے ہین آئین گھر مین ترے جبکہ تو نہو

خُلد و جنان سے ہوئیگی تسکین دل کو کیا — جسکو بجز وصال کوئی آرزو نہو

زخم جگر سے کیون نہ رہون بیقرار مین — وہ زلف ناپسند ہے جو مشکبو نہو

عاشق وہ تشنہ کام شہادت ہی بدنصیب
خنجر کی آب سے بھی کبھی ترگلو نہو

خوشبوئے رُخ سے بیش گل تر کی بو نہو — مغرور اے نسیم بس اب اتنی تو نہو

مشتاق کو وصال کی کیون جستجو نہو — نکلے یہ آرزو تو کوئی آرزو نہ ہو

آئینہ تیرے رُخ سے کبھی دو بدو نہو — گر ہو کبھی تو منہ کو تکے گفتگو نہو

وہ چشم کیا کہ اشک کا دریا نہو رواں — وہ دل ہے کیا کہ جو ترے غم سے لہو نہو
وحشت نے اپنی خاک اڑائی کہاں کہاں — شہرہ ہمارے عشق کا کیون چار سو نہو
اے ضعف المدد کہ ہون قاتل سے منفعل — خنجر نکیون ہو تشنہ جو تن مین لہو نہو
محبوب دو جہان کی محبت مین ہے سلوک — یہ عشق ہو تو کوئی کسی کا عدو نہو
ہم تو کباب ہون تجھے ہے بے خبر نہین — ممکن ہے دل جلے ترے کوچہ مین بو نہو
دم بھر کبھی تجھسے قطع تعلق نہوئیگا — تصویر تیری دل مین ہے گو پاس تو نہو
شب جسنے بزم غیر مین ہلچل مچائی تھی — کوئی نظر بچا کے گئے آرزو نہو
ذکر صنم ہی کرتے ہو ہر وقت شیخ جی — عاشق نہو تو ایسی کبھی گفتگو نہو
اے چارہ گر نمک بھی چھڑک ہم بھی بیس کے — تا اندمال زخم کی پھر جستجو نہو
مشق ستم تو کر کہ گران سر نہین ہین ہم — تقدیر تیغ کی ہے جو تن مین لہو نہو
پھرتی ہے اسطرح سے بھٹکتی جو جا بجا — یارب خراب وحشت کوئی آرزو نہو
شک ہے کہ جسمین زہر ملایا ہے غیر نے — مجھکو جو دے رہے ہین کہین وہ سبو نہو

آنکو بھی شوق وصل ہے عاشق جو تمکو ہے
ممکن نہین تمہین ہو نہ ہمین آرزو نہ ہو

ترا یا از طرح

ساقی ہو مے ہو باغ ہوا اور جو برو نہو — بے جان ہو تن تو جان کی کیون آرزو نہو
دریائے مے سے پیاس ہماری فرو نہو — منہ سے لگا دے خم ہی جو ساقی سبو نہو
جز مرگ اور کوئی جسے آرزو نہو — کب سے تلاش ہے دل مضطر وہ تو نہو
آئینہ آئینہ کے مقابل کبھو نہو — حیرت نہین جو چاند ترے روبرو نہو
کیون خاک اڑاتی پھرتی ہے گر شوق جستجو نہو — آوارہ گرد اتنی کبھی اسے آرزو نہو
تاب رخ نگار سے آئینہ خاک ہے — کیا منہ ہے منہ دکھائے کبھی روبرو نہو

قاتل کی طبع پاک کے قربان کریوں نہ ہے
عاشق کے خون بغیر ہمارا وضو نہو

لطف آتا ہی نہین گر ستم ایجاد نہو | داد خواہی کے لیئے خواہش بیداد نہو
صید بسمل ہے پر کبھی قفس سے کوئی آزاد نہو | تاب اڑنے کی نہو طاقت فریاد نہو
جنبش لب ہی پہ کرتے ہین تصدق جان کو | ہم اشارہ کو سمجھتے ہین کچھ ارشاد نہو
جس مکان مین نہ مکین ہو نہین زینت اسکی | تو نہ جس دل مین ہو پھر کیونکر وہ برباد نہو
گر حسینان جہان ناز اٹھائین بھی تو کیا | بے ترے شاد ہمارا دل ناشاد نہو
کیا مزا ہے کہ وہی یاد ہے سب بھول گئے | وہ جسے اسلیئے بھولین کہ کبھی یاد نہو
تجکو اے دل ہے عبث شکوہ فراموشی کا | ہچکیاں کس لیئے پھر آئین اگر یاد نہو
اسکی آبادی سے ہے اپنا مکان ویرانہ | یا خدا خانۂ دشمن کبھی آباد نہو
داد ملنے کی ہو امید بھلا پھر کیونکر | میری فریاد مین جب شکوۂ بیداد نہو
گھر مین اس شوخ کے رہتا ہے جو ماتم ہر شب | تربت عاشق مضطر تہ بنیاد نہو
کچھ نہین ہاتھ سے مجکو کہ پشیمان ہوگا | تیری حسرت بھی کہین حسرت شداد نہو
عشق شیرین مین یہی سر چڑھ کے پکارا ہوگا | تلخ کامی سے گران تیشۂ فرہاد نہو
نامہ بر کہتا ہے کیا خاک کہون اسکا جواب | جس سے کچھ بات نہو جس سے کچھ ارشاد نہو
اسمین وہ رہتے ہین چھپ چھپ کے ہمیشہ | دیکھنا آہ کہ گھر غیر کا برباد نہو
دست وحشت لیے کرتے تار گریبان کے جدا | غیر ممکن ہے جنون بر سر امداد نہو
سخت جانی سے مری ٹوٹ گئے خنجر لاکھون | اے ستمگر یہ ترا خنجر فولاد نہو
تو نے عاشق کے بھرے خانۂ دل کو لوٹا | اے خرابی تری بستی کبھی آباد نہو
امتحان نالہ شب آج ہی تھوڑا سا تھا | یا قفس ہی نہ ہو یا خانہ صیاد نہو

ایک شادی سے غمی چھائی ہے سب پر عاشق

غیر ناشاد ہو تو کوئی بھی ناشاد نہو

زاید از طرح

نہ سُنے جب کوئی فریاد وہ فریاد نہو ۔ اور وہ بیداد ہی کیا جسکی کہین داد نہو

دل وہ دل ہی نہین جس دل مین تری یاد نہو ۔ گھر وہ گھر ہی نہین جس گھر مین تو آباد نہو

میرے نالون کی صدا شبکو وہ سُنکر بولے ۔ کسی بیکس کی بھٹکتی ہوئی فریاد نہو

خوگرِ جور ہین ہم آپ بتا دین گے تمھین ۔ آؤ سکھلا دین اگر طرزِ جفا یاد نہو

رونے ہنسنے کی جو آتی ہے قفس سے آواز ۔ صید کے پھندے مین اُلٹا کوئی صیاد نہو

کہدو واعظ سے کہ اچھا ہے بھٹکتے پھرنا ۔ صیدِ دل پھنس کے کسی زلف سے آزاد نہو

میری فریاد و فغان دشت سے آئی تو کہا ۔ دیکھنا یہ کوئی مجنون نہو فرہاد نہو

ناز اُٹھانے جو چلے آئے ہو معشوقون کے
صفِ عشاق مین عاشق تمھین اُستاد نہو

بھٹکا پھرتا ہون رہِ راست بتا دو مجھکو ۔ رہبرِ کوچۂ دلدار دکھا دو مجھکو

غمِ ہجران کی مصیبت نہین جھیلی جاتی ۔ مخلصی اس سے ملے ایسی دعا دو مجھکو

قتل کے بعد وہ پاتے ہو مجھے احسانمند ۔ بار اُٹھتا نہین ناچار اُٹھا دو مجھکو

تا ابد مست رہون محو رہون شاد رہون ۔ عنبرین زلف ذرا اپنی سُنگھا دو مجھکو

مجھسے کہتے ہین خبردار رہے ہی رہنا ۔ ہاتھ ٹوٹین جو کبھی ہاتھ لگا دو مجھکو

چینِ ابرو گرہِ زلف مین تو دیکھ لیا ۔ دلِ گم گشتہ کا کچھ اور پتا دو مجھکو

دل تری یاد مین رہتا ہے ہمیشہ بیدار ۔ سخت خفتہ تو نہین ہون کہ جگا دو مجھکو

اپنی چاہت پہ عبث جان مری لیتے ہو ۔ ہان کسی اور کو چاہون تو سزا دو مجھکو

گر گلے سے ہے لگانا تو لگا لو ورنہ ۔ قتل کر ڈالو ٹھکانے تو لگا دو مجھکو

بزمِ اغیار مین کیا گذری جو ایسے ہو اداس ۔ ہو اگر بات بتانے کی بتا دو مجھکو

آپ سے آپکے عاشق کو جو پوچھے کوئی — ہو تلافی شبِ غم کی جو بتا دو مجکو
غیر کو غیر وہ سمجھے مجھے اپنا جانے — ہمدمو ایسی کوئی راہ بتا دو مجکو
نقشِ اُمید مرا رشکِ جہان ہوجائے — کیا ہی نقشِ قدم اپنا جو بنا دو مجکو
کیا قیامت ہے کہ فتنون پہ یہ فرمائش ہے — روشِ ظلم و ستم اور سکھا دو مجکو

محو ہون نام مین معشوق کے وہ ہون عاشق
نقشِ اُمید نہین ہون کہ مٹا دو مجکو

زاید از طرح

اپنے پہلو مین خدا کے لئے جا دو مجکو — کبھی کروٹ کبھی پہلو تو سُلا دو مجکو
قبر مین ہاتھ سے تم اپنے سلا دو مجکو — آؤ عقبیٰ کے عذابون سے چھڑا دو مجکو
خط سُناؤ نہین ۔ مضمون بتا دو مجکو — ہمدمو وصل کا اقرار سُنا دو مجکو
ناخدا یاد نہین آتی ۔ تو سکھا دو مجکو — داؤ ہٹ پھیری کے بھولا ہون بتا دو مجکو
ناتوانی سے غش آتا ہے سنبھالو تو ذرا — اپنے شبنم کے دوپٹے کی ہوا دو مجکو
اور کچھ پینے کہا تو وہ یہ ہنسکر بولے — لاؤ جی لاؤ جی جام پلا دو مجکو
اُنکے ہاتھون مین ہون وصل کے ارمان نکلین — کاش زنجیرِ درِ یار بنا دو مجکو
دم ترے ہجر مین کہتا ہے نکل جاؤن گا — رخصتِ ہستی کا تقاضا ہے کہ لا دو مجکو
جان جائے مگر احسان نہین لینے کا — اپنے منہ سے نہ کہون گا کہ دوا دو مجکو
کشتۂ ناز تمہارا ہون مسلمان نہ سہی — کافرِ عشق جو سمجھو تو جلا دو مجکو
کیا کہا جائے کہین سیکڑون وعدون پہ بھی — کب کیا کونسا وعدہ ہے بتا دو مجکو

سر بکف وہ بھی ہے گر تیغ بکف ہے قاتل
بے جگر کوئی تو عاشق سا بتا دو مجکو

تیرِ نظر کو نالہ نہ کیون ناگوار ہو — وہ دل کے پار ہو تو یہ پتھر کے پار ہو

شوقِ نبیؐ مین جان اگر بے قرار ہو
امید ہے کہ عرش پہ اپنا مزار ہو

دل اور نامہ بر کی ہین باتین جُدا جُدا
اب یہ کہو کہ کسکا ہمین اعتبار ہو

تنہا جو شب کو آؤ تو یہ بھی رہے خیال
بوس و کنار کا بھی ہمین اختیار ہو

ملنے کسی سے کب کہین باتین وصال کی
نامعتبر ہے خود اُسے کیا اعتبار ہو

عالم مین تمسا کوئی نہو بانیِ جفا
مجھسا جہان مین نہ کوئی بیقرار ہو

دم دم کے مرگ و زیست سے جان آگئی بہ تنگ
صبر آئے جو نصیب مین ہو ایکبار ہو

نالے مرے فراق مین کہتے ہوئے چلے
اے دل ستانیوالو ذرا ہوشیار ہو

مشہور عاشقانِ سلف کا ہے گرچہ نام
عاشق جہان مین تم بھی بڑے یادگار ہو

ہم مرتے مرتے بھی اسی حسرت کو لیچلی
پوچھا کبھی نہ تمنے کہ کیون بیقرار ہو

اے ہمدمو بتاؤ محبت کا دُکھ ذرا
کچھ کام آؤ تم مرے بچپن کے یار ہو

وہ غیر سے بھی مل کے ملاتے ہین مجھسے آنکھ
جسکو نہین ہے شرم وہ کیا شرمسار ہو

غفلت کی شب گئی تری غافل سحر ہوئی
موئے سفید کہتے ہین چل ہوشیار ہو

خلوت ہو شب ہو یار ہو عاشق نہون جناب
پھر پوچھین شیخ جی سے کہ پرہیزگار ہو

زاید از طرح

پیشِ نظر ہمارے جو تصویرِ یار ہو
دل اور شوق وصل مین پھر بیقرار ہو

کیا آئے مہر و ماہ کی تابش خیال مین
سوزان جہان سے بڑھکے دلِ داغدار ہو

اب وہ شباب ہے نہ وہ دل ہے نہ وہ صنم
کس پر نثار ہون ہم کرین کس پر سنگار ہو

گذری تمام عمر مری انتظار مین
یارب کسی کا کوئی نہ اُمیدوار ہو

کردے الٰہی شہرِ خموشان کا بادشاہ
مرجع ہر اک حسین کا ہمارا مزار ہو

دل لے لیا تو بوسۂ لب دیجئے ہمین
اللہ نے دیا ہے تو پھر کیون اُدھار ہو

الفت کی بازیون سے بچو ای جناب دل
جیتو تو جیت جاؤ جو ہارو تو مار ہو

مین جا کے دیکھ لونگا مگر تم نہ بولنا
محشر کے دن جو میری تمھاری پکار ہو

اے دل گئے وہ دن کہ یہ کہتے تھے سب حسین
عاشق سے ہم ملین تو بڑا افتخار ہے

جب دوست غیر کے ہو تو پھر اپنے غیر ہو
اب اور کیا کہون تمھین جو کچھ ہو خیر ہو

تڑپون مین اس طرح سے کہ مقتل مین سیر ہو
آتش وہ بھڑکے رشک کی فی النار غیر ہو

تیری ہو جب تلاش تو سب جا پھرینگے ہم
کعبہ ہو بتکدہ ہو کلیسا ہو دیر ہو

کیا بیکسی کا وقت ہے یارب دم وداع
قابو مین جب نہ ہاتھ نہ قبضہ مین پیر ہو

دکھ سکھ بیان کا کیا ہے یہ دو دن کی بات ہے
پر عاقبت ہماری خدایا بخیر ہو

آتی ہے وصل مین نہین آتی یہ ہجر مین
شاید اجل کو ہم سے عداوت ہو بیر ہو

عاشق تصور گل رخسار مین وہ جان
تا بڑھ کے پھول والون سے پھولون مین سیر ہو

زاید از طرح

وہ ہمکو سنتون سے منا ہین تو سیر ہو
پرلین کہ ہم ہون وہ ہون نہ واعظ نہ غیر ہو

کہنے کی بات اور ہے پر وقت امتحان
ہو اپنا اپنا اور جو ہو غیر غیر ہو

اس شد و مد سے آہ بھری مینے ہجر مین
اک ساتھ جیسے لاکھ تفنگون کا فیر ہو

ہم مرغ دل کو اپنے کبوتر بنائینگے
نامہ رسانیون کے لئے کوئی طیر ہو

دیگر

جان کو تن سے مسیحا ن جدا ہونے دو
لوٹنے دو مجھے ٹھنڈا تو ذرا ہونے دو

غیر ہے زنگ اسے دل سے جدا ہونے دو
صیقل مہر سے تم صاف ذرا ہونے دو

ربط غیرون سے نہ رکھو مجھے اپنا کر لو
تم نہ ہونے دو جدا رنج سے یا ہونے دو

عرض کی جب کہ وفا وعدۂ وصلت کیجے / بوسے جلدی نہ کرو روز جزا ہونے دو

ذبح کے بعد مرا خون بہا دو صاحب / عید قربان ہے کوئی وعدہ وفا ہونے دو

اسے نکیرین سوالون مین یہ جلدی کیسی / ٹھہرو کہتا ہون ذرا ہوش بجا ہونے دو

اب تو صد شکر وہ کہتے ہین جنون پر میرے / گر وہ سودائی ہوا ہے تو سوا ہونے دو

مجکو سنسکاتے ہو کیون بہر خدا رحم کرو / تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہونے دو

دیکھو پھر وصل کا انکار کروگے کیونکر / عرش کے پار ذرا میری دعا ہونے دو

خاکساری پہ مری ہوئین گے اعدا مٹی / خاک پر نقش وہ نقش کف پا ہونے دو

بلبے یہ طرز تغافل - مرے نالے سنکر / کوئی بولا کہ یہ عاشق ہے کہا ہونے دو

زاید از طرح

غیر کو چرخ کو تم شاد ذرا ہونے دو / مجھے مرنے دو کسی کا تو بھلا ہونے دو

کچھ تو ارمان نکالو کہ بھٹکتا نہ پھرے / دل بیکس کے لئے پہلو مین جا ہونے دو

ہر ستم مجکو گوارا مجھے ہر رنج خوشی / اپنے قدمون سے مگر تم نہ جدا ہونے دو

اسکا مٹنا بہت آسان تمھارا مشکل / تم نہ روٹھو مری قسمت کو خفا ہونے دو

ہمصفیران چمن ہم کو نہ سمجھو بے پر / کیسے پر پرزے نکلتے ہین رہا ہونے دو

عمر بھر تمنے پڑھایا کلمہ اپنا بتو / آخری وقت ہے اب یاد خدا ہونے دو

شعلۂ حسن پہ جلتے ہین بتون کے عاشق / ہمہ مو شمع پہ پروانے فدا ہونے دو

کہتے ہین پھر نہین آئین گے قسم ایک نہ دو / طرز گفتار مین لاکھون ہین ستم ایک نہ دو

نور کو کتنی ہی دوری ہو وہ نزدیکی ہے / شب معراج تھا حضرت کا قدم ایک نہ دو

درد و رنج و غم فرقت گلہ جور و جفا / جان کیونکر سہے بے حد ہین الم ایک نہ دو

کب کہا میں نے نہ دو یا مجھے کم دو صاحب — دلمیں جتنے ہوں ستم اتنوں سی کم ایک ندو
انکے مژگان کے تصور نے کیا ہے بیتاب — سیکڑوں تیر ہیں سینہ میں بہم ایک ندو
تمکو جنت میں دلادینگے ہم اسکا بدلا — قرض اسپر بھی شب وصل صنم ایک ندو
غم دیے بھی مجھے گردوں نے تو کسکے تیرے — اُس پہ طرہ کہ کئی لاکھ ہیں غم ایک ندو
دل جگر دونو ہوے تیر نگہ پر قربان — پھر بھی کہتے ہیں بہت دینگے ستم ایک ندو

یہاں ہے ہر داغ مرے سینہ کا گلشن عاشق
اور شداد کا تھا باغ ارم ایک ندو

زاید از طرح

ساری خلقت کا ہے بے شبہہ حکم ایک ندو — وقت تحریر مقدر تھا قلم ایک ندو
عشوہ طالب ہے جدا ناز جدا طالب ہے — لاؤں کیں جا سے مرے پاس ہے دم ایک ندو
جان میں یوں ہی تمہیں دونگا ذرا غم نکرو — دم تو نہیں نذر کرونگا مجھے دم ایک ندو

دل بری جا ہے پھنسا فاتحہ پڑھلو عاشق
نکہت کاکل پیچان میں ہیں خم ایک ندو

جو ہیں قدم فرشتے وہ انسان تمہیں تو ہو — آنکھوں سے جو عزیز ہے وہ جان تمہیں تو ہو
عاشق ہے جسپہ حور وہ انسان تمہیں تو ہو — سب جسکے جان نثار ہیں وہ جان تمہیں تو ہو
فہم و ذکا میں ایک سے ہے ایک یہاں سوا — ناداں کسے سمجھتے ہو ناداں تمہیں تو ہو
کہتے نہ تھے کہ ہم سا نہ پاؤگے باوفا — اب خاک میں ملا کے پشیماں تمہیں تو ہو
کہتے ہیں ہم یہ مرتے ہو مرتے نہیں مگر — ہاں حسن دلفریب کے خواہاں تمہیں تو ہو
اسے آرزو و حسرت و ارمان نہ جائیو — دل کو ہیں جو عزیز وہ مہمان تمہیں تو ہو
کافر ہوں گر تمھارے سوا دوسرا ہو عشق — دلمیں ہمارے کون ہے ہاں ہاں تمہیں تو ہو

دعوی پارسائی بھی ہے اور بتوں کی یاد

عاشق نرالے سب سے مسلمان تمھین تو ہو

زاید از طرح

اے غم شبِ فراق مین مہمان تمھین تو ہو
میرے رفیق و ہمدم و ہمجان تمھین تو ہو

غارت ہوا ہے دل غم و ارمان سنبھالنا
اس اُجڑی بستی کے بھی نگہبان تمھین تو ہو

اٹکھیلیان کبھی ہین کبھی ناز و شوخیان
اے سروِ ناز سروِ خرامان تمھین تو ہو

بولے جو مینے اُن سے کہا آدمی بنو
ہان سارے جانور ہین اک انسان تمھین تو ہو

جس دل مین تم ہو اُس مین کسیکا نہین گذر
تم خود مکین ہو اُسکے نگہبان تمھین تو ہو

جو کچھ ہون عاشقونمین سو سب یہان مین ہی ہون
جو کچھ ہو دلبرون مین مری جان تمھین تو ہو

ہین بانیِ جفا تمھین عاشق نے کب کہا
اک باوفا خدائی مین ہان ہان تمھین تو ہو

باہم ملی ہے قاتل و سائل کی آرزو
ہین اُسکا مدعا وہ مرے دل کی آرزو

قدمون پہ لوٹنے لگی بسمل کی آرزو
یارب یہ آرزو بنے قاتل کی آرزو

اے شمع وا اُنھین بھی ہے کچھ لو لگی ہوئی
پروانے کرتے ہین تری محفل کی آرزو

غربت کا رنج قلبِ مسافر سے پوچھیے
واماندگانِ دشت سے منزل کی آرزو

وہ سخت جان ہون ایک بھی گردن پہ خط نہین
خنجر کی دھار پر رہی قاتل کی آرزو

اُس آرزو کو آپ پہ کر دون نثار میان
گر ڈھونڈلاؤ میرے مقابل کی آرزو

سنکر صدائے قیس بہت بیقرار ہے
بسمل ہوئی ہے صاحبِ محمل کی آرزو

جی چاہتا ہے جان بھی اُس پر فدا کرون
جو دل سے پوچھتا ہے مرے دل کی آرزو

خشکی مین رہنے والون کو دریا سے فیض کیا
موجین نکالتی نہین ساحل کی آرزو

پامال ہو کے قدمون مین لائیگا رنگ خون
نکلے گی زیرِ تیغ ہی بسمل کی آرزو

دیتے ہین اُس گلی مین صدا ہم یہ رات دن
جو ہو سخی نکال دے سائل کی آرزو

ہم حسنِ لازوال کے عاشق ہیں زاہدو — کب ہے بُتانِ حور شمائل کی آرزو

عاشق جو ایک چاند کا ٹکڑا بغل میں ہے
آنکھوں کو اب نہیں مہِ کامل کی آرزو

زائد از طرح

ارمان دن کا ہے نہ شبِ تار کی ہوس — عارض کی آرزو نہ ترے تل کی آرزو
بیٹھے پڑیں عدو یہ کہ اُس بت سے مل گیا — رکھتا ہے بے نصیب عبث سل کی آرزو
ان اچھی شکل والوں کو توفیق نیک دے — یارب نہو خراب کسی دل کی آرزو
آیا نہ وہ - ہزار زمانے بدل گئے — نکلی کبھی نہ دل میں رہی دل کی آرزو

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف واو

تم نہ تصویر کی حسرت دیکھو — میری حسرت بھری صورت دیکھو
ناصحو اُسکی بھی صورت دیکھو — نہ کرو ہم کو نصیحت دیکھو
زلف سے بادِ صبا اُلجھی ہے — آگئی اسکی بھی شامت دیکھو
چین خود لے نہ ہمیں لینے دے — دل کو ہے ہم سے عداوت دیکھو
دمِ وصلت طلبی کہتے ہیں — تم ذرا اپنی تو صورت دیکھو
بنتی ہے زیرِ فلک اور زمین — خاک اُڑاتی ہے یہ وحشت دیکھو
پائے قاتل پہ پڑی لوٹتی ہے — حسرتوں کو بھی ہے حسرت دیکھو
جان کھوتے ہیں مرے جاتے ہیں — کیا بری ہوتی ہے چاہت دیکھو
ہمنے جانا کہ کیا یاد ہمیں — ہچکی آئی دمِ رخصت دیکھو
کیوں چھڑ سکتے نہیں زخموں پہ نمک — دو نہ اتنی بھی اذیت دیکھو
اجل آنے کا یقیں ہے تو بھی — سہل انکاری غفلت دیکھو
دلِ گمراہ یہ کہتا ہے مجھے — بُتکدہ چھوڑ کے جنت دیکھو

ہمکو قائل ہیں تمہارے عاشق
کس بلا کی ہے طبیعت دیکھو

انکے چہرہ کی سجاوٹ دیکھو ″ کیا غضب کی ہے بناوٹ دیکھو
ہائے کس ناز سے کہتے ہیں مجھے نہ کرو ہم سے لگاوٹ دیکھو
دیکھو مشتاق مرے جاتے ہیں کیوں اٹھاتے نہیں گھونگھٹ دیکھو
مے نہ کھینچو اور بہک جاؤں گا نہ پلاؤ مجھے تلچھٹ دیکھو
ہے یہ الزام جبیں سائی پر توڑتے ہو مری چوکھٹ دیکھو
خواب میں میں نے لیا تھا بوسہ وہ پڑی چہرہ پہ سلوٹ دیکھو
مجھکو مرنے دو نہیں آ جاؤ تم سلا دو کسی کروٹ دیکھو
خون اغیار ہے بادہ تو نہیں ابھی پی جاؤں گا غٹ غٹ دیکھو
وقت ضایع نکرو باتوں میں صبح ہو جائے گی جھٹ پٹ دیکھو
ہاتھ سے کھوؤگے مجھکو صاحب ہے بری روز کی جھنجھٹ دیکھو
نیم جان ہو کے تڑپتا ہوں میں انکے خنجر کی رکاوٹ دیکھو
دیکھیں پریاں تو تصدق ہو جائیں انکے دھج دیکھو سجاوٹ دیکھو
تازیانہ ہے بلا غمزہ کا تو توسن ناز ہے سرپٹ دیکھو
جان جاتی ہے کہ رہتی ہے مری پاس سے میرے ذرا ہٹ دیکھو
دل دیا کام کیا ہے میں نے مجھسا پاؤگے نہ جیوٹ دیکھو
مجکو مرتے ہوئے دیکھا تو کہا اب کسی اور کی چوکھٹ دیکھو
کھائے جاتے ہیں نمکدان کو تیرے ہیں مرے زخم بھی منہ پھٹ دیکھو
دل ہٹا جاتا ہے ان باتوں سے انکو ہر بات میں ہے ہٹ دیکھو
مجھسے کہتے ہیں پرے ہٹ جانا گر کسی پاؤں کی آہٹ دیکھو

ہائے اس کھٹکے نے مارا شب وصل
کہتے ہین کسکی ہے آہٹ دیکھو

ہون وہ عاشق کہ مرے مرقد پر
روز پریون کا ہے جمگھٹ دیکھو

دیگر غیر طرح دیوان

ناز مین فتنے ہین فتنون مین شرارت دیکھو
چال مین آفتین آفت مین قیامت دیکھو

بت کو ہم دیکھ کے پتھر ہوئے حیرت دیکھو
بت کرے باتین یہ اللہ کی قدرت دیکھو

آخری وقت مین بھی ساتھ نہ کمبخت رہا
دل نے کیا جان سے کی ہے یہ رفاقت دیکھو

سرمگین آنکھون سے دل زلف مین کھنچکے بلا
گر نہ دیکھی ہو تو آؤ شب فرقت دیکھو

وحشت دل نے مری خاک اڑائی ایسی
جا چڑھی چرخ برین پر مری تربت دیکھو

مر گئے خاک ہوئے رہگذر یار مین ہم
کر دیا مال نکالو کوئی حسرت دیکھو

ذبح کے بعد تڑپنے نہین دیتا ہرگز
رحم قاتل کا ذرا دیکھو مروت دیکھو

حور مین شوخی ہے ایسی نہ ملاحت ایسی
اسکی صورت سے کہان ملتی ہے صورت دیکھو

گل رخسار کو چھوے جو نسیم سحری
رنگ مرجھائے نزاکت ہے نزاکت دیکھو

مرتے تھے قتل پہ خنجر پہ بھی جان دینے لگے
ہوگئی اور محبت مین محبت دیکھو

کسی کروٹ کسی پہلو تو سلا دو اسکو
عاشق خستہ کی تم آن کے حالت دیکھو

کیون دم باز پسین تم مری صورت دیکھو
غیر کی شکل سے ہو جائیگی نفرت دیکھو

لوٹتی رہتی ہے قدمون پہ سدا قاتل کے
جان کے ساتھ بھی جاتی نہین حسرت دیکھو

وصل مین یہ کبھی آئی نہ وہ ہجر مین کبھی
یاس و امید مین ہے کیسی رقابت دیکھو

مجھکو آنکھون سے گراتے ہو سبک کرتے ہو
غیر کو سر پہ چڑھاتے ہو نزاکت دیکھو

پانون مین لوٹنے دیتا نہین قاتل ہمکو
حسرتون کی بھی نکلتی نہین حسرت دیکھو

تشنۂ وصل ہوں مر جاؤنگا مر جاؤں گا
موت گر چاہو مری دیکھیے یہ شربت دیکھو

دام کیا بلکہ اُڑا اسات زمین کو لیکر
ناتوانی میں ہے یہ حیلہ کی ہمت دیکھو

کیوں سکنے دو یہ احسان کرو بسمل
ایک ہی ہاتھ میں ہو جائیگا رخصت دیکھو

آئینہ دیکھ کے تم اور مکدر ہو گئے
اپنے عاشق کی دلِ صاف میں صورت دیکھو

ایضاً

شب غم میں نہ دلِ زار کی حالت دیکھو
سنگدل ہو گر آجائیگی رقت دیکھو

تم سدھارے تو گئی جان بھی نبض غم کی
آنکھیں وا رہ گئیں دیدار کی حسرت دیکھو

نہیں ملتا یہ گلے عید بجز خنجر کے
دلِ بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھو

مختصر سنئے فسانہ تو شب وصل کا ہے
طول ہوتی ہے شب غم کی حکایت دیکھو

سیر گر دیکھو تو بسمل کو تڑپنے دو ذرا
چھڑکو زخموں پہ نمک لطف جراحت دیکھو

شوقِ دیدار میں قاتل کی تھی وہ محویت
خاک پائیگی کہاں کیوں مری تربت دیکھو

ساتھ لیجائیں گے امت کو بھی جنت میں
حشر میں شافع محشر کی شفاعت دیکھو

مشک خوں میں کے چھپا ہو کے خجل نافہ میں
عنبریں زلف صنم کی ہے یہ نکہت دیکھو

خط ہر زخم لئے پائی ہے ہلالی صورت
کشتۂ ابروئے خمدار کی حالت دیکھو

دین و دنیا کی خبر رہتی نہیں کچھ عاشق
اسے کمبخت بُری ہوتی ہے چاہت دیکھو

غزل چہارم ایضاً

گالیاں انکی ہوئیں ہمکو غنیمت دیکھو
للہ الحمد کہ ہوئی چلی رغبت دیکھو

غیر کی کرتے ہیں وہ مجھ سے شکایت دیکھو
پھر ہوئی میری طرف چشم عنایت دیکھو

خون پیتا ہے کلیجے سے لگا کر اسکو
ہمنے کی خنجر قاتل کی یہ دعوت دیکھو

لوٹ لینگے تری جوبن کی بہار دشمن
ہان لٹاؤ نہین تم حسن کی دولت دیکھو

سر کو شمشیر کے خط سینہ کو زخم خنجر
یہ ملا حسن کی سرکار سے خلعت دیکھو

ٹھوکرین کھاتا ہون للہ سنبھالو مجکو
برتھرو و ساتھ نبھالو مری عزت دیکھو

مصحف رخ پہ ترے تل نہین دل ہے میرا
رات دن کرتا ہے حافظ یہ تلاوت دیکھو

کہتے ہین چارہ گرون سے کہ یہ بیچارہ ہے
ایسے بیمار کو کب ہوتی ہے صحت دیکھو

دیکھو حاتم سے سوا ہوگی تمہاری شہرت
کرو اقرار وفا لطف سخاوت دیکھو

اُنکے انکار پہ کرتا ہے جو عاشق اصرار
کہتے ہین غیر سے وہ اسکی جہالت دیکھو

ردیف یای تحتانی دیوان

کہان تک نہوتی بسر ہو گئی
شب ہجر آخر سحر ہو گئی

ہوئی جس طرح سے بسر ہو گئی
گہے شب ہوئی گہہ سحر ہو گئی

دعائے سحر با اثر ہو گئی
محبت کی تیری نظر ہو گئی

لو مت جاؤ تقصیر گر ہو گئی
کہ حجت مین بس دوپہر ہو گئی

نظر غیر سے پھر کے مجھپر ہوئی
قضا بھی ادھر سے اُدھر ہو گئی

اشارون اشارون مین دل لے گئی
نظر اُنکی کیا سفت بر ہو گئی

لے درہم داغ کھانے کو جب
تو تھوڑی بہت مین بسر ہو گئی

شب ہجر یون کاٹ دیتے ہین ہم
تصور مین رخ کے سحر ہو گئی

نظر ہو گئی عقد کی زلف کو
بلا سے ہماری اگر ہو گئی

بلائین تری زلف کی جا پھنسے
ہماری نظر کو نظر ہو گئی

دلا چھوڑ گیسو کہ پھنس جائیگا
خطا گر یہ بار دگر ہو گئی

عدم سے بھی کچھ ہے پرے کیا کہون
مری تاب اُنکی کمر ہو گئی

کہیں چہرہ پر چھا گئی اُسکی زلف — کہ تیرہ ہماری سحر ہو گئی
وہ آنے کا اقرار کرتے ہیں گر — قیامت کہیں نامہ بر ہو گئی
جو پوچھے کوئی کیا بتائیں اُسے — ہماری خبر بے خبر ہو گئی

صفائی سے عاشق کیا اُنکو صاف
صفائی نہ ہوتی مگر ہو گئی

زائد از طرح

دعا ہجر کی بے اثر ہو گئی — دوا باعثِ دردِ سر ہو گئی
اُٹھاتا ہے کیوں مجکو ٹھکرا کے قبر — قیامت بس اب فتنہ گر ہو گئی
کہا تھا کہ آئینہ دیکھو نہ تم — تمہاری تمہیں کو نظر ہو گئی
فغانِ رسا کچھ دکھا تو ہی زور — مری آہ گر بے اثر ہو گئی
نہ آئے وہ شب خوفِ اغیار سے — غضب چاندنی پردہ در ہو گئی
اُٹھی اُنکے چہرہ سے شب کو نقاب — یقین جانئے دوپہر ہو گئی
ٹھہرنا پڑا ہمکو اُمید سے — یہی سدِ راہِ سفر ہو گئی
شبِ وصل روٹھے غضب ہو گیا — مصیبت مری جان پر ہو گئی
لگی ہچکی رونے ارمان سے — ہمیں یاس وقتِ سفر ہو گئی
گھٹی شرم گھبرا کے اُلٹا نقاب — بڑھی جب حیا پردہ در ہو گئی
ہوا محو ایسا نہ پایا نشان — اجل بھی کئی بار ٹھہر ہو گئی
عدو سے کھٹکتی جھڑپ ہی رہی — زبان میری زنجیر در ہو گئی

بر آئیں گی عاشق امیدیں سبھی
نظر مہر کی گر ادھر ہو گئی

گو نہیں دل سے ہمنشین بنتی — بے بنائے مگر نہیں بنتی

بات غیروں مین کیون نہ بگڑی گر
دوستی سے وقت واپسین بنتی

خاک اڑاتے جو آپکے وحشی
آسمان کے تلے زمین بنتی

تم گر آتے تو شکوے ہوتے شکر
اور فغان لب پہ آفرین بنتی

عنبرین زلف گر وہ پھیلاتا
میری تربت بھی عنبرین بنتی

ہائے تیرے بناؤ مین تھا بگاڑ
آنکھ لڑتی جو سرمگین بنتی

موت اور زیست کی شب غم مین
جان پر بنتی ہے نہین بنتی

گر کسی سے نہ بنتی غم کیا تھا
میری اور تیری مہ جبین بنتی

آنکھ گر لگ گئی تھی دشمن سے
زلف ہی مار آستین بنتی

چادر اشک چشم گریان سے
آبرو تھی جو آستین بنتی

ہمکو روز جزا ملے گی داد
غیر کی بات ہی نہین بنتی

وہ ہے نازک تو اپنی بھی عاشق
ناتوانی ہے نازنین بنتی

زاید از طرح

ان بتون سے کہین نہین بنتی
ہم نہ مرتے اگر کہین بنتی

سوز الفت سے دل نہ گھبراتا
بن بیٹھے کیسا نہین بنتی

بحث طولانیون مین بنتی ہے
مختصر زلف کی نہین بنتی

گر بگڑتے نہین وہ وصل کی شب
اور بھی جان پر ہمنشین بنتی

دامن دشت بھی جو ملتا تا
تو کبھی تنگی سے آستین بنتی

دشت شوق ان کا گر بستہ لیتا
روز اک تازہ آستین بنتی

اب خرابہ مین بھی خرابہ ہے
رند سے رند کی نہین بنتی

پھر تو اپنا دماغ عرش پہ ہو
وہ کہین غیر سے نہین بنتی

دودِ دل سے ہے آسمان بنتا ‌ ‌ میری مٹی سے ہے زمین بنتی
تیرہ شبہائے تارے میری ‌ ‌ کیا عجب چشم سرمگین بنتی
نقشِ پا سے ترے فلک نے کہا ‌ ‌ کیون ہماری نہین زمین بنتی
خاک ڈالو بتون پہ کعبہ چلو ‌ ‌ عاشق اُن سے اگر نہین بنتی

خوب باتین بگھارتے عاشق
کہ نہین ہے بتان چنین بنتی

نہین آسان نہین آسان تلاشِ دل سہی ملتا ہے ‌ ‌ سُراغِ منزلِ گم گشتگان مشکل سے ملتا ہے
اگر وہ تشنۂ خون تو پیاسا یہ شہادت کا ‌ ‌ لبِ شمشیرِ قاتل بھی لبِ بسمل سے ملتا ہے
طپش ہوتی نہین لیلیٰ دلِ مجنون سے کم ہرگز ‌ ‌ قرار اُسکو مگر کچھ جنبشِ محمل سے ملتا ہے
دلِ عشاق وہان بسمل ہین یہان حیرت سے بسمل ہین ‌ ‌ ہمارا غمکدہ بھی آپکی محفل سے ملتا ہے
یہ میرا دوست ہے ظاہر مین اور دشمن ہے باطن مین ‌ ‌ خواصِ دل بھی کچھ کچھ عادتِ قاتل سے ملتا ہے
صدا تکبیر کی اِسمین ہے اُسمین شورِ کشتن ہے ‌ ‌ ہمارا نالۂ دل نعرۂ قاتل سے ملتا ہے
نصیحت گر سے کہدو ہم اسیرِ دامِ کاکل ہین ‌ ‌ الجھنے مین نہین کیا عاشقِ کامل سے ملتا ہے
سہارا ہے دعاے بے اثر کا زندگی اپنی ‌ ‌ تونگر سے نہین ملتا ہے جو سائل سے ملتا ہے
یہ مانا ہمنے ملتا ہے بہت غیرون سے وہ کافر ‌ ‌ مگر جب ہمسے ملتا ہے کبھی تو دل سے ملتا ہے
تڑپتی ہین ہزارون حسرتین لاکھون تمنائین ‌ ‌ کہ جسدم ایک بسمل دوسرے بسمل سے ملتا ہے
بھٹکتا پھر نہ اے دل چل مدینہ کیطرف سیدھا ‌ ‌ کہ رستہ خلد کا بیشک اسی منزل سے ملتا ہے

ہاے عاشق ہے جو کوئی ملیدا خدا اسکو
وہ بھولے راہ کیون جو مرشدِ کامل سے ملتا ہے

زاہد از طرح

جو بسمل سر بکف ہو کر کبھی قاتل سے ملتا ہے ‌ ‌ گلے سے تیغ ملجاتی ہے خنجر دل سے ملتا ہے

فدا کرتا ہوں جان اپنی جو بوسہ کب لعلی ملتا ہے
ستم ہے بیدلی سے بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے

جگر اس آنکھ پر صدقے ہے دل اس آن پہ قربان ہے
کوئی آنکھوں سے ملتا ہے تو کوئی دل سے ملتا ہے

دُرِ مقصد بھی ہاتھ آئیگا اے دل غوطہ زن ہو کر
کہ بحر اشک اپنا اب لب ساحل سے ملتا ہے

نہیں جاتا وہاں آسان بہت مر کے پہنچو گے
خدا کا راستہ اے اہل دل مشکل سے ملتا ہے

وہ ہے شاہنشہ الفت کسی کی اسکو کیا پروا
گدا سے کوئی جانان کب کسی سائل سے ملتا ہے

غضب ڈھائیگا اب وہ فتنہ گر عاشق نہ آنکھوں میں
سنا جاتا ہے ان روزوں کسی عامل سے ملتا ہے

واہ کیا آہ کی رسائی ہے
تا بہ لب عمر بھر میں آئی ہے

ہجر میں یاد وصل آئی ہے
یاس و امید میں لڑائی ہے

صاف باطن ہو جیسے گر قاتل
ایک ہی ہاتھ میں صفائی ہے

کیوں بتائیں کہ دل ہے یا کیا ہے
ایک بڑی چیز ہم نے پائی ہے

خون حاضر ہے پیلو چارہ گرو
زخم دل کی یہ منہ بھرائی ہے

جو بھلی بات ہے بھلی ہے وہ
اور جو ہے بری برائی ہے

جھوٹی کھائی تو تم کو کھائے گی
تمنے میری قسم جو کھائی ہے

چٹپٹا ہے کباب دل ساقی
کبھی ایسی گزک بھی کھائی ہے

پہنچے وہاں کیا جو بیٹھنا نہ ملا
یہ رسائی بھی نارسائی ہے

عیش جاوید وصل ہے عاشق
بدتر از مرگ اک جدائی ہے

زاید از طرح

شب ہجران جو یاد آئی ہے
تیرگی سارے گھر میں چھائی ہے

بوسۂ خال پر لڑائی ہے
بات تھوڑی سی بہت بڑھائی ہے

ٹھہر اے جان جان خدا کے لئے
ابھی تھوڑی سے رات آئی ہے

سب سے بڑھکر اجل رفیق رہی
ساتھ جائیگی ساتھ آئی ہے

وعدۂ وصل سُنکے اے قاصد
تن بے جان مین جان آئی ہے

تو ہے اور بزم غیر ہے ہر دم
مین ہون اور نوحۂ جدائی ہے

کوئی سمجھائے جا کے مجنون کو
نجد مین خاک کیون اُڑائی ہے

یہان بہت جان سے گئے اور وہ
کہتے ہین تیغ آزمائی سے ہے

سر جھکایا ہے زیر تیغ صنم
ابھی تقدیر آزمائی ہے

آشنا نا شناس ہین سارے
واہ کیا خوب آشنائی ہے

اے بتو بس جفا کی حد نہ رہی
تمکو اللہ کی دُہائی ہے

اب ٹھکانا نہین کہین اپنا
وُہی در اور جبہ سائی ہے

لب پہ توبہ تو دل مین یاد صنم
زاہدون کی یہ پارسائی ہے

غیر سے بے وفائی گر سمجھے
بے وفائی مین باوفائی ہے

جو نہ مرنے دے وہ تری امید
جو نہ جینے دے وہ جدائی ہے

در حضرت پہ ہو کے پہنچے ہو عاشق
واہ جنت کی خوب پائی ہے

کوئی آج مہمان ہوا چاہتا ہے
ابھی کفر ایمان ہوا چاہتا ہے

گل زخم خندان ہوا چاہتا ہے
نمکدان سے پیمان ہوا چاہتا ہے

گلہ گیر ہے ابھی کوئی دم مین ہوگا
کہ دامن گریبان ہوا چاہتا ہے

نکلتا نہین دم ترے ہجر مین کیون
قضا سے پشیمان ہوا چاہتا ہے

وہ دیکھو اسے اٹھتی جوانی کا جوبن
نیا ساز و سامان ہوا چاہتا ہے

شکایت ہوئی شکر جب لب پہ آئی
ہر اِک شکوہ احسان ہوا چاہتا ہے

وہ افسردہ دل ہون مجھے دیکھ کر | پشیمان ارمان ہوا چاہتا ہے
نکلنے نہ دیگی کہین ناتوانی | مرا گھر بھی زندان ہوا چاہتا ہے
کوئی یون تسلی دے مجھکو الٰہی | وہ خواہان کا خواہان ہوا چاہتا ہے
ترا مال ہے یا الٰہی بچانا | وہ ایمان کا خواہان ہوا چاہتا ہے

اسے کیا ہے مشکل کہ عاشق ہے کامل
ترا وصل آسان ہوا چاہتا ہے

زاید از طرح

دل اس بت پہ قربان ہوا چاہتا ہے | پھر اگھر یہ ویران ہوا چاہتا ہے
کوئی رشک سلمان ہوا چاہتا ہے | یہ ایمان وہ ایمان ہوا چاہتا ہے
تصور مین ہین یہان بتان پری رو | مرا گھر پرستان ہوا چاہتا ہے
بنے گا یہ آویزۂ گوش اُنکا | دُر رشک غلطان ہوا چاہتا ہے
ذرا غیر کی شکل و صورت تو دیکھو | یہ حیوان انسان ہوا چاہتا ہے
پڑھے فاتحہ دل نہ پہلو کی کیونکر | کہ ارمان مہمان ہوا چاہتا ہے

تری چتونین کہہ رہی ہین یہ ظالم
کہ عاشق سے پیمان ہوا چاہتا ہے

قسمت مین جیون نہ مرکے وہ نصیب ہے | ہے دل کو لاگ لاکھ طرح کی رقیب سے
سیدھی جو تیوری ہے ہمارے نصیب سے | کچھ روٹھکر وہ آئے ہین بیشک رقیب سے
بندے بیچے نرگس بیمار کی خبر | کس کس کو کھا گئی ہے یہ پوچھو طبیب سے
وہ خود مریض نرگس بیمار یار ہے | امید چارہ ہو کبھی تو کیا ہو طبیب سے
عاشق کے پاس کچھ نہین جز عشق شاعری | باز آئے ہم جناب بس ایسے ادیب سے
محفل مین ترے بار ہو نظارہ کے لئے | ہمکو غرض نہین ہے بعید و قریب سے

سوز دروں کے شعلے سے پنہان ہین سینہ مین
اچھا نہین مرض کا چھپانا طبیب سے

ہم غیر غیر کرتے تھے دل کی خبر نہ تھی
دشمن یہ دیکھنے نکل آیا قریب سے

پژمردگی سے باغ جہان مین ہین ہم خموش
شکوہ نہ گل سے ہے نہ گلہ عندلیب سے

پارینہ یار بھی ہمین پہچانتے نہین
نا آشنا ہوئے ہین کچھ ایسے نصیب سے

رونا رقیب کا ہے ہمین کیون شکیبا نہین
ہے ہے حبیب کی نہین بنتی حبیب سے

صد شکر ہے کہ گردن قاتل مین خم پڑا
یکسان ملیگا جھک کے امیر و غریب سے

چرچا ہے میرے نالون کا یون بام چرخ تک
کسکی صدائے درد یہ آئی قریب سے

بیمار عشق غیر ہے وہ غیرت مسیح
اللہ ہی بچائے بس ایسے طبیب سے

ریش دراز شیخ کی صافی بنائینگے
کاڑھی چھنے گی آج ہماری رقیب سے

کل ہمنے شیخ جی کو بھی دیکھا ہے [illegible]
ظاہر مین یہ دکھائی دیے تھے غریب سے

ہے پاس غیر انکو تو پھر کیون بری نہین
عاشق وہ بات کرنے لگے کیون غریب سے

زاد از طرح

کونین سے غرض نہ عزیز و قریب سے
اللہ سے غرض ہے اور اسکے حبیب سے

وہ حال زار تھا ترے بیمار غم کا شب
یعنی ہوئی نصیب کروٹ نصیب سے

تمنے شب فراق کے نالے سنے نہین
ٹکرائے ہو چرخ جنکی صدائے مہیب سے

کیون آئین میرے پاس بلائین وہ کیون مجھے
ربط انکو رکھنا بھی ہو شریف و نجیب سے

تاثیر اُسکے نغمہ مین اپنے کلام مین
عاشق مناسبت ہے ہمین عندلیب سے

برق کی مانند آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
شکل سایہ دبکے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

نیم بسمل چھوڑ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
قتل کرکے مسکرانا کوئی تمسے سیکھ جائے

نیمجانی مین جو غش آجائے تو ٹھکراؤ تم
خواب غفلت سے جگانا کوئی تمسے سیکھ جائے

دل مقابل کرکے میرے زخم کھانے دیکھ لے
ترچھی نظرون کا ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے

مفت کھوتا دل گنوانا کوئی مجھسے سیکھ لے
اسکو مٹی مین ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے

بیکسی و ناتوانی کوئی میری دیکھ جائے
رات کو چھپ چھپ کے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

تیری یکتائی جو پوچھے کوئی مجھسے پوچھ لے
ہر رگ و پے مین سمانا کوئی تمسے سیکھ جائے

عمر گذری راہ تکتے پر نہ آئے تم کبھی
ہجر کی شب کا بڑھانا کوئی تمسے سیکھ جائے

دل کمند زلف سے پہونچا جب انکی بزم مین
ہوکے رہزن بن کے آنا کوئی تمسے سیکھ جائے

عاشقی کے فن مین امی عاشق بڑے استاد ہو
ہو سیان نادان کہ دانا کوئی تمسے سیکھ جائے

حضرت دل بت کو لا سر پر لگا لاتے ہو تم
راہ پر گھر کو لانا کوئی تمسے سیکھ جائے

پیچ عیاری کے یہ لیلی و شیرین مین نہ تھے
تم ہو یکتائے زمانا کوئی تمسے سیکھ جائے

یہ پھڑک چتون کی یہ انداز اور یہ بانکپن
بھاو غمزہ کا بتانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ایسے حال زار پر بھی رحمیان سفاکیان
یون تڑپتے چھوڑ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ابر نیسان پر پڑی برق تبسم آپکی
اور روتے کو رولانا کوئی تمسے سیکھ جائے

خواب مین بھی غیر کو ہمراہ اپنے لائے تم
ہنستی صورت کو رولانا کوئی تمسے سیکھ جائے

گردش چشم سیہ سے چرخ کو چکرا دیا
راست کجرو کا بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

اشک سوزان میرے عاشق دیکھکر کہتے ہین
آگ پانی مین لگانا کوئی تمسے سیکھ جائے

زائد از طرح

جھوٹ سچ باتین بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے
اپنے بچھون کو لڑانا کوئی تمسے سیکھ جائے

چاہ غبغب کا جھنکانا کوئی تمسے سیکھ جائے
اپنے یوسف کا ستانا کوئی تمسے سیکھ جائے

زلف کو رخسار سے اپنے ہٹا دیتے ہو تم
تیرہ شب کا دن بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

مجکو دشمن سے بھڑانا آپ ہی کا کام ہے
شیر سے بکری لڑانا کوئی تمسے سیکھ جائے
خون پینا رنج سہنا کوئی مجھسے سیکھ لے
دل تجھے کیوں جلانا کوئی تمسے سیکھ جائے
تیرے بچپن کا زمانا کوئی مجھسے پوچھ لے
پچھلی باتوں کا بھلانا کوئی تمسے سیکھ جائے

باتیں ایمان کی کوئی سیکھے تو عاشق سے ہو لے
فیلسوفی کا سکھانا کوئی تمسے سیکھ جائے

عالم میں اپنے عشق کا چرچا ہی اور ہے
گلگشت باغ اور ہے جنت کی سیر اور
صورت سوال جان کے کہتے ہیں تجکو ور
عاشق کو یہ برا کہے زاہد کو وہ برا
شوخی میں غمزہ غمزہ میں صدہا شرارتیں
ہم تھک گئے پہ راہ عدم طے نہیں ہوئی
وہ غیر کے چھپنے سے بھی گھر میں نہیں چھپے
ایسا سڈول انکو بنایا ہے ناز نے
ثانی تمھارا ہمنے نہ پایا جہان میں
مرتا ہوں آپ پہ نہیں آتی اجل مری
ظاہر میں گو ہے عشق مجازی ہمیں مگر
تم کہنے پر اٹھے ہیں ہزار دن ہجر کو گیا
ناز و نیاز غیر کی پروا کسے یہاں
دیکھا تھا آپنے جو - وہ خون ہو گیا
تنہائی میں کیا تھا جو وعدہ ہی اور تھا

ہم جس جہان میں ہیں وہ دنیا ہی اور ہے
ہر داغ دل کا اپنے تماشا ہی اور ہے
ہم جانتے ہیں تیری تمنا ہی اور ہے
ہو رد بری ہیں واہ یہ جھگڑا ہی اور ہے
اور چشم فتنہ زا کا اشارا ہی اور ہے
جتنا چلے ہیں فاصلا اتنا ہی اور ہے
ریگ رواں کی طرح یہ دھوکا ہی اور ہے
ہر یوں تن کا تو دل ہے پہ سراپا ہی اور ہے
ہمراز لیکن آپکا ایسا ہی اور ہے
سب جھگڑوں سے نرالا یہ جھگڑا ہی اور ہے
دل کی نہ پوچھیے کہ تمنا ہی اور ہے
ٹھکرائے جو نہیں وہ مسیحا ہی اور ہے
ہم جسکو مول لین گے وہ سودا ہی اور ہے
کایا پلٹ ہوا یہ کلیجا ہی اور ہے
جسکے گواہ تم ہو وہ دعوا ہی اور ہے

چسکی کی چاٹ شیخ کو عاشق بری پڑی

بھکا ہوا ہے اسکا ارادا ہی اور ہے

زاہدا از طرح

سودائی جسکے ہم ہین وہ سودائی اور ہے
دل بیچ کر کچھ اب کے خریدا ہی اور ہے

تسبیح کے امام کو جسکی خبر نہین
زاہد کے سبنے ملنے کا رستا ہی اور ہے

انداز و ناز اور حسینون مین بھی سہی
نامِ خدا پر آپکا نقشا ہی اور ہے

دیکھے کوئی کہ شیخ کی پگڑی کدہر گئی
بزمِ بتان مین آج تماشا ہی اور ہے

بھینی ہوا ہے ابر ہے بجلی ہے باغ ہے
جسکا سبب ہے چشم یار کا ایما ہی اور ہے

بسمل تو لوٹتے تھے پہ دل کی طپش سے آج
خنجر تڑپ رہے ہین تماشا ہی اور ہے

مرتا ہون ایسے بت پہ کہ عاشق پہ ہے فدا
یہ قدرتِ خدا کا تماشا ہی اور ہے

ہجومِ یاس حسرت وہ نہین ہے
بُری پہلی سی قسمت وہ نہین ہے

تمھاری گر طبیعت وہ نہین ہے
سُنو اپنی بھی سیرت وہ نہین ہے

مٹاؤ جتنا جی چاہے مٹاؤ
بگڑ جائے یہ صورت وہ نہین ہے

تمھاری کیا ہوئین پہلی سی باتین
عداوت یا محبت وہ نہین ہے

نہین ہے خواہشِ درمان نہین اب
طبیبو یہ طبیعت وہ نہین ہے

پئے مے کی عوض آب بقا کو
پھسل جائے یہ نیت وہ نہین ہے

اُٹھی پھر بہار آئی چمن میں
نہین وحشت سے وحشت وہ نہین ہے

تھی نحوست سے نحوست دمِ مرگ
نشان ہو میری تربت وہ نہین ہے

عدو کو میرا کھٹکا ہے سکو اُسکا
جسے کہتے ہین راحت وہ نہین ہے

دمِ مرگ اُسنے سینے پر دھرا ہاتھ
یہ کہکر درد فرقت وہ نہین ہے

غنیمت سمجھو اُسکی یاد عاشق

جو گذرے دم غنیمت وہ نہین ہے

زائد از طرح

ہمین اب جوشِ وحشت وہ نہین ہے / غمِ دل کی شکایت وہ نہین ہے

نہ کم ہو جب تلک الفت عدو سے / ملو تم پر مسرت وہ نہین ہے

ہزارون لوٹتے ہین اُنکا جوبن / جو گھٹ جائے یہ دولت وہ نہین ہے

نہ ٹوٹے رشتۂ عمر مصیبت / مگر ٹوٹے یہ ہمت وہ نہین ہے

بگڑتے ہو جو اک بات پر تم / سنو جائے یہ سیرت وہ نہین ہے

عدو کے گھر وہ سوئے بنکے تقدیر / کہون گر خواب غفلت وہ نہین ہے

گلِ رخسار سے کیا گل کو نسبت / اگر رنگت ہو نکہت وہ نہین ہے

کن انکھیون سے کبھی ہین دیکھ لیتے / زہے قسمت کہ نفرت وہ نہین ہے

گل و صہبا و سبزہ ہیچ ہین سب / کرین کیا خاک عشرت وہ نہین ہے

گھٹی عمر اور بڑھی حسرت غضب ہے / جو پہلے تھی قناعت وہ نہین ہے

دل و جان چشمِ غارتگر نے لوٹے / رہی حسرت غنیمت وہ نہین ہے

بدلتا ہے زمانہ رنگ عاشق

جو تھی کل آج صورت وہ نہین ہے

خوشی کرے کوئی کیونکر قضا کے آنیکی / ہے یاس جاکے دلِ مبتلا کے آنے کی

ابھی تو عمر نہین ہے حیا کے آنے کی / عجیب خو ہے تمہاری بلا کے آنے کی

سکھائی جسنے فلک کو بھی کجروی ہمدم / وہ ٹیڑھی چال ہے اُس کجادا کے آنے کی

تمام غنچہ و گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے / خوشی ہوئی یہ تیرے مسکرا کے آنے کی

خیالِ کاکلِ جانان کی آمد آمد ہے / شبِ فراق ہو جیسے بلا کے آنے کی

لیکے خون سے تلوے رنگے ہین مقتل مین / اُڑائی آپنے رنگِ حنا کے آنے کی

یہ کون کہتا ہے بزمِ عدو مین آپ رہے
نرالی طرز ہے تیوری چڑھا کے آنیکی

بڑھے نہ شوقِ قدمبوس کیونکہ محشر مین
کہ ہے اُمید رسولِ خدا کے آنے کی

سُنگھائی ہے مجھے عطرِ بہار کی خوشبو
نسیم لائی خبر دلربا کے آنے کی

گھڑی قضا کی بھی اے ہمنشین معین ہے
ستم ہے حد نہین اُس بیوفا کے آنیکی

پیام لیکے گیا جو جواب یہ لایا
خبر ہے گرم دل مبتلا کے آنے کی

جو آؤ تم تو رہے منتظر لبون پر جان
وگرنہ راہ نہ دیکھے قضا کے آنے کی

اُمیدوار کیا کتنے جلد وعدہ پر
قسم بھی کھائی تو روزِ جزا کے آنیکی

بگڑ نہ جائے کہین خون سے دمِ خنجر
گئے جب آپ تو ہے یاس جا کے آنے کی

قیام مستقل اچھا بھرین نہ ڈانوانڈول
خوشی نہ کیونکہ ہو دارِ فنا کے آنے کی

تمھین کبھی چھیڑین گے ہم بھی ہین چھیڑ کے عاشق
نکالو چھیڑ نہ اب تم حیا کے آنے کی

زاید از طرح

یہ آرزو ہے کہ پوچھون تری کمر کا حال
گھڑی ملے جو دلِ مبتلا کے آنے کی

پئین گے بادہ نہ ہم شیخ جی مگر یہ کیا
خبر ملی ترے جھکی چڑھا کے آنے کی

لگا کے ہاتھ مین مہندی ہے آرزو انکو
صدائے طائرِ رنگِ حنا کے آنے کی

یہ جانتے ہین تمھین جھڑکیان ملین عاشق
بُری ہوئی ہے یہ عادت سدا کے آنے کی

ہمتو وفا کرین گے وہ چاہے جفا کرے
دشمن ہمارا ہوتا ہے عالم ہوا کرے

وعدہ ہو مجھسے اور عدو سے وفا کرے — جب بس نہ چل سکے تو کوئی اسکا کیا کرے

ورد زبان عاشق بیخود رہے درود — ہر دم خدا خدا کرے ایسا خدا کرے

مجھکو دیئے فریب کچھ اسکا نہین ہے غم — لیکن یہ لطف ہے کہ عدو سے دغا کرے

خاصیت اپنی عمر کی اور اُسکی ایک ہے — گر یہ بھی با وفا ہو تو وہ بھی وفا کرے

ہرگز نہ ہاتھ غیر کے آئے گی آرزو — ہان میری آرزو کی مگر التجا کرے

مشتاق قتل کہتا ہے قاتل سے ہر گھڑی — خنجر تمھارے ہاتھ مین ہر دم ہوا کرے

وصل صنم نصیب ہو یا موت ہو قریب — لازم ہے اپنے دل کو یہی اب دعا کرے

کیون جیسی جیسی تو نے وفادار بنکے چرخ — ایسی تو سختیان نہ کوئی بیوفا کرے

پھرتے ہین اس امید مین کہدین کے شبکی بات — گر کچھ اشارہ آنکھ سے وہ بت ذرا کرے

چیتون لڑا کے دم مین جو دم کو نکال لے — لو تم بتا دو ایسے کا پھر کوئی کیا کرے

کیون ہم نہ کہتے تھے تمھین دشمن اُڑائین گے — روکے ہے جو نہ مانے کوئی اُسکا کیا کرے

شامل گر امتحان مین کرلے عدو کو بھی — ہے عید پھر تو روز ستم وہ نیا کرے

بسمل وہ جسکے حال پہ قاتل کو رحم آئے — کشتہ وہ ہے جسے لب خنجر دعا کرے

عاشق وہی دلاتا ہے دیتا بھی ہے وہی
مقدور اور کسکو جو دولت عطا کرے

زاید از طرح

کوئے صنم مین کہتا تھا عاشق بھلا کرے — بوسہ کوئی ملے تو یہ دل سے دعا کرے

کہیئے وفا کو اُس سے تو اُلٹی جفا کرے — ایسے ستم شعار سے کون التجا کرے

مرنا قبول روز ستم وہ نیا کرے — لیکن نگاہ لطف کبھی گاہے ہوا کرے

عالی وہ بارگاہ ہے فخر رسل تری — شاہی کی کب ہوس ترے در کا گدا کرے

مژگان چشم شوق سے جاروب کش رہون — دربانی گر خدا ترے در کی عطا کرے

گلشن مین آج پھول ہین فصل بہار کے — بلبل نکیونکہ نوحۂ غم کی صدا کرے

تن سر سے گر جدا کرے کوئی تو غم نہین — لیکن نہ میرے دوست کو مجھسے جدا کرے

دو پیالیون مین ہوگا مصحب اسکا محتسب — یہ رند بادہ کش اسے رشوت دیا کرے

عاشق فسانہ سننے کا گر شوق ہے اُسے
کہدو ہمارا قصۂ فرقت سنا کرے

جو کوئی ہنستے پر روتا ہے بہت فہمیدہ ہے — روتے پر ہنستا ہے جو کب وہ زمانہ دیدہ ہے

دلمین رکھا تھا دبا کر تا نہ چونکے رشک غیر — سوتے فتنے کیون نہ جاگین بخت ہی خوابیدہ ہے

لاغری کی حد نہین ڈھونڈا نہین ملتا کہین — آپکی گویا کمر میرا تن کاہیدہ ہے

حق کو حق اور ما سوا کو خلق جانے جو کوئی — حق یہ ہے وہ بندۂ فہمیدہ و سنجیدہ ہے

ہاتھ کی مچھلی سے ساری مچھلیان ہین بیقرار — برلب دریا وہ آیا جو حنا مالیدہ ہے

تم تلو پھولون مین پر ہے خار کا کھٹکا مجھے — اختلاط غیر کیون وہ مرد نا سنجیدہ ہے

زلف مین پھنسنے کا مطلب دل سمجھ سکتا نہین — فقرہ فقرہ ہر گرہ کا معنی پیچیدہ ہے

سوز ہجران سے جلے قاتل ترے تیرون کے پر — مین نہ کہتا تھا کہ پہلو مین دل تفتیدہ ہے

کب لگدکوب حوادث سے ہے عاشق کو نجات — پائمالی سے پئے وہ سبزہ سان روئیدہ ہے

کون ہے وہ تو ہی تو ہے تیری وحدت کی قسم — ایک عالم جسپہ مفتون اک جہان گرویدہ ہے

جان سے بیزار دل اور دل سے جان بیزار ہے — تو ہوا آزردہ تو ہر یک بہم رنجیدہ ہے

ناتوانی تہہ کی ہے سوز ہجران ہے غضب
حال عاشق کچھ نہ پوچھو موئے آتش دیدہ ہے

زاہد از طرح

کاکل پیچیدہ جانان مین دل پیچیدہ ہے ۔ جیسا ہے معشوق پیچیدہ ویسا ہی دل پیچیدہ ہے

کوئی گل چیدہ ہے کوئی خار حسرت چیدہ ہے ۔ کوئی دلبر دیدہ ہے کوئی سمندر دیدہ ہے

بادۂ خون جگر کے واسطے ہے جان کباب ۔ مے سے ہے ایسی اور گزک کا پیالہ دل تفتیدہ ہے

شعلہ ہائے آتش ہجران سے ہمکو خوف کیا ۔ چشم دریا بار مین طوفان رشک دیدہ ہے

ہے ہلال چرخ اک اور ابروئین یہان دو ہلال ۔ ایک مصرع ہے یہ کیسا دوسرا چسپیدہ ہے

غیر کے کہنے سے عاشق کو ملایا خاک مین
اب ستم کس پر کرے مجبور ہے رنجیدہ ہے

تمنا کامیاب آئے نہ آئے ۔ مرے خط کا جواب آئے نہ آئے

تصور مین ہے انکا ہاتھ دل پر ۔ اب اس مضطر کو تاب آئے نہ آئے

شب مہ کا کیا اقرار لیکن ۔ وہ ہوکر بے حجاب آئے نہ آئے

گئی ہے بنکے قاصد ناتوانی ۔ اجل اب ہمرکاب آئے نہ آئے

بہت ہے مختصر اعمال نامہ ۔ مزا اس مین حساب آئے نہ آئے

یہ کہتے ہین پس چلمن وہ مجھسے ۔ تجھے جلوے کی تاب آئے نہ آئے

نہ اٹھین گے اسے گر دیکھ لین گے ۔ ہمین پھر ایسا خواب آئے نہ آئے

مے وحدت سمجھکر پی لے زاہد ۔ کہ پھر دور شراب آئے نہ آئے

کسی کی زلف پیچان سے نکل کر ۔ دل خانہ خراب آئے نہ آئے

نہ عشق مصحف رخ چھوڑ عاشق
کہ ہاتھ ایسی کتاب آئے نہ آئے

زاہد از طرح

وہ رشک ماہتاب آئے نہ آئے ۔ مجھے مرقد مین خواب آئے نہ آئے

یہ کہنا شرم اُس پردہ نشین سے
اگر وہ بے حجاب آئے نہ آئے

حساب حشر مین پیش محاسب
گناہ بے حساب آئے نہ آئے

سوالِ وصل پیچیدہ ہے قاصد
اُنھین شاید جواب آئے نہ آئے

سنو کیون واعظون کی بادہ خوارو
کہ پھر پھر کر شباب آئے نہ آئے

کسی کا کیا اجارہ کہتے ہین وہ
خوشی اپنی جناب آئے نہ آئے

قیامت کو مجھے مختار کرنا
تمھین شاید جواب آئے نہ آئے

وہ خود عاشق کو اپنے چھانٹ لینگے
کسی کو انتخاب آئے نہ آئے

کیون کہون تجھکو کہون غیر کو قاتل ہو وہی
ہان تو تھا حشر مین کمبخت مقابل ہے وہی

دل نہ گھبرا نکیا شرم سے گو وعدۂ وصل
اُنکی چتون کے اشارے سے تو حاصل ہے وہی

آبلہ سا نظر آتا ہے جو ساغر پہ تمھین
ہجر کی رات جلا تھا یہ مرا دل ہے وہی

ہے محبت کا تقاضا کہ ترا نام نہ لون
مین تو دشمن کو بتا دونگا کہ قاتل ہے وہی

ہو جہان بلبل دل سوختہ ہے وہ گلشن
جل گئے پروانے جہان خاک مین محفل ہے وہی

اُنکے دربان سے جا کر یہ کہونگا ہمدم
جس نے تھا قتل کا اقرار یہ سائل ہے وہی

ہم نہ کہتے تھے کہ یہ خوب کریگا بدنام
غیر کے لب پہ ترا شکوہ باطل ہے وہی

کل جو کروٹ بھی نہ لیتا تھا یہ وہ کشتہ ہے
کل بُری طرح تڑپتا تھا یہ بسمل ہے وہی

گردشِ چرخ نے اک دم مین دیا رنگ بدل
نہ وہ ساقی ہے نہ صہبا ہے نہ محفل ہے وہی

مشکلین اور تو کیون آئین مگر بار خدا
وصل کی ایک جو مشکل تھی سو مشکل ہے وہی

اک نہ ہونے سے ترے لطف نہین صحبت کا
ساغر و جام وہی ساقی و محفل ہے وہی

شکر ہے یاد ہے میری بھی کہ شب کو تمنے
ذکر پہ میرے کہا قتل کے قابل ہے وہی

تیرے تیرون سے جو بسمل تھا وہی زخمی ہے
ہمنے بدلا نہین یہ صاحب من دل ہے وہی

الله الحمد کہ سامانِ طرب سب ہونگے
موسمِ گل کی طرح شورشِ دل ہے وہی

دیکھ لینا کہ پہونچتے ہین ابھی ای زاہد
جسکو کہتے ہین عدم سامنے منزل ہے وہی

نہ بلا خاکمین دل کو مرے برباد نہ کر
ہے یکین جسمین ترانا نہ یہ منزل ہے وہی

مشکلین یون تو ترے عشق مین لاکھون جھیلین
سہل سمجھے تھے جسے اب ہمین مشکل ہے وہی

کوچہ گردی مین بہت قیس ہا ہے عاشق
راہ سے جو نہ بھٹکتا پھرے کامل ہے وہی

زاہد از طرح

میرے مرنیکا ہو گیا غم انھین حاصل ہے وہی
وہی صہبا ہے وہی غیر ہین محفل ہے وہی

نظر قہر سے مر جاؤن جیون ٹھوکر سے
جو مسیحا ہے مرے واسطے قاتل ہے وہی

دل نہ ہوگا نہ سہی پر شبِ غم مین جو تھی
اک گرانبار سی پہلو مین مرے سل ہے وہی

تیرے دربان کی ہرگز نہ سُنے گا عاشق
جو ہٹائے نہ ہٹا جان لو سائل ہے وہی

یہی بہتر کہ دوسرا نہ سُنے
حالِ بیکس بجز خدا نہ سُنے

ہاتھ کانون پہ اسکے رہتا ہے
ذکرِ عاشق کبھی سُنا نہ سُنے

میرے نالے رسا ہین گردون تک
نہ سُنین آپ اور زمانہ سُنے

اسکو دشمن کی بات بھاتی ہے
مین کہون کچھ تو بے وفا نہ سُنے

شبِ فرقت مین کیون قضا آئی
ہون خجل یار کی ادا نہ سُنے

راز دل پھر چھپا رہے کیونکر
کان مین جب وہ مدعا نہ سُنے

کوئی آ دیکھے اسکی محفل مین
ہم بھی دیکھین کہ نا روا نہ سُنے

نامہ بر کچھ نہ کچھ کہے جانا
تیری سُن لے وہ شوخ یا نہ سُنے

غیر سے گر چھپا لیا تو کیا
راز وہ ہے کہ آشنا نہ سُنے

سب بچ گئے ہین ساتھی دنیا مین — کوئی بگڑی کا ماجرا نہ سنے
مدعا ہے یہ میرا آہِ سحر — مدعی کا وہ مدعا نہ سنے
ضبط غم پر نہین ہے دل کو قرار — گر کہون وہ پری لقا نہ سنے
کیا سنے مجھ سے ناتوان کی فغان — غنچہ کھلنے کی جو صدا نہ سنے
ہے زبان وہ کہ نام لے تیرا — کان وہ جو ترے سوا نہ سنے

درد میرا وہ کیا سنے عاشق
جو بھلی بات بھی بھلا نہ سنے

زاید از طرح

ظلم ہے گر وہ بے وفا نہ سنے — جائے کیون وہان جو ناروا نہ سنے
لاکھ پردون مین گر کہے کوئی — پر یہ ممکن نہین خدا نہ سنے
کانون مین بھی یہ پردہ حائل ہے — ایک کا راز دوسرا نہ سنے
وہ بھی دل مین ہے راز بھی دل مین — کب یہ ممکن کہ دوسرا نہ سنے

حالِ دل اُس سے کیا کہین عاشق
جو کہ دکھ درد کی ذرا نہ سنے

عالم مین روشنی ہے مرے دل کے داغ سے — جلتا ہے آفتاب بھی اس شب چراغ سے
خوشبو کچھ آ رہی ہے ہمارے دماغ سے — ہین دل مین یاد زلف سے ہم باغ باغ سے
جیسے مزے اڑائے ہین اس دل کے داغ سے — دشمن کو کب ملینگے جو ڈھونڈے چراغ سے
آئی نسیم صبح مہک کر جو باغ سے — کیا ان کے آئی ہے کسی نازک دماغ سے
پیتے ہین خون دل شب غم مین جو ہمنشین — لیتے ہین کام جام کا سر کے ایاغ سے
موئے سپید ہین جو نشانِ رہِ عدم — منزل پہ جائے گا یہ مسافر سراغ سے
اٹھ بیٹھ کر پہونچ تو گئے کوئی یار تک — آگے نصیب گذرے نہ گذرے فراغ سے

چھالے بھی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے لہو
گلنار اپنے تلوے ہین خاران راغ سے

اس طرح اسکی زلف سے وابستہ ہے یہ دل
جسطرح روح کو ہو تعلق دماغ سے

کچھ لعل بنگئے ہین زمین مین تو کچھ گہر
قطرات مے چھلک کے گرے جو ایاغ سے

اے باغبان تجھپہ بھی بجلی گرے کہین
بلبل کا آشیانہ اجاڑا ہے باغ سے

وہ شب کو منفعل ہے یہ ہر وقت مشتعل
نسبت کہان ہے مہر کو دل کے چراغ سے

دیکھین گے تم نہ آوگے ہم ہین یہان تو
نچ نچ کے چلتے ہو جو ہمارے سراغ سے

اسوقت غیر آئے تو کیا خوب سیر ہو
وہ منہ بنائے بیٹھے ہین کچھ بد دماغ سے

عاشق یہ رشک ماہ ہے وہ رشک مہر ہے
داغ جگر مین تاب بڑہی دل کے داغ سے

زاید از طرح

عنقا کو کیا مناسبت اس تیرہ زاغ سے
نسبت ہے داغ مہر کو کوکب کو داغ سے

صیاد بد دماغ سے کب آشیان بچا
دو دن بھی عندلیب نہ بیٹھی فراغ سے

دو چار پیالیون کا روادار جو نہ ہو
باز آئیے ہم تو زاہد یا بس دماغ سے

محفل ہے ناؤنوش کی افلاک پر بھی گرم
انجم نہین چمک ہے وفور ایاغ سے

اے آرمیدگان زمین غم سے چھٹ گئے
پھیلائے پانو لیٹے ہو کیسے فراغ سے

عاشق ڈرو خدا سے بتون سے حذر کرو
یاد خدا کرو کہین بیٹھو فراغ سے

ہے چشمہائے اشک سے نشو و نمائے گل
اور روشنی جہان مین ہے عاشق کے داغ سے

ہچکیان لے لیکے توڑین دم تمھاری سامنے
تم نہ دیکھو ہائے تڑپین ہم تمھارے سامنے

ہمکو مرنیکا نہین کچھ غم تمھارے سامنے
غم سے چھوٹین مرسکین گر ہم تمھاری سامنے

ساتھ ہو جب غیر کیا تسکین دل مضطر کو ہو
غم نہین ہوتا مری جان کم تمھارے سامنے

واہ کیا جوبن ہے کیا انداز ہے کیا ناز ہے ‏ / بن گیا حیرت زدہ عالم تمہارے سامنے

ایک ہنگامہ بپا ہو نوحہ گر ہو ساتھ ساتھ ‏ / ہم کرینگے دل کا یون ماتم تمہارے سامنے

ہم تمہارے تم ہمارے پھر نہین سنتے تو کیون ‏ / مجھکو دین تکلیف درد و غم تمہارے سامنے

تنگ آئے ہین عدو سے وہ نہین یا ہم نہین ‏ / صاف کہدیتی ہین حیا ہم تمہارے سامنے

تم وہ معنی قدم ہو - تم ہو وہ نورِ قدیم ‏ / ہے ظہور حضرتِ آدم تمہارے سامنے

کب فزون بازیچۂ اطفال سے ایجان ہوئے ‏ / معجزات عیسیٰ مریم تمہارے سامنے

قہقہہ مین سب اڑا دیتے ہو تم شرم و حیا ‏ / کوئی محرم ہو کہ نا محرم تمہارے سامنے

ہے ہمارا دل یہی اچھی طرح پہچان لو ‏ / آئینہ رہتا ہے جو ہر دم تمہارے سامنے

ہے گذرتی کسطرح عاشق علی روزِ ہجر مین
مین بھی کیا کہدیگا اک عالم تمہارے سامنے

زائد از طرح

گالیان کیسی مزے لے لیکے کھاتا ہے رقیب ‏ / رشک سے ہم کیون نہ کھائین سم تمہارے سامنے

غیر اوچھا تھا بگاڑی چال تمنے سر چڑھا ‏ / بے ادب رکھتا ہے کیا دم خم تمہارے سامنے

ہچکیان لیتا ہے تا نکلے نہ دم مے کے لئے ‏ / کیا چرا لیتا ہے شیشہ دم تمہارے سامنے

قبضہ مین ہین سیکڑون ساغر دل عشاق کے ‏ / ہے صنم کیا چیز جام جم تمہارے سامنے

نور ایسا جلوہ ایسا تاب ایسی ہے کہان ‏ / مہر و مہ دونون ہین مدہم تمہارے سامنے

دیگر

شہرۂ عالم مری انکی محبت ہو چکی ‏ / جو کہ ہونی تھی بری اچھی وہ شہرت ہو چکی

غیر سے ملکر تمہاری زیب و زینت ہو چکی ‏ / تھی جو پہلی آپکی صورت وہ صورت ہو چکی

وصل کی شب ہے ہنسو بولو کھلو کھیلو صنم ‏ / پچھلے شکوے ہو چکے پچھلی شکایت ہو چکی

رات کی صحبت کا لا حاصل ہے دن مین تذکرہ ‏ / تھی وہ عزت پاکر ذلت بیمروت ہو چکی

ہمتو سنتے تھی قیامت ایک ہے لیکن یہ کیا
ہر ادا پر اُسکے ختم ایک اک قیامت ہو چکی

خنجر قاتل کے آگے سر جھکا سکتا نہین
غیر کو اکثر ندامت پر ندامت ہو چکی

کچھ نہین دیکھا جو کچھ دیکھا خیال خواب تھا
آنکھ کھلتے ہی جو دیکھا تو قیامت ہو چکی

رنج پر رنج اور غم پر غم ہزارون ہو چکے
ہو چکی جو کچھ کہ ہونی تھی مصیبت ہو چکی

حال میرا اُنکا پچھلا ہمنفس ہو کیا بیان
لطف کیا کیا ہو چکا کیا کیا عنایت ہو چکی

برق ہے سیماب ہے یا شعلۂ جوالہ ہے
ہمکو اس دل کے سبب تسکین و راحت ہو چکی

ناتوانی کا بھلا ہو زور وحشت گھٹ گیا
ہو چکی جانے دو گر وہ تاب طاقت ہو چکی

خال و عارض کا نہ سمجھے زلف و لب کا بھیجیے
چار بوسون پر ہزارون بار حجت ہو چکی

انکو سمجھانے گئے تھے کیا سمجھ کا پھیر تھا
خود فضیحت ہو گئی ناصح نصیحت ہو چکی

وصل کی شبہاے کیسی ہو گئی ہے مختصر
دو ہی باتون مین سحر حضرت سلامت ہو چکی

پہلے جلسے اب کہان ہین اب کہان عیش و وصال
اب وہ جھگمٹ ہو چکا ہمدم وہ صحبت ہو چکی

حضرت ناصح خود اُنپر ہو گئے عاشق تو پھر
میری اُنکی عمر بھر صاحب سلامت ہو چکی

زائد از طرح

بڑھتے بڑھتے غیر کی الفت بنی دیوار رنج
تھی کدورت کی یہی غایت سو غایت ہو چکی

اُسکے قطرات جبین کو غیر نے پوچھا تو اب
چشم دریا بار کو رونے سے فرصت ہو چکی

دیگر

شرکت غیر نہو جسمین خیال اچھا ہے
جسکے پہلو مین نہو ہجر و وصال اچھا ہے

یہ ترے تیر کے پیکان مین کمال اچھا ہے
دلمین چبھتا ہے مگر دل کا بھی حال اچھا ہے

حسن دلدار کے بازار مین مال اچھا ہے
اُنکے سائل کا یہ انداز سوال اچھا ہے

کیون بھٹکتے پھرین منت کش ناکس کی کرین
بارگاہ صمدی مین ہو سوال اچھا ہے

رہنما عشقِ حقیقی کا بھی ہے ناصح
چھوڑیں کیوں عشقِ مجازی کہ مآل اچھا ہے

ہم تو ارمان ہی ساتھ اپنے لیے جائینگے
تمنے پوچھا کہ بُرا یا ترا احوال اچھا ہے

بعد جس رنج کے راحت ہو نہیں ہے وہ رنج
جسکی مٹ جائے کدورت تو وہ ملال اچھا ہے

مانگتا ہوں جو حسینوں سے وہی ملتا ہے
وہ گدا ہوں کہ مرا طرزِ سوال اچھا ہے

بینے چہرہ کو جو تاکا تو جوانی نے کہا
دیکھ اُٹھتے ہوئے جوبن کا یہ مال اچھا ہے

آبِ گِل میں مے گلرنگ کا ڈالا ہے خمیر
جامِ خورشید سے یہ جامِ سفال اچھا ہے

پوچھا عاشق نے مزاج آپکا کیسا ہے جناب
پھیر کر منہ یہ کہا ناز سے حال اچھا ہے

پر نکل آنے سے لیگا یہ عدم کا رستہ
طائرِ روح مرا بے پر و بال اچھا ہے

قد موزوں سے جو نسبت ہے تو بندھا ہی سدا
سرو بے بار کو کہتے ہیں نہال اچھا ہے

اس شرارت کو تو دیکھو کہ دمِ نزع وہ شوخ
ہنس کے کہتا ہے کہ پہلے سے تو حال اچھا ہے

مانگتا ہے کبھی تجھسے تو تجھی کو عاشق
سارے عالم سے یہ اندازِ سوال اچھا ہے

خلد میں تیرے عوض ہوں نہ کبھی طالبِ حور
اُس سے سو درجہ صنم تیرا جمال اچھا ہے

گو دمِ نزع ہوئی ہے بُری حالت میری
اب بھی آجائیں اگر آپ تو حال اچھا ہے

ہم درِ بتکدہ سے جاتے ہیں کعبہ کی طرف
دلِ گمراہ سمجھ لے یہ خیال اچھا ہے

شوقِ تازہ کے مزے لیتے ہیں عاشق معشوق
وصل سے پہلے اگر ہو تو ملال اچھا ہے

تیری فرقت میں تصور سے مزے لیتا ہوں
دل ہے خوش اس سے تو یہ رنج و ملال اچھا ہے

کاسۂ سر لئے جاتا ہوں ترے کوچہ میں
جو نرالا ہو زمانے سے سوال اچھا ہے

سونگھ کر دل کو پلٹ جاتی ہے ناگن کیطرح
عاشق اُس زلفِ دوتا میں یہ کمال اچھا ہے

فرقتِ یار میں جینے سے وصال اچھا ہے
گر اجل سے کروں ہمرہی کا سوال اچھا ہے

کب ترے عاشقِ محزوں کا مآل اچھا ہے
ایسے بے حال سے غیروں ہی کا حال اچھا ہے

مجھسے کہتے ہین کہ تم چاہتے ہو کس منہ سے
آپکی شکل ہے اچھی کہ جمال اچھا ہے

آنکھ کے سامنے ہر دم رہے صورت تیری
اور تصور رہے جو ہو لطف وصال اچھا ہے

تو رہے بزم عدو مین تو یہ میرے دل مین
ہان مری جان ترا تجھسے خیال اچھا ہے

جسکو جی چاہے کہ لے لیجے وہ شئی اچھی ہے
اور بکا ہون پہ جو چڑھ جائے وہ مال اچھا ہے

خاک ان پر تو پہ اب ڈال کے دل صاف کرو
نہ کدورت ہی بھلی ہے نہ ملال اچھا ہے

غیر کو دیکے دلاسا وہ یہ فرماتے ہین
راہ حق مین جو دیا جائے وہ مال اچھا ہے

رحمت و عاجزی و جود و سخاوت بخشش
جو پسندیدہ حق ہے وہی مال اچھا ہے

راہ تکتے ہین کہ کب روز جزا آتا ہے
غیر کا یہان تو وہان اپنا مآل اچھا ہے

انکی منت جو بڑھائی تو خوشی یہ بولی
فال ہے نیک شگون نیک ہے سال اچھا ہے

آپکا دو نو جہان مین نہین ثانی کوئی
اچھی سیرت بھی ہے اور حسن و جمال اچھا ہے

واعظو صبر و تحمل کو برا کون کہے
گو بظاہر ہے برا اسکا مآل اچھا ہے

عارض صاف پہ خط کو نکہون مین اچھا
کون کہتا ہے کہ شیشہ مین یہ بال اچھا ہے

پھر تو کیسے وہ بگڑتے ہین الٰہی تو بہ
کوئی کہدے ترے بیمار کا حال اچھا ہے

غیر مٹ جائے الٰہی نہ کہین پھر وہ ہین
سیرت اچھی ہے تمہاری نہ جمال اچھا ہے

تیری نعلین مبارک کے لئے فخر رسل
گر بنے نعل خوشی سے تو ہلال اچھا ہے

وہ یہ کہتے ہین کہ ٹھوکرین ہین ایسے لاکھون
دل ناچیز کو تم کہتے ہو مال اچھا ہے

ہائے وہ گنج شہیدان مین کبھی آئے تو کہا
سارے کشتون مین بھی اسکا تو حال اچھا ہے

قد موزون پہ ترے سرو و صنوبر صدقے
تیرے اٹھتے ہوئے جوبن کا نہال اچھا ہے

سخت سا سونا جو کھوٹا ہو پرکھ لو اسکو
چڑھ چکا ہو جو کسوٹی پہ وہ مال اچھا ہے

جاؤ جی جاؤ جی بہتان نہ اٹھاؤ ہم پہ
کب کہا ہمنے کہ غیرون سے ملال اچھا ہے

کیون چلے جاتے ہو اک ہاتھ لگاتے جاؤ

پھر نہ کہیے گا کہ عاشق ترا حال اچھا ہے

زایداز طرح

بات اچھی ہے کہ اچھوں کا وصال اچھا ہے ... پر وہی وصل — نہ ہو جسکو زوال اچھا ہے
نازو انداز و کرشمہ ترے غارتگر دل ... ستم و جور و جفا مین بھی کمال اچھا ہے
بوالہوس تنے ہوئے ہین نرہی عشق کی قدر ... ایسی ارزانی سے سچ پوچھو تو کال اچھا ہے
ملے جس ماہ مین وہ ماہ وہی ماہ ہے نیک ... آئے جس سال وہ کم سن وہی سال اچھا ہے
اسکے باعث سے اک امید لگی رہتی ہے ... گو نہ ہو ہمسے مگر کار محال اچھا ہے
مرغ دانش کے لیئے خال کا دانہ بس ہے ... طائر دلکے لیئے زلف کا جال اچھا ہے

آخری عمر مین کیا میری سنے وہ عاشق
جسکے دن اچھے ہین سن اچھا ہے سال اچھا ہے

گرد دبیحواہ کی سوزان ہوا چلے ... ان سرکشون پہ ضعف مین بس اپنا کیا چلے
پانی شب فراق مین برسے ہوا چلے ... بندہ کا زور اوسکی خدائی مین کیا چلے
آئے تھے خوش وہان سے یہان ہمسے خفا چلے ... میری طرف سے دلمین کہو لیکے کیا چلے
وہ خود نما رقیب کو رکھتا ہے ساتھ ساتھ ... وقت خرام آنکو ذرا دیکھتا چلے
کوچہ مین اسکے جان بچاؤن تو کیا بچے ... فتنے جدا اٹھین تو قیامت جدا چلے
تارے شب فراق مین ٹوٹے تو چرخ سے ... مین یہ سمجھ گیا مرے تیر دعا چلے
اے حسرتو خیال رہے دل نہ بیٹھ جائے ... کہدو کہ تھوڑی دور عدم ہے چلا چلے
سب سے سوا ترا عمل حسن تیز ہے ... جادو اگر جگائے بھی کوئی تو کیا چلے
کہتی ہے زندگی یہ دم کم یاس سے ... کیون خیریت تو ہے ابھی کیا آئی کیا چلے

عاشق ہمارا انکا ہوا اک دم مین فیصلہ
محشر مین میرے ساتھ وہ پیش خدا چلے

زاہد از طرح

طبر اکسے میری آہون سے کہتے ہین ہمنشین | ایسی کبھی نہ گرم الٰہی ہوا

دیگر

ٹھہر جا دل ابھی مہمان کہان جاتا ہے | ہے جگر ساتھ نگہبان کہان جاتا ہے
چاک کر ڈالین مگر ہمکو نہ بھولیگا وہ شوخ | نامہ بر نامہ کا عنوان کہان جاتا ہے
جو گذر جاتے ہین دن ہاتھ پھر آتے ہی نہین | عمر گھٹ جاتی ہے نقصان کہان جاتا ہے
ناتوانی سے تو گر کر ہمین عریان تو نکر | جیب سے ملکر گریبان کہان جاتا ہے
کر کے بسمل مجھے اے قاتل بے رحم کدہر | گویا کچھ جان نہ پہچان کہان جاتا ہے
دام کاکل مین چلا دل تو کہا حسرت نے | قفس تن کا یہ دربان کہان جاتا ہے
مہلت دید نہ دی سر تو کیا تن سے جدا | تیری شمشیر کا احسان کہان جاتا ہے
کیسی گلگشت یہ دھوکا ہے عدو کا سارا | میرے کہنے کو تو سچ مان کہان جاتا ہے
جانگزا غم وہ نہین اسکا کہ بھولے کوئی | ہجر کا وصل مین بھی دھیان کہان جاتا ہے
رہتے ہین اور تو دکھ درد شریک شب غم | پر خدا جانے کہ اوسان کہان جاتا ہے
حسرت و بیکسی و یاس کو آجانے دو | ساتھ جاتا ابھی ارمان کہان جاتا ہے

[illegible]

بولی وحشت جو چلا سوئے بیابان عاشق
اسطرح بے سر و سامان کہان جاتا ہے

اور کچھ بنجاؤن جب وصل جدا ہونے لگے | ہر بن مو سے مرے سجدہ ادا ہونے لگے
وہ بت ناآشنا بھی آشنا ہونے لگے | گدگداہٹ وصل کی دل مین ذرا ہونے لگے
ذرّہ جب پہنچے فلک پر رشک مہر و مہ بنے | قطرہ دریا مین ملے تو کیا سے کیا ہونے لگے
چشم تیری ایسی کچھ افسون بھری عیار ہے | اک نظر دیکھا جدہر لاکھون فدا ہونے لگے
ہون وہ مشتاق شہادت دست قاتل ہاتھ لگے | عضو عضو اک اک ارین تن سے جدا ہونے لگے

پھر رہے امید کیا ہمکو وصال یار کی
جب دعائے نیم شب بھی نارسا ہونے لگے

سب مٹائین آرزوئین سب نکالین حسرتین
آج مقتل مین سبھی وعدے وفا ہونے لگے

اک نگاہِ مہر نے بدلا زمانے کا یہ رنگ
جتنے بیگانے تھے سارے آشنا ہونے لگے

نام بھی اس ہجر کا دہ بد بلا ہے لون اگر
پے بہ پے افلاک سے نازل بلا ہونے لگے

ایکدم مین ہوگیا قصہ ہمارا سب تمام
وہ خفا ہمسے تو ہم جان سے خفا ہونے لگے

ہمنشینون کو جو کچھ دیکر رسائی پہنچنے کی
کاش ہمپر مہربان وہ مہ لقا ہونے لگے

یاد ہین ابتک ہمین وصلِ صنم کی لذتین
بعد مُردن لب سے لب کیونکر جُدا ہونے لگے

چپکے چپکے غیر اور اُنمین ہے اَن بَن کی خبر
بات بن جائے مری گر برملا ہونے لگے

صورت اپنی ایسی کچھ کر لیجو جسپر رحم آئے
نامہ میرا نامہ بر جسوقت وا ہونے لگے

شیخ کا ٹوٹا وضو - زاہد کی توبہ ہمنشین
بزم مین جب اُسکے وابند قبا ہونے لگے

کچھ اشارہ کچھ کنایہ کچھ تکلم کیا کیا
تم تو اچھے بھلے بیٹھے تھے خفا ہونے لگے

کیون کہا جانے کو گر تم جاؤگے مرجاؤنگا
درد کم کم ہے نہ ایسا ہو سوا ہونے لگے

ہے غضب **عاشق** جو وہ آئینہ رو ہو خودنما
آئینہ کا آئینہ سے سامنا ہونے لگے

زائد از طرح

پھر رہی ہے بھٹکی بھٹکی کیسی زیر آسمان
یا الٰہی اب دعا میری رسا ہونے لگے

ہوگئے کچھ بیخود ایسے بیخودی شوق مین
راز جتنے تھے وہ خود ہی برملا ہونے لگے

دیگر

استخوان شمع نمط ہین مرے جلنے کے لئے
طفل اشک آنکھ سے ڈھلتے ہین مچلنے کے لئے

تف ہجران سے ہے سینہ مرا اُچھلنے کیلئے
ساتھ دل کے ہے جگر آگ مین جلنے کے لئے

قفس تن سے مرے جان نے نکلنے کیلئے
رنگ بدلے ہین بہت شکل بدلنے کیلئے

عشق وہ شئے ہے کہ سر چڑھ کے اترتا ہی نہین
یہ وہ جن ہے کبھی آتا نہین ٹلنے کے لئے

ستم ظلم ہوکے جو تڑپا تو اُسے کھیل کہا
کیا تماشا ہے طبیعت کے بہلنے کے لئے

انکی رفتار قیامت ہے چھپین گے کیونکر
غازہ کیون ملتے ہین وہ شکل بدلنے کیلئے

خاک پر لوٹ گئی بیکسی و رسوائی
پانو پھیلائے مرے ساتھ نہ چلنے کے لئے

ہائے آتش مین سمندر تو بہارین لوٹے
ہم تف ہجر مین پیدا ہوئے جلنے کیلئے

کیا تماشا ہے سوا پانو نکالے اسنے
دل کو روکا تھا بہت ہمنے سنبھلنے کے لئے

شب وصلت ہے شب ہجر نہین ہے ہمدم
لاکھ تدبیر کرون دن نہ نکلنے کے لئے

سخت جانی سے کرے دانت پھر اُسنے اپکا
کیا مرے خنجر قاتل نے نہ چلنے کے لئے

منتین کرکے بہت پانو پہ لوٹا لیکن
ضد مرے عجز سے ہے انکو مچلنے کے لئے

قد موزون کے ترے سایہ سے طوبا ہے نہال
آب گل نور کی ہے پھولنے پھلنے کے لئے

کیون بھٹکتے پھرین سیدھے نہ مدینہ کو چلین
خوب ستہ ہمین پایا ہے سنبھلنے کے لئے

صید دل جوش مین بس لیے ہی اڑا دام کو بھی
راہ نکلی نہ کوئی جیکہ نکلنے کے لئے

نامہ بر وقت پہ لایا خبر آمد یار
منتظر ورنہ سر جان تھی نکلنے کے لئے

ساقی کی تیز نگاہی سے وہ جوش اسمین ہوا
کر مرے خوب خم سے لئے ابلنے کے لئے

کیا نکھارون مین انکھین اور انکھین پلکون سے ملون
زلف شانے کیلئے پانو دو ملنے کے لئے

خون عاشق کہین ملیئے کہ جسے رنگ سوا
گر ہے درکار حنا پانو مین ملنے کے لئے

گر چاہو باغ مین گلگشت کو تو سیر ہو خوب
پار کابی مین تری سرو ہو چلنے کے لئے

زلف لاکھون کو کیئے جاتی ہے لقمہ ہر روز
اژدہا ہے دل عشاق نگلنے کے لئے

دل نے کیا کیا تڑپ کی یہ سنبھلنا کیسا
کوچہ عشق کی پھسلن سے سنبھلنے کے لئے

کچھ نہین دم کا بھروسہ یہ سمجھ لو عاشق
جان رہنے کے لیئے ہے کہ نکلنے کے لئے

جسمین ہون لاکھون صنم بتخانہ ایسا چاہیے
جسکی طلعت کم نہو جانانہ ایسا چاہیے

دل ہے عاشق کا دل مردانہ ایسا چاہیے
ہو جو اپنون سے سوا بیگانہ ایسا چاہیے

رازداری کے لیئے فرزانہ ایسا چاہیے
لب پہ آئے شکوہ بیجا نہ ایسا چاہیے

کیا ہے وہ قصہ کہ جسپر دل کوئی مائل نہ ہو
جو فسون سے بڑھ کے ہو افسانہ ایسا چاہیے

آشنا نا آشنا کے تذکرہ سے فائدہ
جو فدا ہو آپ پر بیگانہ ایسا چاہیے

مثل رنگ و بوئے گل لب سی نہو دم بھر جدا
لب بلب آس لب سے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

دل وہی دل ہے کہ جسمین کچھ نہین تیرے سوا
جسمین ویرانی نہو ویرانہ ایسا چاہیے

ہو جو دیوانہ جہانمین وہ بڑا ہشیار ہے
جو نہ دیوانہ ہو وہ دیوانہ ایسا چاہیے

جز جفاؤن کے وفا کرتے نہین کیا قہر ہے
دلمین سوچو ظلم معشوقانہ ایسا چاہیے

غیر بیگانہ ہے ہمسے کچھ نہین ہے غم ہمین
خود سے بھی بیگانہ ہو بیگانہ ایسا چاہیے

جب خطاؤن کی نہین حد رحم بیحد کیجیے
ایسے مجرم کے لیے جرمانہ ایسا چاہیے

سینہ سوز عشق جانان سے ہے گلزار خلیل
ہے یہ رشک خلد آتشخانہ ایسا چاہیے

کیا جھجکتا ہے اب کیون لگا دو ٹھوکرین
جی اٹھیگا دیکھنا جانانہ ایسا چاہیے

ہم نگاہ مست ساقی سے ہین مخمور ازل
ہو مشابہ چشم کے پیمانہ ایسا چاہیے

جسکو جلنے خاک ہونیکی ذرا پروا نہ ہو
شمعرو کے عشق کو پروانہ ایسا چاہیے

دل جگر کے جام ہون اور خون غم کا بادہ ہو
ہین وہ میکش ہون مجھے میخانہ ایسا چاہیے

ہون شعاع عارض انور کے ذرے تمام
زلف لاثانی کو تیری شانہ ایسا چاہیے

بزم دشمن گر نہو میرا دل صد پارہ ہو
ان بتون کے واسطے بتخانہ ایسا چاہیے

قتل کرتے ہین کرین پر اک نظر تو دیکھ لین
اس اطاعت پر بھی انکو کیا نہ ایسا چاہیے

کھلبلی پڑ جائے ہل چل ہو تو عالم مین کچھ
عاشقون کا نعرۂ مستانہ ایسا چاہیے

بھولجائین اپنی اپنی سب سنین میری بات
حشر کے دن پر اثر افسانہ ایسا چاہیے

وہ جفاؤن سے کرین بس مین کبھی جاؤ اگر
امتحان کے وقت دل مردانہ ایسا چاہیے

کیون نہ عاشق جان دے اس شمع رو پر بیشتر
جل کے فریادی نہ ہو پروانہ ایسا چاہیے

چشم باطن بین سے دیکھو جو ہر دل مین جلوہ گر
پھر کہو ان جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

خم کے خم خالی ہون جسمین جو نہ چھلکے ساقیا
تشنہ کامون کے لئے پیمانہ ایسا چاہیے

داستان عشق عاشق ہوگئی مقبول خلق
پچھلے افسانے مٹے افسانہ ایسا چاہیے

وہ جو بگڑے یاس کے آثار ظاہر ہو گئے
حسرت و ارمان میرے دل مین تیر خنجر ہو گئے

ہم جو راز وصلت دشمن سے ماہر ہو گئے
ہاتھ دھو کر انکے پیچھے پڑ گئے سر ہو گئے

دیکھیے ہے کس کی قسمت مین شہادت کا شرف
مرنے والے سب در قاتل پہ حاضر ہو گئے

یار کے پردیس جانے سے وطن صحرا اپنا
ساتھ انکے ہم بھی گھر بیٹھے مسافر ہو گئے

انکی بزم غیر مین جانیکی خبرین مل گئین
جسقدر میرے تصور تھے وہ مخبر ہو گئے

پھر تمھاری نرگس بیمار کا آیا خیال
آؤ پھر درمان کرو بیمار ہم پھر ہو گئے

حضرت دل کیا اسی بر تہ پہ چاہا تھا انھین
ابتدا سے عشق مین رہی تم تو آخر ہو گئے

خاک کرنیکے لئے آمادہ ہین طیار ہین
بیٹھے انکے پانو چھوے وہ مرے سر ہو گئے

ماتم یاران رفتہ نے بھلا یا راگ رنگ
کیا کہین عاشق بہت افسردہ خاطر ہو گئے

شب غم تیرہ فام ہوتی ہے
مے بھی اس شب حرام ہوتی ہے

عمر نازک خرام ہوتی ہے
دم کے دم مین تمام ہوتی ہے

کبک نازک خرام ہوتی ہے
چاندنی پر تمام ہوتی ہے

مے کرین لطف ساقی کوثر
توبہ توبہ حرام ہوتی ہے

جس مین کچھ بھی لگاؤ وصل کا ہو
بات ان کی وہ خام ہوتی ہے

میری غیبت مرے رقیبون سے
ہوتی ہے لاکلام ہوتی ہے

سنکے فریاد میری بولے خموش
نیند اپنی حرام ہوتی ہے

تم نہین کہتے بات راز کی۔ کیون
برلبِ خاص و عام ہوتی ہے

غیر کی بزم مین خبر ہے مجھے
بادہ نوشی مدام ہوتی ہے

شعلہ باری مری زبان کی دیکھ
شمع بھی ہم کلام ہوتی ہے

جبکہ جوگی بنے بروگ مین ہم
تو صدا رام رام ہوتی ہے

آخری دور تو پلا ساقی
شبِ وصلت تمام ہوتی ہے

بادۂ وصل سے جو ہین بیخود
جانین کیا صبح و شام ہوتی ہے

رات زلفون مین ہے چھپی رہتی
آڑ مین رخ کے شام ہوتی ہے

سوچ لو کھو کے جانِ پروانہ
شمع کچھ نیکنام ہوتی ہے

ہاتھ آئی مین انکی اے عاشق
واہ کیا روک تھام ہوتی ہے

زاید از طرح

خبرِ قتلِ عام ہوتی ہے
آج حسرت تمام ہوتی ہے

طرزِ رفتارِ یار سیکھی ہے
کیون صبا خوشخرام ہوتی ہے

ہین جو مغرور انکو غیرون سے
آرزوئے سلام ہوتی ہے

کر لو کچھ کہ نیکی کرنی ہو
دن ہے تھوڑا سا شام ہوتی ہے

مل کے ان سے ہوا ہنستے کیا شیخ
دم مین ترکی تمام ہوتی ہے

سنتے ہین ہم کہ شیخ کی دستار
رہن بادہ مدام ہوتی ہے

قتل سے کیون نہ خوش ہون مین عاشق
قبر پہ دھوم دھام ہوتی ہے

اوس غیر سیہ قلب کی ظلمت نہین جاتی
سوہان سے گھسیئے تو یہ رنگت نہین جاتی

پھر جاتی ہے جس جا سے طبیعت نہین جاتی
برپا ہے قیامت کہ قیامت نہین جاتی

اس کوچہ مین جو بھول کے آجائے تو پھر جان
گر آپ سلامت ہین سلامت نہین جاتی

یہ عشق عجب بھوت چڑھا ہے مرے سر پر
ہر وقت مصیبت ہے یہ الفت نہین جاتی

فریاد کرون تو بھی یہ کرنے نہین دیتی
جان جاتی ہے کمبخت محبت نہین جاتی

پچھتاؤگے جان جاتے ہی پھر ہاتھ ملوگے
مین نزع مین ہون آپکی حجت نہین جاتی

درد و الم و رنج ہین سب ساتھ ہمارے
کچھ ایسی ہٹیلی ہے کہ حسرت نہین جاتی

گر یاد سے غافل نہ ہون عزت ہی ہماری
غافل ہون تو یاد بتہ ہی عظمت نہین جاتی

نالون سے مرے غیر کے اوسان خطا ہین
گھبرا کے مگر یہ شب فرقت نہین جاتی

پیکان کو نکالون تو نکلتا ہے دل زار
ہان پاس رہے گی اسے الفت نہین جاتی

الفت ہوئی کیا میری طرح در سے تمھارے
ہے بیٹھی ہوئی اٹھکے قیامت نہین جاتی

شیشے سے اگر بال نکل جائے تو یہ جاسئے
جب بیٹھ گئی دلمین کدورت نہین جاتی

مقتل سے نہین اٹھتی ہین عشاق کی لاشین
جب تک لب خنجر سے اجازت نہین جاتی

دیوانے ہی اچھے کہ یہ تسخیر ہے جن کی
آجاتی ہے جب پاس تو غفلت نہین جاتی

توقیر کبھی عشق مین عاشق کی تمہارے
تم کہتے تھے ان باتون مین عزت نہین جاتی

کیا خاک مین ملکر تری عزت نہین جاتی
چل دور ہو کیون اسے شب فرقت نہین جاتی

رفتار پہ عاشق یہ سر راہ گزر ہے
کوچے سے ترے دیکھ قیامت نہین جاتی

اڑ اڑ کے مری خاک یہہ پہنچی ہے فلک تک
ہون خاک مگر عزت تربت نہین جاتی

تیرا ہی تصور ہے دم مرگ بھی ہمکو
مرتے ہین مگر دید کی حسرت نہین جاتی

محشر مین بھی ہم یار کا دم بھرتے ہین توبہ
دنیا مین جو حالت تھی وہ حالت نہین جاتی

برباد کیا بھی تو صفائی نہین ہوتی — مٹی بھی کیا تو بھی کدورت نہین جاتی

جو دل سے تصور ہو تصور نہین مٹتا — جو دل سے محبت ہو محبت نہین جاتی

وہ دیتے ہین داد غم و اندوہ و مصیبت — صد شکر کہ ضایع مری محنت نہین جاتی

آنکھون کی شرارت سے لگاوٹ نہین چھٹتی — چتون کی لگاوٹ سے شرارت نہین جاتی

زاہد جو برا کہتے ہین پروا نہین اسکو — ان باتون سے میخوار کی حرمت نہین جاتی

آنکھون نہین تیرا آئنہ رخ جو بنا ہے — حیران ہین ان دونو کی حیرت نہین جاتی

خصلت ستم و جور کی وہ چھوڑدین کیونکر — سچ ہے کہ بری بات کی عادت نہین جاتی

اک وہ کہ ادھر انکی طبیعت نہین آتی — اک ہم کہ کہین اپنی طبیعت نہین جاتی

ہم مٹتے ہین لیکن غم الفت نہین مٹتا — دم جاتا ہے لیکن یہ محبت نہین جاتی

ڈرتی ہے مری آہ بھی جانے سے وہان تک — سمجھاتا ہون لیکن کسی صورت نہین جاتی

کس رات انھین اغیار بغلین نہین رکھتے — کس دن مرے ہاتھون سے طبیعت نہین جاتی

کیا پاس ادب ہے کہ جو کرتا نہین شکوہ — باہر مرے ہونٹون سے شکایت نہین جاتی

یہ بھی کوئی معشوق وفادار ہے شاید
کیون چھوڑ کے عاشق کو مصیبت نہین جاتی

زاید از طرح

ظالم ہے وہ بت جور کی عادت نہین جاتی — بے رحم کے نزدیک محبت نہین جاتی

تم ہو وہ جفا جو کہ کبھی رحم نہ آیا — مین ہون وہ وفادار کہ الفت نہین جاتی

دیگر

بھون کسیکی نظر مین پھرتی ہے — تیغ سی کچھ جگر مین پھرتی ہے

لئے وحشت سفر مین پھرتی ہے — یعنی فکر اثر مین پھرتی ہے

شب غم روز دیتی ہے پہرا — رات بھر میرے گھر مین پھرتی ہے

لو قیامت کی شامت آئی ہے — یار کے رہگزر مین پھرتی ہے
اُن سا کوئی نظر نہین آتا — یون تو دنیا نظر مین پھرتی ہے
الفتِ خال پستی ہے مجھے — ایک جگنی سی سر مین پھرتی ہے
دیکھنا چشمِ یار کی گردش — دیدۂ نامہ بر مین پھرتی ہے

تیری نیت کو کیا ہوا عاشق
ہر گھڑی اُنکے گھر مین پھرتی ہے

مجھے تم دیکھکر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے — محبت وہ بُری شے ہے کہ حالت ایسی ہوتی ہے
ازل مین جب ترا نقشہ کھنچا اول حسینون سے — تو صورت آفرین بولا کہ صورت ایسی ہوتی ہے
تیرے کوچہ مین کوئی حور آجاتی تو مین کہتا — کہ وہ جنت تو کیا جنت ہے جنت ایسی ہوتی ہے
خدا کی شان ہمکو دیکھکر معشوق کہتے ہین — جو صورت پر مٹے ہین اُنکی صورت ایسی ہوتی ہے
قیامت ہے قیامت مین کسیکا ناز سے کہنا — سنا بھی تمنے کیون جی کیا قیامت ایسی ہوتی ہے
شب ہجران جو تم میرے سیہ خانہ مین آجاتے — تو مین ہمکو دکھا دیتا مصیبت ایسی ہوتی ہے
تمھین پر کچھ نہین موقوف ظلم و جور کے شیوے — وہ بیشک بیوفا ہے جسکی صورت ایسی ہوتی ہے
تڑپ جاتی ہے جان قاتل کا نقشا ایسا ہوتا ہے — نکلتا ہے دم خنجر کی صورت ایسی ہوتی ہے
خدا کو مان اے بت تو کبھی تو غیرون پہ عاشق ہے — بس اب تو تونے دیکھا اُسکی قدرت ایسی ہوتی ہے
خدا سے ڈر ذرا اے چشمِ جانان تونے کیا دیکھا — جو غیرون سے مروت کی مروت ایسی ہوتی ہے
جو اک دوسرے پر جی نہ آئے دل وہی اچھا — نہ جانے جب کبھی پھر نا طبیعت ایسی ہوتی ہے
کبھی ہنستے گلی مین مل گئے تو ہو گئین باتین — جناب شیخ سے صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے
تمنا ہے گلے سے وہ لپٹ جائین تو مین خوش خوش — رقیبون سے کہون دیکھو عنایت ایسی ہوتی ہے

یہ ہے تاثیر جذبِ دل کہ عاشق اب وہ کہتے ہین
محبت جیسی تمنے کی محبت ایسی ہوتی ہے

جھوٹ سچ اعتبار کون کرے
آپ چلیے انتظار کون کرے

وہ رقیبوں سے جا ملے افسوس
اب مجھے شرمسار کون کرے

فتنہ خوابیدہ ہے تو سونے دو
غیر کو ہوشیار کون کرے

دے کے دل تمکو بھی ہی کیا پایا
ایسی دولت نثار کون کرے

جانتے ہیں انتظار اب تیرا
گردش روزگار کون کرے

کیا کہوں لاکھ ہیں مرے ارمان
رتی رتی شمار کون کرے

نزع میں چل دیئے وہ یہ کہکر
اب بھلا انتظار کون کرے

انکی آنکھیں عدو سے لڑتی ہیں
مرغ دل کا شکار کون کرے

ہمنے مانا کہ صبر اچھا ہے
پر اسے اختیار کون کرے

نہیں پہلو میں وہاں جگہ خالی
دل کو امیدوار کون کرے

عشق معشوق کا گلہ کیسا
نام عاشق ہے پیار کون کرے

غیر سے جب گفتگو ہونے لگی
بڑھتے بڑھتے تم سے تو ہونے لگی

آئینہ دیکھا تو وہ لڑنے لگے
واہ وا کیا دوبدو ہونے لگی

داستان عشق پھیلی ہر طرف
یہ حکایت کو بکو ہونے لگی

کیا تصور کام آیا ہجر میں
انکی صورت روبرو ہونے لگی

میری الفت کی شکایت اب وہاں
دشمنوں کے روبرو ہونے لگی

غیر دلچسپی کو کیا کم ہیں انھیں
کیوں ہماری آرزو ہونے لگی

توبہ ہمکو آپ کی ہوتے ہوئے
کیوں کسی کی جستجو ہونے لگی

یہ زمانہ وہ ہے اے عاشق کہ اب
وجہ ذلت آبرو ہونے لگی

جرم الفت کی کچھ سزا کہیے
مین نہین مانتا بُرا کہیے

مجھکو کس مُنہ سے بیوفا کہیے
کوئی پوچھے سبب تو کیا کہیے

مجھکو عاشق نہ کہیے یا کہیے
کچھ نہ کہیے تو آپ کیا کہیے

کہیے ہان اپنا مُدّعا کہیے
مجھکو دشمن کا دوسرا کہیے

بات مطلب کی جو یہ سُنتا ہو
اس سے کیا خاک مُدّعا کہیے

ہمسے کچھ وقت پر نہ بن آئی
لے گئے دل وہ مفت کیا کہیے

میری سُنئے تو بَرمَلا سُنئے
اپنی کہیے تو بَرمَلا کہیے

اس نہ سُننے کو اُسکے کیا کیجے
اس نہ کہنے کو اُسکے کیا کہیے

خیر دونو کا کام نکلے گا
قصّۂ عشق جا بجا کہیے

مجھکو سمجھا کے گا کیان دیجے
فقرہ فقرہ جدا جدا کہیے

عشق کی ابتدا ہی ہے انجام
ابتدا ہو تو ابتدا کہیے

نہ ہین عاشق نہ آپکو چاہون
غیر سے اپنا مُدّعا کہیے

زیب ہے گر ہمارے ارمان کو
کشتئ دل کا ناخدا کہیے

آشنا ہے رقیب بازاری
آپ مجھکو نہ آشنا کہیے

جان دیتا ہون کس خوشی سے مین
آج تو آپ مرحبا کہیے

آئینہ مین دکھا کے کہتا ہون
آپ ہی ہین کہ دوسرا کہیے

جب مری جان آگئی لب پر
تب وہ کہتے ہین ماجرا کہیے

اب نہ کیجے ہوئے پہ سو ڈر سے
اب نہ عاشق کو باوفا کہیے

کہتے ہین اب ہے شوق ملاقات کا مجھے
جب حوصلہ رہا نہ کسی بات کا مجھے

سمجھایہ ہین کہ دل کو مرے پھیرتا ہے
باسی جب اُسنے پان دیا رات کا مجھے

دن رات دیکھتا ہون جسینون کے تذکرے
رہتا ہے شوق ایسی حکایات کا مجھے

جس رات یار تھا مرے پہلو مین جلوہ گر
برسون سے ہے خیال اُسی رات کا مجھے

پہلے سے اپنے دل کو کہین اور پھینکتا
ہوتا اگر یقین تری گھات کا مجھے

آتی ہین یاد یار کے کانون کی بجلیان
موسم نہ جینے دیگا یہ برسات کا مجھے

تیغ ادا کو کیا کہون جو سفت کر گئی
احسان مند مرگِ مفاجات کا مجھے

گل کھا کے اپنے سینہ کو ٹسکا رقم بنائین
چھلا خُدا کے واسطے دو ہات کا مجھے

مجھکو اگر غرض ہے تو ایک اُنکی ذات سے
عاشق نہین ہے ڈر کسی بد ذات کا مجھے

بڑی شہرت تری محفل مین ہوگی
کہونگا مین جو میرے دل مین ہوگی

شب غم جان تری محفل مین ہوگی
تری محفل ہمارے دل مین ہوگی

ملیگا کیا بجز شوقِ شہادت
مری جان خنجر قاتل مین ہوگی

ہمارے خون کی گر دھار رکھے
روانی خنجرِ قاتل مین ہوگی

عدم کی راہ اک طول امل ہے
بہت مشکل بڑی منزل مین ہوگی

سبک رفتار ہے ناقہ سے لیلی
بڑے آرام سے محمل مین ہوگی

صدا اُسنے درد مجنون سُنکے لیلی
یقین ہے مضطرب محمل مین ہوگی

شب ہجران مین لاکھون آفتین ہین
مصیبت بھی بڑی مشکل مین ہوگی

نہ بدلیگا کبھی وہ نوجہان سے
جو نعمت کاسۂ سائل مین ہوگی

ترا خنجر اگر جھک کر چلے گا
تو ہر بانکی ادا بسمل مین ہوگی

سوائے شکر قاتل کیا سنو گے
اگر جنبش لبِ بسمل مین ہوگی

الٰہی رہنمائے عشق بلجائے
کہ آسانی بہت منزل مین ہوگی

صدائے درد سُنکر میری بولے
کہ جان اُسکی بڑی مشکل مین ہوگی

تصور مین بھی وہ صورت ہے پنہان
نظر کے پردۂ حائل مین ہو گی

وہ یون فرماتے ہین ذکرِ وفا پر
ہوائے وصل شاید دل مین ہو گی

کریگی دیکھنا برپا قیامت
کوئی حسرت جو دل کی دلمین ہو گی

کبھی آئے گی خود ہی دخترِ رز
کشش گر میکشون کے دلمین ہو گی

سمجھ لینا دلِ عاشق وہی ہے
بجھی سی شمع جو محفل مین ہو گی

تمنا پھنسگئی مشکلمین اب مشکل سے نکلے گی
محبت غیر کی کیونکر تمھارے دل سے نکلے گی

نہ جبتک تم نکالو گے نہ حسرت دل سے نکلے گی
یقین ہے جان نکلنے پر بھی یہ مشکل سے نکلے گی

تحمل دیکھکر میرا مرین گے رشک سے اعدا
صدائے آفرین جب خنجرِ قاتل سے نکلے گی

گلوئے شیشۂ مے مین پڑیگی اک گرہ بن کر
جو شوقِ قتل مین ہچکی لبِ بسمل سے نکلے گی

تڑپتی لوٹتی روتی ملیگی خاک مین جسدم
کسیکی آرزو سے دل تری محفل سے نکلے گی

دھوین ہم مین اڑا دیگی زمین و آسمان تک کے
گر آہِ با اثر ہجران مین میرے دل سے نکلے گی

نکالو گے بھلا تم محتسب کیا دخترِ رز کو
رگ و پے مین ہے یہ بیٹھی ہوئی مشکل سے نکلے گی

جو مرگِ قیس کی اڑتی سی سن لیگی خبر لیلا
گریبان چاک ہو کر پردۂ محمل سے نکلے گی

نہین ہے منتون سے فائدہ ای قیس شرماؤ
کوئی پردہ نشین ہے کسطرح محمل سے نکلے گی

کہین تم ذبح کر دیکھو کہ یہان شوقِ شہادت مین
صدا اللہ اکبر کی ہمارے دل سے نکلے گی

مرے دلمین یہ وسعت ہی عدم بھی جسکا ہے گوشہ
یقین جانو قیامت بھی اسی منزل سے نکلے گی

ابھار کر موج گر ڈوبے ہوئے میرے سفینہ کو
صدائے تہنیت کیا کیا لبِ ساحل سے نکلے گی

زمانے کو نہ کیونکر رشک ہوگا ایسی میت پر
جو بنکر حسرتِ دل کوچۂ قاتل سے نکلے گی

فلک کے جور سے دلکو تسلی دیکے کہتا ہون
کوئی صورت تو اچھی پردۂ حائل سے نکلے گی

یقین ہے ساتھ جمگھٹ عاشقون کا اسکے جائیگا
صبا پھولی نہین بسکہ جب تری محفل سے نکلے گی

بھلا ہو دینے والیکا بھلا ہو دینے والیکا — دعا یہ ایک بوسہ پر دل سائل سے نکلے گی

جو داغ معصیت کھولا ہے عاشق سے ملو زاہد
صفائی کی کوئی صورت اسی کا دل سے نکلے گی

گذرجب تا ہے نالہ آسمان سے — نہین پھرتا یہ ہرگز درمیان سے
سمجھ جاتے ہین پہلے ہی بیان سے — وہ رازِ دل بتاتے ہین زبان سے
عداوت ہو تو ہو دورِ زمان سے — دلی الفت ہے تیرے آستان سے
لگاوٹ گر نہ کرتے وہ جہان سے — لگن عشاق کو ہوتی کہان سے
رگڑتی ہے صبا سر آستان سے — یہ قسمت لائے گا عاشق کہان سے
یہ اک مدت سے سرکش ہے خدارا — فغان دو ہاتھ کرلے آسمان سے
شب ہجران کے شعلے تھے جو لین — وہ بنکر برق نکلے آشیان سے
وہ آتش بار ہون کیا تاب دشمن — بلائے گا زبان میری زبان سے
تصور مین بھی یہان حورین نہین ہین — دم آخر وہ کیون ہین بدگمان سے
کسی کی زلف کا سودا ہے دل کو — بچے گا کب بلائے ناگہان سے
لب قاصد پہ ہے مہر خموشی — کہے گا کیا بت شیرین زبان سے
ڈرا وہ بے دھڑک اندر گئے ہم — ہوئی جھنجھٹ جو شب کو پاسبان سے
ہے اسکی بیکسی بھی قابل دید — جو پیچھے رہگیا ہو کاروان سے
وہ آتشبازی اسکو جانتے ہین — جو شعلے جھڑتے ہین میری فغان سے
وہ مجھسے کہتے ہین سودائی تجھکو — اٹھا لائی ہے پھر وحشت کہان سے
شب ہجران بلا ہے فتنہ انگیز — اترتی ہین بلائین آسمان سے
عدو کہتا ہے مرجاؤن تو اچھا — مگر ہم سن بھی لین انکی زبان سے
ہمین تو ایسی باتون کا مزا ہے — سنین گے گالیان انکی زبان سے

بتاؤن کیا جو پوچھین لائے ہو کیا — کہ خالی ہاتھ جاتا ہون یہان سے

تمھارے چشم کی گردش نے مارا — شکایت کیا ہمین پھر آسمان سے

تصور سے شریک بزم ہون جب — غرض پھر ہمکو کیا ہو پاسبان سے

ذرا دم لے اجل آئینگے ہین وہ — ہمین کیا کام عمر جاودان سے

مکین وہ خانۂ دل مین ہین عاشق — مکان سب پست ہین میرے مکان سے

وہ عاشق نے اٹھایا بار الفت
نہ اٹھا جو زمین و آسمان سے

ترے کوچہ سے پھر دیدا اک عالم نکلتا ہے — یہ سکتا کوئی جاتا ہے کسیکا دم نکلتا ہے

وہی حسرت تو حسرت ہے جو دلمین جم کے رہتی ہے — وہی ارمان تو ارمان ہے جو دل سے کم نکلتا ہے

تڑپنا لوٹنا سر پیٹنا آہ و فغان کرنا — نکلتا جو ہے کوچہ سے ترے بیدم نکلتا ہے

تمھارے حسن پر یہ حسن اور جوبن پہ جوبن ہے — اداؤن سے ادا عالم پہ اک عالم نکلتا ہے

وہ کہتے ہین کہ چلکر ایک ٹھوکر سے جلا دینگے — کوئی کہدے کرم کیجے کسیکا دم نکلتا ہے

رلایا مصحف رخ کے تصور نے مجھے ورنہ — مرے دیوان کا ہر صفحہ کیون پرنم نکلتا ہے

تمھارے انتظار وعدہ نے ٹھہرا لیا لب پر — اگر آنا ہے آجاؤ نہین تو دم نکلتا ہے

نہ دیکھا اسنے جو بازار مین تنکے مجھے چنتے — تو پوچھا دشمنون سے مر گیا یا کم نکلتا ہے

نوید مرگ دشمن سنکے عاشق شاد ہو کیونکر
کہ نالہ درد سے لیکر صف ماتم نکلتا ہے

ستم ہے وہ پھر بدگمان ہو رہا ہے — پس امتحان امتحان ہو رہا ہے

صدا الامان الامان کی ہے ہمدم — یہ ہنگامہ برپا کہان ہو رہا ہے

خوشی کیون نہ ہو قتل ہونے کی مجھکو — وہ نا مہربان مہربان ہو رہا ہے

اڑائی ہے کب خاک دشمن کی ہمنے — مکدر عبث آسمان ہو رہا ہے

گرہ کوئی اسکی بھی ہے سخت یارب
جو گردش مین یون آسمان ہو رہا ہی

تصدق تجھی پر زمین ہو رہی ہے
تجھی پر فدا آسمان ہو رہا ہے

جو تشہیر کرتا پھرے اک جہان مین
وہ تقدیر سے راز دان ہو رہا ہے

مجھے ہچکیون نے خبر دی ہے آکر
مرا ذکر جو کچھ وہان ہو رہا ہے

نہین رکتے روکے وہ ذکر عدو سے
شب وصل مین بھی بیان ہو رہا ہے

جسے غیر کہئے جسے دشمن جان
وہ قسمت سے وہان پاسبان ہو رہا ہے

مین آویزۂ گوش کیونکر نہ کر لون
وہ دشنام سے دُر فشان ہو رہا ہے

چلو سیر کر آئین جنت کی عاشق
عجب کچھ تماشا وہان ہو رہا ہے

ہین مصیبت مین شریک درد و غم نالے مرے
یاس و حرمان رنج فرقت چاہنے والے مرے

اٹھ کھڑا اکر مین چلا جب اضطراب شوق مین
بیخودی بولی کہ بسم اللہ متوالے مرے

انجم و شمس و قمر ہین آسمان پر جنکا عکس
دیکھ لیجے سینہ پر داغ کے چھالے مرے

دل جگر مین آبلے ڈالے ہین اشک گرم نے
وصل جانان ہو تو پھوٹین ہجر کے چھالے مرے

پھر کڑی بھولا ہون مین یاد آگئی پھر چشم یار
دشت غم مین سامنے آئے ہرن کالے مرے

ہون شب فرقت تپ فرقت سی سوزان اسطرح
شمع کے سانچے مین گویا استخوان ڈھالے مرے

بخت تیرہ روز فرقت کو کرون کیونکر سفید
دشمن جان ہو گئے کیسے یہ دو کالے مرے

ہو خبردار اے فلک تیرے دھوین اڑتے ہین اب
نالہ و افغان ہین آتش کے یہ پرکالے مرے

رنج و غم ہین مانگتے اک ایک کو ممکن نہین
کیونکہ دیدون دل جگر مدت کے ہین پالے مرے

اے جناب عشق عاشق کو نہ پوچھے کوئی کیا
تم رہو حضرت سلامت چاہنے والے مرے

یارب مرے لب تک کبھی فریاد نہ آتی
اچھا تھا اگر انکو مری یاد نہ آتی

بھولے سے بھی عاشق کی کبھی یاد نہ آتی
بیداد گرو کاش تمھین داد نہ آتی

ہر روز نیا دل ہمین درکار نہوتا
ہر روز نئی گر تمھین بیداد نہ آتی

شکمہ نیند نہ سوتا کبھی اسطرح سی ابتک
شیرین جو ترے خواب مین فرہاد نہ آتی

گھبراتے ہو فریاد سے تو داد دو صاحب
بیداد نکرتے تو یہ فریاد نہ آتی

پامال ہی کرتے تو مری خاک نہ اڑتی
جان کو جو سے ہوکر ترے برباد نہ آتی

وہ آتے نہ یہانتک تو تصور سے بلاتے
گر نیند تجھے اے دل ناشاد نہ آتی

اس خاک کے جو کے ہین کوئی صید نہ پھنستا
گر خاک ترے دام پہ صیاد نہ آتی

مرتے نہین پر مرنے کے اقرار نے مارا
یہ بات دم نزع ہمین یاد نہ آتی

فریاد بھی فریادی ہے بیداد سے عاشق
اچھی تھی حسینون کو جو بیداد نہ آتی

جس شب آجائے وہ ہمکو ہے وہی رات نئی
شوق ہر دم جو نیا ہے تو ملاقات نئی

ہم یہ دیکھینگے مسیحا ترا اعجاز نیا
منہ سے بولے تری تصویر تو ہے بات نئی

چھوڑا منجدار مین بسمل کو تڑپتا ہے جنے
تیری شمشیر نے کی کیسی مدارات نئی

وہی توبہ ہے پرانی ترے پاس اے واعظ
مانین گر کہئے کوئی قبلۂ حاجات نئی

ایسے معشوق طرحدار سے دل کیونکہ بچے
جسکے پیچ و خم نئے انداز نیا گات نئی

چیر کر پہلو کو دل ہاتھ پہ رکھکر یہ کہون
دیکھئے نذر نئی لیجئے سوغات نئی

ہے وہ معشوق نیا عیش کا سامان ہو نیا
مئے دو آتشہ دے پیر خرابات نئی

گالیان ہمکو ملین اور دعائین ہم دین
دیتے ہین حضرت من آپ مکافات نئی

اپنے منہ یون تو میان مٹھو ہین سبھی عاشق
ہان جو مضمون اچھوتا ہو تو ہے بات نئی

جتنے تھے قعر جہنم دشمنون سے بھر گئے
وہ ہوئے میرے تو یہ سب جلتے جلتے مر گئے

بات اب سنتے نہین پاگل تجھے میرے ہمزبان
ایسی ہیبت ناک دیکھی شکل تیری خواب مین

اسطرح تڑپا کہ حیرت بھی تماشائی ہوئی
ہین بڑے عیار بیخود کرکے چشم مست سے

غم سے یہ چھوٹے تو وہ ہین مبتلائے صد الم
تیز رو جلد اور ہم آہستہ رو اسطرح رہے

یاس و حسرت بیکسی کیونکر نہون پھر نوحہ گر

آج پھر اغیار شاید کان انکے بھر گئے
چونک چونک اٹھی شب غم تجھسے ہم ڈر ڈر گئے

بزم مین جو رات کو ہم با دل مضطر گئے
لیگئے پہلو سے دل دل لیکے عوض بسمل دھر گئے

مرنے والے جی گئے اور جینے والے مر گئے
گرتے پڑتے بیٹھتے اٹھتے اُسی در پر گئے

جسقدر ارمان دلمین تھے وہ سارے مر گئے

بیوفا و ہم تھا گیا پر کیون گئے تم اُسکے ساتھ
حضرت دل آپ عاشق سے بدل کیونکر گئے

کیون لڑائی ہو تیری چتون سے
چشم جانان مین سرمہ دینے کو

ہے برنگ لباس یار سے رشک
آتش عشق کی وہ حدت ہے

کشتہ چشم یار ہون جو ہرن
چادر چرخ کہنہ ہو گی رفو

ہوگئے کیون یہ سب مرے دشمن
وجد ہے مشتری و زہرہ کو

ہم تماشا دکھائین دشمن کو

نہ لڑے گر کبھی یہ دشمن سے
خاک لایا ہون دشت ایمن سے

ڈھوین نکلے زبان سوسن سے
برق گرتی ہے بجلی مدفن سے

آنکھین ملتے ہین میرے مدفن سے
لیجیئے تار میرے دامن سے

دوست ملتے ہین جاکے دشمن سے
شوق ہے آنکو میرے شیون سے

ہو اشارہ جو چشم پُرفن سے

عاشق اللہ کا وہ بت کا ہے
کیون لڑین شیخ جی برہمن سے

شرم وہ جس شرم سے ہے شرم شرمائی ہوئی
وہ حیا جس سے حیا کو ہے حیا آئی ہوئی

غم کی کالی سی گھٹا دشمن پہ ہے چھائی ہوئی
میری بن آئی گر اُسکی ہے اجل آئی ہوئی

ہان جاتا دل تو بڑھتی کیون یہ رسوائی مری
پانو رسوائی نے پھیلائے تو رسوائی ہوئی

اُنکے آنے سے ہوا یہ غمکدہ عشرت کدہ
محفل آرائی سے کوئی محفل آرائی ہوئی

بنگئی رشک ارم پریون کا جمگھٹ ہوگیا
جو زمین ہے آپکے پانون کی ٹھکرائی ہوئی

پردہ داری عشق پردہ دار کی آسان نہین
کب رکے گا وہ کہ جسکو قید تنہائی ہوئی

آرزو کوچہ سے اُسکے نا اُمیدی کو لئے
بس ہجوم یاس سے آتی ہے گھبرائی ہوئی

ہاتھ قاتل کا مری قسمت سے جھوٹا پڑ گیا
تیغ خود جھوٹی تھی یعنی زنگ کی کھائی ہوئی

اشک کے دریا بہت اُمڈے مگر خالی ہے وہ
کاوش غم سے جو میرے گرد دل کھائی ہوئی

روبرو میرے کہے سب از اُن سے غیر نے
پھر اُنکو نگا مین بنا کیا خوب دانائی ہوئی

جلد توبہ کیجیئے زاہد وہ مے اور ہو حرام
ساقی کوثر کی بخشش ہے جو ہو آئی ہوئی

وحشت دل جوش پر ہے اِن دنون بار دگر
تھوڑی تھوڑی ہے طبیعت آپ پر آئی ہوئی

صور سے پہلے کہا جو قم باذنی آپنے
حشر برپا کر دیا یہ کیا مسیحائی ہوئی

بخشش عقبا پر تھا ناز جو عاشق تمھین
ابر رحمت کی گھٹا ہے قبر پر چھائی ہوئی

عالم ارواح سے آکر تماشائی ہوئی
آرزو جسکے لئے پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

ہائے اُسکو دیکھکر آتے پہ ہی آئی ہوئی
موت اُس سے ڈر گئی مجھکو شکیبائی ہوئی

قتل مجھکو کر دیا شہرت ہوئی مین چھٹ گیا
حسن عالم کش کی تیرے خوب بیبائی ہوئی

گھس گیا سنگ در تربت پر نہ کچھ حاصل ہوا
جبہ فرسائی سے یارب جبہ فرسائی ہوئی

چھیڑتے ہی زلف کو جنجال مین پھنس جائیگا
اے صبا کیا تیری شامت ہے کہین آئی ہوئی

پھر کسی بیکس کو قاتل نے کیا بے وجہ قتل
کو بکو پھرتی ہے شہرت آج گھبرائی ہوئی

ہان فقط دشمن کی باقی ہے کہو تو اُسکو کھائین
اور جو کھلائیے ہو گی قسم کھائی ہوئی

چشم حق بین سے جو دیکھو تو رسول پاک کی
دو جہان پر ہے تجلی ایکسان چھائی ہوئی

رنج و غم درد و الم تھے سب کے سب گھیرے ہوئے
ہمکو حاصل ہجر کی شب بھی نہ تنہائی ہوئی

پھرتی ہے آوارہ بازارون مین لگی آرزو
یہ کسی کاکل کے سودے مین ہی سودائی ہوئی

تھا کسی پردہ نشین کا عشق جو عاشق تمھین
پردۂ شب مین تمھاری شام تنہائی ہوئی

دلمین اُنکے بل جو تیوری ہے بل کھائی ہوئی
جب کہا دیکھو تو بولے آنکھ ہے آئی ہوئی

وہ نگاہ ناز محشر مین تماشائی ہوئی
گر اُٹھی میری طرف تو کیسی رسوائی ہوئی

اُسنے غم نامے جلائے نامہ بر جا کر تھکے
اُنکی پا فرسائی میری خامہ فرسائی ہوئی

سوختہ برقِ نگہ نے کر دیا فوراً اُسے
عالم امکان مین جس سے شناسائی ہوئی

غیر کے ملنے سے اُنکو کیا حیا آئی ہے آج
آنکھ کی پتلی نظر آتی ہے شرمائی ہوئی

تشنۂ خون ہے گلے ملتا ہے کیسا دوڑ کر
خنجر قاتل سے کیا اچھی شناسائی ہوئی

باتون باتون مین اُلجھتے ہین بگڑ جاتے ہین وہ
کچھ تو ٹیڑھی سیدھی دشمن کی ہے سمجھائی ہوئی

غیر کی قسمت مین عیش وصل تھا روزِ ازل
میرے حصہ مین غم و صبر و شکیبائی ہوئی

نامہ بر جب قتل ہو پھر کیا رہے اُمید صبر
بیکسی پھر کیون نہ ماتم مین ہو گھبرائی ہوئی

کیا سحر کو اُس گلِ رعنا کی دیکھ آئی بہار
چل رہی ہے جو نسیم صبح اِترائی ہوئی

شرم تم رکھوگے عاشق اس اجل کی یا نہین
بیکسی اُمید پر ہے دور سے آئی ہوئی

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف یائے تحتانی جو حضرت داغ کی غزلون پر قافیہ بقافیہ تحریر کی گئین

تمھارے گیسو و رخ سے شمیم عنبرین نکلی
بہت مشک ختن کو ناز تھا شیخی یہین نکلی

طبیعت سے تری کب ضد کی عادت نازنین نکلی
کہ جب یہان لب تک آن نکلی ترے منہ سے نہین نکلی

وہ آتش دم ہون مین دم مین جلا کر خاک کر ڈالا
تڑپ کر برق پر اس طرح آہ آتشین نکلی

عجب انداز سے تڑپا ہے بسمل آج مقتل مین
لب شمشیر قاتل سے بھی ہمدم آفرین نکلی

غضب ہے مر گیا مین تو بھی انکو بدگمانی ہے
یہ کہتے ہین ابھی اس نیمجان کی جان نہین نکلی

ہزار دن وعدہ و پر کیا غضب ہے وہ یہ کہتے ہین
سنی کس نے ہمارے منہ سے ہان نکلی نہین نکلی

نگاہ ناز جانان کے مقابل برق ہو کیونکر
یہ وہ بجلی ہے جو گر کر کہین ٹھہری کہین نکلی

ہمارے دست وحشت نے جنون کو بھی دیے خلعت
ہزارون مین ہماری آستین اک آستین نکلی

نگاہ ناز سے نکلی تو سیدھی پار ہے دل کے
حیا بھی شوخیون کا سانگ بھر کر شرمگین نکلی

زہے طالع ملک پڑھنے لگے توحید کا کلمہ
صدا اللہ اکبر کی جو وقت واپسین نکلی

بڑی مشکل پڑی ہے بت پرستو نکو پرستش مین
جہان پتھر کوئی دیکھا تو عاشق کی جبین نکلی

ترے کوچہ کی وسعت بھی کوئی وسعت سی وسعت ہے
ازل سے تا ابد دیکھو وہی پہلی زمین نکلی

قیام حسن سے یہ بھی نہین بڑھتی قیامت ہے
گرہ جب عمر جانانکی گئی تو چودھوین نکلی

شب تاریک مین اللہ رے انکے مسکرانے سے
جہان مین غل ہوا وہ رات دیکھو چودھوین نکلی

حیا کے ساتھ ہے حسرت تمہارے دلمین عاشق کی
گیا دل ہاتھ سے لیکن نہ یہ پردہ نشین نکلی

ہزارون نقد جان نکلی ہزارون نیمجان نکلے
تمہارے بزم سے کہدو میری حسرت کہین نکلی

جلائے ہونگے دل عشاق کے اس شمع محفل نے
صبا اس بزم سے کچھ آج غمگین و حزین نکلی

نکلنا تھا اگر یون چھوڑ کر اے نیم جان بیکس
تو دل کے ساتھ ہی پھر کیون نہ ای جان حزین نکلی

غم ہجران کے ہاتھون سی سنبھالو کوئی عاشق کو
اب اسکے پاؤن کے نیچے سے اے ہمدم زمین نکلی

غزل دیگر قافیہ بقافیہ

پھر باز پرس کس لیئے روز جزا ہوئی
شوخی مین پہلے شرم و حیا تھی وہ کیا ہوئی

تیری جفا بھی میرے لیئے تو وفا ہوئی
یہان کیا دھرا ہے غیر کے گھر جا کے بیٹھیے

صورت بدل گئی مری کیون ایسی عشق مین
دشمن مریگا میری صفائی سے ہمنشین

جرأت سوال بوسہ کی وہان کون کر سکے
خانہ خراب پھرنے لگی بیکسی مری

دی جان راہ حق مین تو عمر ابد ملی
سہیئے جفائین آپ جہان تک قبول ہین

خانہ خراب کیسی ہے یہ دل لگی جناب
جس دل پہ جا پڑی اُسے بس خاک کر دیا

کب دشمنون کو مینے کہا ہے برا بھلا
پھر کیا خون بہا کہ سبھی کچھ تو مل گیا

فرط خوشی سے ہنسین میرے زخم دل
پھر داد خواہ کون ہوا انکا جہان مین

گریہ کی میرے پہونچی جو آواز تا بگوش
ترچھی نظر جو آنکھ ہوئی سیدھی اس طرف

آئی نگاہ ناز قیامت تھی یا بلا
جس جس نے انکو دیکھ لیا آ گئی قضا

تیر نگاہ ناز کے پڑتے ہی جان گئی

کب توبۃ النصوح مین مجھسے خطا ہوئی
حالت تغیر ایسی یہ کیون دل ربا ہوئی

غیرون کی بد دعا میرے حق مین دعا ہوئی
کیون مرگ نا گہان تو عبث بد مزا ہوئی

جو بات راز کی تھی وہی برملا ہوئی
اُس سے تو کہدے گو نہوئی اُنسے یا ہوئی

توبہ جہان گناہ بنی یا خطا ہوئی
حسرت بھی دل کے ساتھ ہی دلکی فنا ہوئی

خضر بقا ہمارے لیئے یون فنا ہوئی
دشمن دکھائے آنکھ تو یہ بات کیا ہوئی

آخر وہین ہوئی کہ جہان ابتدا ہوئی
برق نظر تری نہ کسی جا خطا ہوئی

چھوڑو خدا کے واسطے پیچھا خطا ہوئی
قاتل جو مسکرا کے کہے ہان خطا ہوئی

جب بعد قتل ہنسکے کہین وہ خطا ہوئی
بے رحمی ان بتون کے لیئے جب روا ہوئی

بے چینی یہان جدا ہوئی اور وان جدا ہوئی
مقبول جانتے ہین ہماری دعا ہوئی

دنیا ہوئی تمام اک انکی ادا ہوئی
ایسی ادا ہوئی تو بھلا کیا ادا ہوئی

میری قضا ہوئی تری ظالم ادا ہوئی

جب وہ پڑھی رقیب بد اطوار پر پڑھی
پھر کہتے ہین نگاہ مری پارسا ہوئی

اپنا سا کر لیا ہے اب اُسکو بھی حق پرست
پڑھ لین دوگانہ بندگی حق ادا ہوئی

مین بھی یہ جانتا ہون کہ لڑتی رہی سدا
غیرون سے کب نگاہ تری آشنا ہوئی

جب تم گئے تو قبر مین ہمکو جگہ ملی
جب دل گیا تو درد کو پہلو مین جا ہوئی

عاشق عدو کو گھیر لیا اُسنے آنکر
جب کوئی آسمان سے نازل بلا ہوئی

زاہد نماز عمر مین تیری ہوئی نہ ایک
عاشق کی ایک سجدہ مین ساری ادا ہوئی

غزلہائے غیر طرح دیوان

ہم ترے کوچہ مین اسطرح رہین آتے جاتے
سر کے بل چلتے ہین اور ٹھکیان کھاتے جاتے

ہر قدم شور قیامت مین اُٹھاتے جاتے
آرمیدون کو ہین ٹھوکر سے جلاتے جاتے

جو بہت چلتا ہے تھکتا ہے وہ آخر اک دن
تہ تین دم کو ہوئین سینہ مین آتے جاتے

خون دشمن کا لگاتے ہین زمین پر قشقہ
خاک و خون مین ہین سمجھے یون ملاتے جاتے

پھول جھڑتے ہین کہ گھر گرتے ہین آئی ہین مرے
وہ ہین دشنام سر راہ سُناتے جاتے

مر گئے یون خاک ہوئے تھے کہ رسائی ہوگی
ہائے وہ خاک سے دامن ہین بچاتے جاتے

رہرو منزل عشقی کو جو وحدت ہے پسند
پا فتادون کو بھی لازم تھا اُٹھاتے جاتے

رہگذر مین ہے مرا کلبۂ احزان اے جان
اس طرف بھی تو گذر ہو کبھی آتے جاتے

آہین بھرتے ہین ترے سوختہ جان تفتہ جگر
ہین فلک زیر فلک اور بناتے جاتے

سوختہ دل ہین وہ مایوس کہ آہین بھرکر
اک فلک تازہ دھوئین کا ہین بناتے جاتے

لیچلے دل تو عبث چھوڑ کے جاتے ہوا سے
نقش امید بھی سینے سے مٹاتے جاتے

اثر رقت مضمون سے ہے قاصد گریان
حرف مٹجاتے ہین خط کے ترے جانے جاتے

سیکدے مین کبھی پایا کبھی بتخانہ مین ۔۔۔ عاشق رند کو دیکھا ہمین آتے جاتے

ہم بھی عاشق مقصد پہ پہونچ جائینگے
نقش پا پیش رو ون کے ہین جو پاتے جاتے

دیگر

وہ گرد رخ جو زلف معنبر بنائین گے ۔۔۔ ہالے کا گرد ماہ کے چکر بنائین گے

دود جگر سے چرخ کی چادر بنائین گے ۔۔۔ چنگاریون سے آہ کے اخگر بنائین گے

لکھنے کو وصف مصحف رخسار یار کے ۔۔۔ تار نگاہ شوق کا مسطر بنائین گے

وحشت کریگی گر خلش خار کی ہوس ۔۔۔ مژگان یار کو سر نشتر بنائین گے

آب روان اشک سے اندوہ ہجر مین ۔۔۔ ہم نذر یار کے لئے چادر بنائین گے

قاتل ہمارے قتل سے آئیگی ور آب ۔۔۔ قطرون سے خون کے جوہر خنجر بنائین گے

ہمسے بگڑ کے غیر بتون سے ملا تو ہے ۔۔۔ اب تجھسے ہم بھی اسے دل مضطر بنائین گے

بے ساختہ بناؤ تیرے ائے کیا کہون ۔۔۔ دل پر بنائینگے کبھی جان پر بنائین گے

دشمن کی روک کے لئے دل کے غبار سے ۔۔۔ دیوار مثل سد سکندر بنائین گے

احسان کسی کا لین گے نہ ہم راہ عشق مین ۔۔۔ قاصد کے بدلے آہ کو رہبر بنائین گے

تمکو تو ہائے دلشکنی کھیل ہو گئی ۔۔۔ ہم کس کے گھر سے روز نیا گھر بنائین گے

خاموش ہو کے وصل مین یون تو نہ بیٹھئے ۔۔۔ بت بن کے آپ مجھکو بھی پتھر بنائین گے

واعظ مجھے ڈراتا ہے محشر کی پیاس سے ۔۔۔ سب کام میرے ساقی کوثر بنائین گے

تڑپا کے آپ ہمکو قیامت نہ لائیے ۔۔۔ مضطر وہ ہین جہان کو مضطر بنائین گے

ہم کچھ عدو نہین کہ بنین انکے مدعی ۔۔۔ کیون رنگ خون سے قتل کا محضر بنائین گے

ہم اٹھکے جائینگے وہ کرین لاکھ بندوبست ۔۔۔ اب طائر خیال کا شہپر بنائین گے

عاشق چنین گے وصل مین افشان جبین پہ ہم

اب آسمان حسن پہ اختر بنائین گے

ہم اسے فلک ہین ستمگر کے دل کو کھائے ہوئے — حزین ہین خستہ ہین مظلوم ہین ستائے ہوئے
اُٹھین نہ رشک سے کیونکہ بغیر اُٹھائے ہوئے — رقیب آے ہین محفل مین بے بلائے ہوئے
قدم قدم پہ سمجھے فتنے بپا قیامت تھی — چلے وہ ناز سے دامن کو جب اُٹھائے ہوئے
اگر نہ آئے وہ دلبر تو موت ہی آجائے — دعا کو ہاتھ ہین مدت سے ہم اُٹھائے ہوئے
عدو پہ ناز تھا اب کیون بنا وہ مورد طعن — بتاؤ پھرتے ہو کیون اپنا منہ بنائے ہوئے
عذاب روز جزا سے وہ کیا ڈرین واعظ — جو سختیان ہین غم ہجر کی اُٹھائے ہوئے
یہ کون بسمل پرشوق آج قتل ہوا — لباس سُرخ سے وہ خون مین ہین نہائے ہوئے
نہ غنچہ خود ہین شگفتہ نہ اپنے زخم جگر — یہ گل ہین اُس گل خندان کے سب کھلائے ہوئے
وہ دل کو لیگئے اپنے تو رہ گئے بس ہم — کلیجا غم سے سو سے ہوئے دبائے ہوئے
جو کشتگان تغافل ہین خاک مین سوئے — اُٹھین کسیکے نہ ہرگز کبھی اُٹھائے ہوئے
رہیگی رونق حسن و جمال کب مخفی — نقاب مین ہون وہ گو لاکھ منہ چھپائے ہوئے
خطر ہو کیا انھین دریائے معصیت کا کچھ — جو بحر اشک ندامت مین ہین نہائے ہوئے

نہ کیون ہون بحر ندامت مین غرق اے عاشق
کہ میرا خون ہین وہ پہلے گنہ بہائے ہوئے

کشتنی وہ ہوا کہ ارمان قتل کے دلمین رہے — سر بکف ہو کر ہمیشہ کوئی قاتل مین رہے
نکلے ارمان شہادت ہائے دل کسطرح — نازکی سے جب نہ خنجر دست قاتل مین رہے
کیا رہے ایسے تو رہنے سے نہ رہنا خوب تھا — جب سبک آنکھون مین اور بھاری ترے دلمین رہے
بعد پامالی وہ کردی خاک بھی برباد جب — پھر کوئی کیا خاک جاکر کوئے قاتل مین رہے
پیٹین ہم اُن حسرتون کو جو سدا بھٹکی پھرین — روئین اُن ارمانون کو نکلے نہ جو دلمین رہے
نکلے شہادت کے جو جو کے کھالیا پھل شوقین — قبضہ شمشیر و خنجر دست قاتل مین رہے

دختر رز منہ لگی جبسے نہ چھوٹے گی کبھی
محتسب پیتے رہے خون فکر باطل مین رہے

عشق پردہ دار نے ڈھانکا ہی پردہ قیس کا
پھر بھلا لیلی کا پردہ کیون نہ محمل مین رہے

وہ نہین آیا گلستان مین تو آئی ہے خزان
وہ مزے پہلے سے کب شور عنادل مین رہے

کچھ دئے ہین مانگ کو کچھ زلف کو کچھ خال کو
میرے دل کے ٹکڑے یون دامان قاتل مین رہے

جھوٹا عاشق کو وہ کہتے ہین سوال وصل پر
ہجر کیسا عمر بھر جب تم مرے دلمین رہے

غزل دوم ایضا

پوچھتے کیا ہو شب غم کن مشاغل مین رہے
رنج و غم درد و الم سے مشورے دلمین رہے

یہ رہین ہیچ پیچ کو افشان کریگا خون سے
دم اگر تھوڑا ابھی باقی ترے بسمل مین رہے

ناتوانی سے نہ نکلے دو نو گھر سے ہجر مین
مین تو کیا ارمان بھی میرے سخت مشکل مین رہے

ہائے مین تڑپا نہین لوٹا نہین چیخا نہین
سیکڑون ارمان بھرے شامل مرے دلمین رہے

وہ تجلی طور کی اور دبدبہ وہ حسن کا
روبرو اسکے کوئی بیٹھا مقابل مین رہے

وہ عدم آباد کو پہونچین گے کیونکر رہرو
عمر بھر چل چل کے جو پہلی ہی منزل مین رہے

خوب لوٹے آپکے روئے مخطط کی بہار
گر ہمارا نقطۂ دل آپکے تل مین رہے

آنکھ مین ہو جلوۂ نظارہ تیرے دوست کا
یاد تیری ہر نفس یارب مرے دلمین رہے

کرتے ہین بے چین جو آ آ کے اونکو تمہین
میرے ارمان ہین جو وقت مرگ تک دلمین رہے

پوچھو تو بتلاؤن مین شبکو کہان تھے پردہ دار
آنکھ کے تل مین رہے تم پردۂ دل مین رہے

ہجر مین عاشق جگر و دلمین کبھی بنتی نہین
یون تو سینہ مین بہت مدت سے شامل مین رہے

غزل سوم

جبکہ یکرنگی ہے پھر کیون وہم باطل مین رہے
جز ترے کوئی تصور کیون مرے دلمین رہے

رشکِ دشمن نے غضب ہی جان لی اے شمع رو
بنگئے ہم پروانہ شب کو تیری محفل مین رہے

جلد طے کرتے ہین منزل کو جو ہین آہستہ رو
رہ رو کھا کھا کے ٹھوکر پہلی منزل مین رہے

بوند پانی کی نہین چکنے گھڑے پر ٹھہرتی
بات عقل و فہم کی کیون طبعِ جاہل مین رہے

وصل مین ناخواندہ مہمان آتے ہین اور ہجر مین
کون مہمان یاس و حسرت کے سوا دلمین رہے

بارِ سنگِ رشکِ دشمن ہے ہمیشہ سینہ پر
تیرے بیمار محبت مبتلا سل مین رہے

شیخ مسجد برہمن مندر مین رہتے ہین تو کیا
دل جگر اپنا جو دائم کوئے قاتل مین رہے

یادِ مژگانِ بتِ سفاک مین فرقت کی رات
خارِ غم نشتر صفت ہر دم رگِ دلمین رہے

دیکھیئے پہونچین گے کب تک تا دیارِ ملکِ عدم
قافلے جتنے گئے سب پہلی منزل مین رہے

خارِ غم نے تیرے بخشے ہین ہزارون داغِ گل
آبلے جتنے پڑے بن بنکے گل دلمین رہے

عاشق اب وہ جو سزا دین ہمین نہین اسکا جواب
کہتے ہین کیون بے اجازت میری محفل مین رہے

کیا قیامت ہے تماشے کوئے قاتل مین رہے
سیکڑون ذبح ہو کے نقشے پائے بسمل مین رہے

جان کھوئی ہو جسے وہ ایسی مشکل مین رہے
جز مرے دشمن کا کیا دل جو ترے دل مین رہے

دونون کے ارمان نہ نکلے ایک ہی چھپے وار مین
کچھ مرے دلمین تو کچھ شمشیرِ قاتل مین رہے

تن کو وہ ڈھانکے نہ کیون پھر خاکِ کوئے یار سے
تار اک باقی نہ جیب و دامانِ سائل مین رہے

بال پڑ جائین گے اس مین جیسی ہی بن جائے گا
تاب کب آئینہ کو تیرے مقابل مین رہے

داغہائے دل مین یہ سب خون کے چھینٹے نہین
جو گلِ خندان نمط دامانِ قاتل مین رہے

میرے گریہ کا اثر ہے موجِ طوفانِ بلا
میری آہون کے شرر دامانِ ساحل مین رہے

ذبح ہونے مین بھی قاتل ہمدمی کا لطف ہو
جتنا دم خنجر مین ہو اُتنا ہی بسمل مین رہے

بیگنہ کے قتل سے جاتی رہی ہے آبرو
پہلے سے جوہر کہان شمشیرِ قاتل مین رہے

یاس و حسرت کے سوا ہے کون اپنا ہجر مین
کاش کے پیکانِ قاتل ہی مرے دل مین رہے

آئے تھے دریا بہاتے اور چلے تو گور مین
ہم سدا مخمور اس آب اور اس گل مین رہے

عمر بھر مین پہونچے ہین یارب کنارے گور کے
دور ہے جانا ابھی تک پہلی منزل مین رہے

آج عاشق کچھ تسلی جان مضطر کو ہے کون
تیر کے پیکان شاید ٹوٹ کر دل مین رہے

نہ پایا میری آہون سے کہین اپنا نشان تو نے
بتا سمجھا تھا کیا آخر مجھے اے آسمان تو نے

نہ چھوڑا عندلیبان چمن کا آشیان تو نے
اجاڑا کیون بہاران مین گلستان باغبان تو نے

لگی کوچون مین خاک اڑنے لگی شہرون مین چرچے ہین
نبھائی رازداری خوب ہی اے رازدان تو نے

گھٹی ہے شوکت افلاک تیرے آستانے سے
زمین جنت ہوئی جہان کی قدم رکھا جہان تو نے

نہ نکلی صورت حسرت یہ کیسی بے وفائی ہے
کیا شرمندہ کیون قاتل سے جان ناتوان تو نے

کٹے جاتے ہین اعدا اور وہ خاموش بیٹھے ہین
نکالی دھار خنجر کی طرح کیون اے زبان تو نے

جہان دیکھو جہان مین شور ہے غل ہے دہائی ہے
یہ کی ہے نوحہ خوانی خوب بلبل کے نوحہ خوان تو نے

فسانہ گر مرا سنتا نہ سنتا پھر کوئی قصہ
فقط فرہاد و مجنون کی سنی ہے داستان تو نے

تجھے غیرون سے نفرت ہوگئی سمجھا تھا آج اسکو
قسم کھا کر کیا ہے بدگمان اے بدگمان تو نے

ہزارون داغ سینہ کے کئے روشن یہان تو نے
جو شب بزم عدو مین گل کھلائے میری جان تو نے

کہا بت نے خفا ہو کر یہ پیشانی کے بوسہ پر
بنایا کیا جبین کو میرے سنگ آستان تو نے

غم سوز نہان صد آفرین شب بزم جانان مین
جلائے شمع کی مانند میرے استخوان تو نے

تجھے سودا ہوا عاشق جو سودا دل کا کرتا ہے
سر بازار یہ کیسی لگائی ہے دکان تو نے

ہمارے قتل پر اکثر ہلائی ہے زبان تو نے
سوال وصل پر لیکن نہ ہون کی ہے نہ ہان تو نے

اٹھایا آہ دل سے کسقدر میرے دھوان تو نے
بنایا سر پہ تازہ اور بھی اک آسمان تو نے

تصور مین بھی بوسون کے جو یون لب چاٹتی ہے تو
بتا تو ذائقہ پایا ہے کیا ایسا زبان تو نے

غضب ہے قتل ہونے پر بھی مجھسے بدگمانی ہے
ہزارون بار مقتل مین لیا ہے امتحان تونے

ہوا جو حسن مین نامی کسی کا بھی سا جھا تیرے باعث سے
بنایا زاہدون کو معتقد پیر مغان تونے

ترا ممنون ہون رکھا پتہ اُنکے نہ مسکن کا
اڑائی آہ پر تاثیر خاک دشمنان تونے

جو جاتے ہین وہان عشاق مرجاتے ہین گھٹ گھٹ کر
بنایا ہے ہمارے سدۂ دل سے کیا مکان تونے

کیا سر کو جدا اتنا یہ کب بھاری تھا اے قاتل
اس احسان سے کیا ہے دوش کو جتنا گران تونے

کبھی بتخانہ مین ڈھونڈا کبھی کعبہ تجھے جا کر
کہین کا بھی نہین رکھا مجھے عشق بتان تونے

جوانی رہ گئی تھک تھک کے پیچھے پر نہ ہاتھ آئی
دکھائی چال وہ پیری مین اسے عمر روان تونے

خدا جانے پسند آئے نہ آئے اُنکو ای عاشق
یہی تھا پیش قیمت دل کا بھیجا ارمغان تونے

تجسس مین جو چھنوائی ہے خاک لامکان تونے
اڑائی خاک حسرت کی دل پُر غم کہان تونے

سلوک اچھا کیا وحشت یہ بنکر میہمان تونے
اڑائین خوب امن کی ہمارے دھجیان تونے

تری قدرت کی وسعت کا تجھی کو علم ہے یارب
کیا دو حرف کُن مین دونو عالم کو عیان تونے

تبسم سے ترے ہر خار و خس مین پھول آئے ہین
گلستان مین کھلائے گل عجب غنچہ دہان تونے

صفت غلمان و حور و خلد کی سچ مان لیتا مین
مگر دیکھا نہین زاہد کبھی کوئے بتان تونے

شب ہجران سے میرے اسکی طولانی کہین کم ہے
ہوا کیا خضر گر پائی ہے عمر جاودان تونے

ہمارے سینہ مین کیا داغ رشک غیر کچھ کم تھے
دیا ہے پھر فلک کیون داغ ہجر دوستان تونے

ترے عاشق نے زندہ کر دیا مردہ مضامین کو
خدایا وہ زبان بخشی اُسے معجز بیان تونے

کیا جو اُس بت نامہربان کو مہربان تونے
سکھائی ہوگی طرز جور کوئی آسمان تونے

کہین باقی نہین چھوڑا ہے کچھ آہ و فغان تونے
زمین بیچاری کیا پھونکے ہین ساتون آسمان تونے

قیامت کی یہ طولانی جو واعظ کی بیان تونے
درازی روز ہجران کی ابھی دیکھی کہان تونے

خدا جانے لقب پایا ہے کیوں آرام جاں تو نے
نہیں ناشاد ہی رکھا نہ رکھا شادماں تو نے

چبھے جتنے تھے پیکاں تیر کے دل بن گئے اتنے
دیئے اک دل کے بدلے سیکڑوں دل لستاں تو نے

یہ ٹھہری تھی کہ لیتے امتحاں آج اسکا مقتل میں
وفا کی خوب ہی دشمن سے مرگِ ناگہاں تو نے

مرا دامن ہے گویا دامنِ صد وادیِ ایمن
کبھی نا نپا ہے سے دامن سے دورا ہے آسماں تو نے

ہزاروں کوس بجلی بھاگتی ہے جسکی تابش سے
بتا مجھسا کہیں دیکھا ہے کوئی تفتہ جاں تو نے

نہ آئے وہ تصور ہی میں نقشہ کھینچ کے آیا ہے
نہیں کی جذبِ الفت میری محنت رائگاں تو نے

وفا کی تو جفا کی اور دعا کی تو دغا الٹی
ادھر بیٹھے ادھر تو نے یہاں بیٹھے وہاں تو نے

جہاں بیٹھے زمیں بیٹھی جہاں اٹھے فلک ٹوٹا
قیامت ہم پہ توڑی ہے زمین و آسماں تو نے

سخندانی کی شہرت ہے سخندانوں میں یوں عاشق
کہ فیضِ حضرتِ غالب سے پائی ہے زباں تو نے

رباعیات طرح دیوان قافیہ بقافیہ

رباعی

اے ماہ لقا غیرتِ صد مہرِ منیر
کیونکر نہ ہو رشک سے یہ عاشق دلگیر
ہے طرفہ غضب کہ خواب میں غیر سے شب
باتیں کرتی تھی ہنسکے تیری تصویر

رباعی

بے رحمی و سفاکی میں بے مثل و نظیر
ہے کون وہ تم ہی تو ہو بیباک و شریر
کیا چھیڑ ہے کیوں غیر کی کھینچی تم نے
ہمنے بھی جلا دی منہ جلے کی تصویر

رباعی

کیا مہر سے خالی ہے تمہاری تصویر
اچھوں سے نرالی ہے تمہاری تصویر
کیا کھینچے کوئی کہ دور اپنے کو بہت
خود کھینچنے والی ہے تمہاری تصویر

رباعی

بہزاد نے ہرگز نہ اُتاری تصویر	اس ناز و ادا کی ایسی پیاری تصویر
حیرت سے جو تصویر بنا جاتا ہے	پھر کھینچے وہ کس طرح تمہاری تصویر

رباعی

بد عہد مکرتی ہے تمہاری تصویر	جھوٹا تمھین کرتی ہے تمہاری تصویر
بھرتے ہین تصور مین جو اسکا خاکا	عشاق سے ڈرتی ہے تمہاری تصویر

رباعی

حور و غلمان سے ہے یہ بڑھکر تصویر	ہے عکس فلک پہ اور زمین پر تصویر
پیوستہ ہے اُس سے اور وہ ہے اِس سے	پھر دل سے یہ کیونکر نکلے باہر تصویر

رباعی

سیکھی ہے کہان ناز تمہاری تصویر	دم دیتی ہے دمساز تمہاری تصویر
مانند بتون کے راز کہتی ہی نہین	پھر کیونکہ ہو غماز تمہاری تصویر

رباعی

رمضان کے روزون سے ملا خلد مین بار	اسکی گرمی سے سردی پہونچی نفے النار
روزہ ہو دو روزہ کے برابر عاشق	جائز نہین اک دن مین ہو دو بار افطار

تمت بالخیر

غیر طرح دیوان

قصیدہ مشتمل بر مدح مہر سپہر عرفان و ہدی شمع شبستان صدق و صفا حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہٗ

حسن رسول نما پیشوائے اہل یقین	اس آستانہ پہ گھستے ہین مہر و ماہ جبین

بلند گرچہ فلک ہے مگر کہان اتنا
کہ جتنی رکھتی ہے رفعت اس آستان کی زمین

پڑے جو ذرۂ خاکِ قدم سے افشان چرخ
تو مہر و ماہ مین ہونے لگی عیان چنین

یقین ہے نہ رہے خاتمِ سلیمان مین
گران کا نام نہ ہو زیب بخش جزم نگین

بنے گی غیرتِ اکسیر گرد پا اُسکی
جو ہووے دشتِ معلّی مین کوئی خاک نشین

نہین بعید خرد سے کہ طالبون نے ترے
نگاہ جبکہ اُٹھائی تو عرش بھی ہے قرین

لگی ہوئی ہے سرِ رہ سبیل کوثر کی
اس آستانے کی ہے خاک رشکِ ماءِ معین

جہان شرع مین مشہور نام ہے تیرا
ہے جس سے رونقِ اسلام زیب بن شین

یہ فیض آپکے سب حُسن معنوی سے ہے
کہ میری فکر ہے اچھی مرا خیال حسین

لیا یہ رحمتِ باری نے کام روضہ پر
کہ پڑھتی رہتی ہے ہر وقت سورۂ یسین

جہان مین آپکی خاک قدم ہے خاکِ شفا
نہ دردمند ہے کوئی یہان نہ کوئی حزین

تمھارا نام اگر دایۂ حیات نہ لے
یقین ہے کہ شکم سے کبھی نہ نکلے جنین

یہ حُسن خلق کا سبزہ مین ہو گیا ہے اثر
تمھارے دشت کے آہو مین رشک آہوئے چین

گر آپکی ہو توجہ تو ہے نجاتِ آبد
سفارش آپکی ہو تو ملے بہشتِ برین

تمھاری یاد مین رو دون نہ بیٹھ کے گر
تو ہو بہشت کے قابل سرشتِ ماء و طین

جہان مین تا بقیامت تمھاری ذات سے ہے
نظام شرع و طریقت قوام ملت و دین

تمھارے ہجر مین گریہ نے پائی یہ قیمت
کہ قطرہ قطرہ ہے آنسو کا رشکِ درِ ثمین

یقین تو یہ ہے کہ پہنچے نگاہ تا سرِ عرش
مراقبہ مین کوئی ہو جو بر سرِ بالین

پڑھائے مرقدِ انور پہ چرخ گر چادر
ستارہ بنکے گرے صورتِ گلِ نسرین

رسولِ پاک سے جا ملا دیا جسکو
کیا ہے مُردے کو زندہ زرِ ثنے و صدق و یقین

اویس قرنی سے بیعت ہوئی ہے رویا مین
تبارک اسمک کیا مرتبہ ہے کیا تمکین

طریقت آپکی عرفان ہے معرفت ہی سلوک
محبت آپکی ایمان ہے اور کفر ہے کین

نگاہ پڑتے ہی روضہ پہ عرش پر جائے — یہ تار کا ہے عجب سلسلہ کہین سے کہین

نمونۂ سلفِ صالح رسولِ تمنا — جناب سید احمد حسن ہین صدر نشین

انھین کے دم سے ہے روضہ کو رونقِ تازہ — مثل یہ سچ ہے کہ ہے زینتِ مکان مکین

انہی سے شمع شبستانِ معرفت مین ہے نور — زمین روضۂ انور ہوئی فلک تزئین

فلک اگر نہ پڑھے انکے نام کی تسبیح — تو دانہ دانہ جدا ہو خوشۂ پروین

یقین ہے نعرۂ اشہد سے گونج اٹھے گردون — اگر بتون کو یہ ذکرِ حسن کرین تلقین

شریعت انکا ہے رشتہ طریقت انکا چلن — حقیقت انکا ہے قانونِ معرفت آئین

بیان کیونکہ کرے لاکھ خوبیون مین ایک — زبانِ خامہ کو طاقت نہین مجال نہین

ہمیشہ روضۂ اطہر سے فیض ہو عاشق
لبِ سروش دعا پر مرے کہے آمین

غزلہای ردیف الف قافیہ بقافیہ تمامہ غزلہائے دیوان مرأۃ الغیب شاعر بےمثال سخنور نازک خیال فاضل اجل کامل اکمل جناب مولوی امیر احمد صاحب متخلص امیر مینائے لکھنوی و دو غزلہ ردیف یا صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ دیوان مرآۃ الغیب قافیہ بقافیہ و قصیدہ مندرجۂ دیوان مذکور مناظرۂ شانہ و آئینہ قافیہ بقافیہ

مناظرۂ زلف و رخ

جتنا ہو کم قصور ہے اپنے قصور کا — ہے بحرِ عفو جوش پہ ربِ غفور کا

کچھ بھی نشان نہین مرے داغِ قصور کا — اللہ رے جوش رحمتِ ربِ غفور کا

عالم مری نگاہ مین رہتا ہے نور کا — دریا سے موج کو ہے ارادہ عبور کا

جو اک پلک جھپکنے مین واصل ہو یار تک — ایسے سے وہم دور ہے نزدیک و دور کا

درماندگی وصال صنم مین ہو کسلیے — چلنا نہین کہ فکر ہو نزدیک و دور کا

ذرہ سے کم نگاہ مین میرے ہین مہر و ماہ — عالم وہ چشم دل مین سمایا ہے نور کا

اللہ رے صاف دل کی ہماری صفائیان — جس جا نگاہ کی وہین جلوہ ہے نور کا

بینا ہے جنکی چشم دل اسرار عشق مین — گھر بیٹھے دیکھتے ہین تماشا وہ دور کا

مُرجھا دیا سموم ملامت نے اُگتے ہی — سرسبز کب نہال ہوا ہے غرور کا

شایان ہے تیرے واسطے زیبا تجھی کو ہے — اللہ رے دبدبہ ترے عزّ و غرور کا

نورِ خدا سے نور محمدؐ گیا ہے بن — کتنا عروج پر ہے ستارا یہ نور کا

بہتان اُٹھین گے شرک کے گر غیر کے بنا — مخزن وہ تہمتون کا ہے معدن فتور کا

لے وہ ارم رہے نہ وہ شوکت نہ وہ شہی — شداد کو ملا یہ نتیجہ غرور کا

کون و مکان حبیب کی خاطر بنائے ہین — وہ نور پاک خاص سبب ہے ظہور کا

رکھتا ہون لے پری مین بھی وہ تیز سرکہ مین — پستی مین لاؤن اوج سے شیشہ طہور کو

ابر کرم وہ دامنِ عصیان کو پاک کر — دھبا رہے نہ ایک بھی داغِ قصور کا

وہ اسمین جلوہ گر ہے یہ پھرتا ہے ڈھونڈتا — یہ حال ہو گیا ہے دلِ ناصبور کا

اس آرزو نے دل نے اسے کیون بٹھا دیا — اُبھرا تھا بحر غم سے سفینہ قصور کا

گرداب مین بٹھائے گا گر بار معصیت — توبہ سُبک کریگی سفینہ قصور کا

بھاری نکر ڈبو نہ ہوا و ہوس اسے — ہے بحرِ معصیت مین سفینہ قصور کا

پھر کیون نہ ہو مجھے فخر سری عرش برین پہ — ہو سایۂ قدم مرے سر پر حضور کا

اے بیکسی کہان ہین وہ سرمایۂ غرور — ملتا نہین نشان اب اُنکی قبور کا

چاہون مین تجھکو اور ہو پھر جادہ غیر کی — کافر ہون گر خیال کرون حُسنِ حور کا

زاہد مین اسکو چھوڑ کے کب دم مین آؤنگا
لالچ جو دے رہا ہے تو غلمان و حور کا

پردہ نہین شراب کہ خالی ہون خم کے خم
اک جرعہ مکتفی ہے شراب طہور کا

پیتا نہین ہون کچھ بھی بجز خون دل کبھی
مشتاق اسقدر ہون شراب طہور کا

مجھکو مے وصال سے مسرور کیجیے
کب خواستگار ہون مین شراب طہور کا

وہ عشق پردہ دار نے ڈھانکا بروز حشر
کب جسم کوئی دیکھ سکا ہمسے عور کا

عاشق کا بیڑہ پار لگا دیجیو خدا
بحر فنا سے جب ہو ارادہ عبور کا

جوش مین جس دم کہ دریائے شفاعت ہو گیا
سبکا بیڑا پار حضرت کی بدولت ہو گیا

لوح دل پر نقش جب نقش شفاعت ہو گیا
محو داغ معصیت اسکی بدولت ہو گیا

جو کہ ہونا تھا وہ سب وقت شفاعت ہو گیا
سبکا چھٹکارا شفاعت کی بدولت ہو گیا

وہ گھٹا آئی کرم کی ابر رحمت ہو گیا
فضل سے لبریز میدان عدالت ہو گیا

دامن امید شوق جلوہ سے اتنا بڑھا
دور دامن کا مرے دور قیامت ہو گیا

ہو گئی بخشش ملی جنت خدا کے فضل سے
مختصر میرے لئے روز قیامت ہو گیا

سونے والون کی کھلین آنکھین جو انکی چال سے
پوچھتے ہین مجھسے کیا روز قیامت ہو گیا

جو گرا قطرہ غم حسنین مین دریا بنا
جو دھوان آہون کا اٹھا ابر رحمت ہو گیا

جسکو دربانی ملی اس آستان پاک کی
اسکو دنیا ہی مین حاصل قصر جنت ہو گیا

مل گئی کونین کی بس اسکو چتر شاہنشہی
جسکو فرمان غلامی یہان عنایت ہو گیا

ابر رحمت انکے جب غائب ہوا آغوش مین
چھوڑ کر روح الامین حضرت سے رخصت ہو گیا

انکے آنے سے ہماری جان رفتہ آئی تھی
انکے جانے سے لبون پر دم تھا رخصت ہو گیا

نالہ تکبیر جب خنجر کے منہ سے سن لیا
اللہ اللہ کیا مجھے شوق شہادت ہو گیا

مین وہ تڑپا نکلی خنجر کی زبان سے آفرین
رشک سے دشمن کو بھی شوق شہادت ہو گیا

ہاتھ جو اُسنے لگایا تن کے سو ٹکڑے ہوئے
جو نمک چھڑکا وہ خور اک جراحت ہو گیا

خاکساری کے سبب پہونچا کہاں سے یہ کہاں
دل ہمارا وہ ترقی یاب رفعت ہو گیا

گھٹتے گھٹتے درد نے یہ حال میرا کر دیا
بڑھتے بڑھتے ضعف آخر رفعِ محنت ہو گیا

آپ جو چاہیں کہیں اور ہیں سنو حیرت زدہ
کیسا جلوہ ہے کہ جس سے محوِ حیرت ہو گیا

سو نہیں قسّام ازل نے قسمتِ عاشق انھیں
جو زبان سے لفظ نکلا حرفِ قسمت ہو گیا

عاشق اب کیا شکوۂ بیداد گر سے فائدہ
جو کہ ہونا تھا وہ پہلے درجِ قسمت ہو گیا

فلک کیا ہو مقابل عاشقوں کے دور داماں کا
ازل سے تا ابد اک گوشہ ہے طولِ گریباں کا

یہ دل جوں آتشیں شیشہ ہی منظر شعلہ رویاں کا
تماشا خود بخود جس سے نمایاں ہے چراغاں کا

گذر کیا ہو سکے بیاں فہم کا یا دخل امکاں کا
بہا تھا کربلا میں خون کیوں شاہِ شہیداں کا

گلِ عارض کی تیرے عشق نے سنچا اثر مجکو
جہاں رکھا قدم واں بن گیا تختہ گلستاں کا

گرجنا گونجنا نالہ کا میرے چرخ پر چڑھکر
مقابل سے کہیں منہ پھیرتا ہے شیر میداں کا

بیاں پیراہنِ اقدس کی عظمت ہو سکے کیونکر
ازل سے تا ابد اک تار ہو جسکے گریباں کا

قدم پہونچا جہاں تیرا فرشتوں کی گذر کب تھی
ثریٰ سے ذرہ سے بر تر رتبہ کب تختِ سلیماں کا

ہمارے سینہ پر داغ کی دیکھی وہ گلکاری
کوئی مشتاق ہے عالم میں گر سیرِ گلستاں کا

دعائیں تا در اسجاب پہونچیں میرے ہاتھوں کی
مرادوں سے بڑھا وہ سلسلہ میرے گریباں کا

خلش خارِ رہِ الفت کی جسکے دل میں ہوتی ہو
نظر میں اُسکی شکل خار ہر گل ہے گلستاں کا

تمہارے دستِ رنگیں کا وہ سایہ ہے شفق کب ہے
حنائی ہاتھ سے دل خون ہوا ہے لعل و مرجاں کا

خدا کی شان ہے تم اہر بھی دیوانہ ہوا اب تو
اثر ہے زلفِ حوراں میں تری زلفِ پریشاں کا

ہماری لاغری نے دی یہ آزادی سگِ آزادی
بیاباں در بیاباں بن گیا ہے گوشہ زنداں کا

ہوا ویران گلشن ہاتھ سے صیاد و گلچیں کے
کسیکو خاک پھر ارماں ہو سیرِ گلستاں کا

سیے تار نظر سے مردم چشم اسکو زیبا ہے
دل صد چاک بھی پیوند ہے میرے گریبان کا

گھٹائے سے نہیں گھٹتا نہ یہ کاٹی سے کٹتا ہے
مرے طول امل کو سامنا ہے روز ہجران کا

درازی دیکھ لینا روز محشر کی ابھی کیا ہے
مقابل گر کبھی ہو جائیگا یہ روز ہجران کا

نگین ہین درد و غم اسمین کہان پھر عیش و راحت ہو
نہین جو لمین ٹھکانا اب ہمارے اور مہمان کا

یہ مانا حضرت عیسیٰ جلا دیتے تھے مُردون کو
علاج آسان نہین لیکن ہمارے درد پنہان کا

عدو کم ظرف تھا جو راز عالم مین کئے ظاہر
مشیر اسکو بنایا تمنے ناحق راز پنہان کا

بلا سے جان جائے یا رہے اسکی نہین پروا
ہمین تو امتحان لینا ہے اک دن انکے پیکان کا

ترے تیر مژہ کے عشق مین حالت ہوئی ایسی
کہ ہر موئے بدن ٹکڑا بنا قاتل کے پیکان کا

لو آؤ دیکھ لو تم سینۂ عاشق کی گلکاری
تماشا دیکھنا ہے گر تمہین سرو چراغان کا

دل پرخون نے وہ عالم کیا میرے گریبان کا
کہ گویا رنگ لایا خون پس مردن شہیدان کا

تعلق جسطرح جانکا ہے دل سے دل کو ہے جانان کا
گلستان کو یہ بلبل کا بلبل کو گلستان کا

نہین آسان تماشا دیکھنا کچھ ملک امکان کا
کہ یہ ہو کا مکان ہے جسمین عالم ہے خموشان کا

ہزارون سر اڑے ابرو جدھر کو ہو گئے ترچھے
جہان مین غل ہوا قاتل تری شمشیر بران کا

تمہاری ابروؤن کو دیکھ ایسے کٹ گئین سو جون
پڑا ہے آئینہ مین عکس اس شمشیر بران کا

ضرورت تھی جو کرنون کی دیئے مہر درخشان کو
رہا اک تار کب باقی مرے چاک گریبان کا

چمن مین گل کھلے ہین اور دلمین داغ حسرت کے
مزا ہے سامنا ہوا ہے گلستان سے گلستان کا

ہمارے زخم دل کو چاندنی سے گر بچانا ہے
لگا اسے چارہ گر بخیا کسی گل کے گریبان کا

شرر کہ آہون کے ہیرے دیکھ لیجے وہ چمکتے ہین
تمہین منظور ہے گر دیکھنا جلسہ چراغان کا

قیامت مین قیامت قاتلون کی سر پہ ٹوٹیگی
بہایا کیسی بے رحمی سے خون شاہ شہیدان کا

ہو آئے گلشن دنیا سے دل بہولتا کیون ہے
بدلجاتا ہے دم بھر مین یہان رنگ اس گلستان کا

مزے آتے خلش کے تیر مژگان کے تصور مین / مزا ہر تار بستر نے دیا خار بیابان کا

ہمارا خندۂ زخم جگر جب کھولدے ٹانکے / عبث سینا ہے پھر اے بخیہ گر چاک گریبان کا

پھرے فرہاد و مجنون جس بیابان تعشق مین / نہین آسان کنارہ ہاتھ آنا ایسے میدان کا

جہان پہونچا ہے یہ حُبّ نبیؐ مین نہین پہونچا / تصور سے نہین پایہ بڑھا تخت سلیمان کا

اگر دست جنون ہے ناہنی تجھکو شب فرقت / تو کوئی تار ثابت رہنے دے میرے گریبان کا

چڑھا نالہ مرا یون چرخ پر اک آن مین شب کو / بگولہ چرخ کھاتا جس طرح اٹھتی بیابان کا

عدو کے گھر کے دھوکے مین وہ میرے گھر آجائین / اثر پھیلے جو عالم مین شب تاریک ہجران کا

تمہارے آستانے کا ملا ذرہ تو مین سمجھا / نگینہ ہاتھ آیا خاتم دست سلیمان کا

رسائی خار تک ان کی اور اسکی دست وحشت تک / بڑھے رتبہ نہ کیونکر جیب و دامن سے گریبان کا

بس اب باز آئیے اے چارہ گر مرہم لگانے سے / مرا ہر زخم دل مشتاق ہے خوگر ہے نمکدان کا

یہ دل ہی کھوئے دیتا ہے ہماری جان کو عاشق
بھروسہ کس توقع پر ہو پھر ایسے نگہبان کا

الجھتا کیون ہے ناحق حوصلہ کیجے یہ دامان کا / کہ ہو جائے مقابل صورت چاک گریبان کا

کھٹکتا ہے نظر مین خار بنکر عشق خوبان کا / بنا ہے داغہائے دل سے اک تختہ گلستان کا

رہا پردہ اسی باعث ہمارے جسم عریان کا / کہ محشر مین بھی بس سایہ رہا تیرے گریبان کا

سبب سمجھے تھا کہ جو شب کو ہوئی معراج حضرت کو / بجز اللہ واقف کون ہے اس راز پنہان کا

جگر دل ٹکڑے ہو ہو کر بہت اشکون کے ساتھ آئے / بہا دریائے خون ایسا ہمارے زخم پنہان کا

ہمارے داغہائے دل کے پھولون کا ہی یہ گنجھا / بتا دیجے اگر اک پھول ہو ایسین گلستان کا

ہمارے داغہائے دل کی کیفیت نہین دیکھی / کہ موسم ایکسان رہتا ہے اس اجڑی گلستان کا

ہزارون چاک شانہ مین ہزارون پیچ گیسو مین / سلجھنا ہے بہت مشکل پریشان ہے پریشان کا

دکھا دیتا ہون اے فرہاد و مجنون راہ الفت کی / سنبھلنے دو ذرا گوشہ تو چھوڑو تم گریبان کا

امیدین وصل کی شب کی اگر ہوتین ہم پہلو
کلیجا کسکا تھا جو غم اٹھاتا روز ہجران کا

تمھاری زلف پیچان مین ہمارا دل ہے پیچیدہ
ہوا ہے ربط یہ اچھا پریشان سے پریشان کا

صفائے دست قاتل سے ہوئی حیرت وہ کشتون کو
نظر آتا ہے مقتل مین عجب عالم خموشان کا

یہ میرے ہی دل خون گشتہ کی رنگت ہے ہین ایسے
وگرنہ سرخ ایسا رنگ کب تھا لعل و مرجان کا

پھٹا جاتا ہے سینہ سینۂ دلبر کی فرقت مین
الٰہی وصل ہو جائے گریبان سے گریبان کا

مٹائے خود نشان پامال کر کے اپنی کشتون کے
بتائے خاک کیا کوئی پتہ گور غریبان کا

غلامان نبی کا سایہ فگن ہو جو پیراہن
تو محشر مین رہے پردہ ہماری جسم عریان کا

کتان کا جوڑہ پہنا دے انھین کوئی شب مین
تماشا دیکھنا منظور ہو گر جسم عریان کا

کسیکے عشق مین اتنا رہے محویت ہی محویت
نشان تن کا نہین پھر کیا تردد جسم عریان کا

بجائے دل چھپا رکھے جو اسکو اپنے پہلو مین
بنے وہ رازدان ہمدم ہمارے راز پنہان کا

اسی سے سرخروئی ہو گئی حاصل زمانے مین
ترے تلوؤن پہ سر ملتا ہے یعنی پنجہ مرجان کا

تمھاری زلف میرا دل ہین باہم رازدان [illegible]
پریشان آپ سے ہی پوچھے ماجرا کوئی پریشان کا

شفیع المذنبین سا جبکہ ہادی دے دیا ہمکو
نہین محتاج رکھتا حق نے عیسیٰ سلیمان کا

ہوا جب آئینہ خود حیرتی اس شکل زیبا سے
تعجب ہے کہ پھر منہ دیکھتے ہین ایسے حیران کا

ہوئے وہ ناتوان فرقت مین اٹھنا [illegible]
تماشا دیکھتے ہین گھر مین بیٹھے ہم بیابان کا

قلب سے پائی ہے جان کی دیکھکر عاشق
یا جان تماشہ قدم آگے سر جھکا سر گلستان کا

کھٹکنے کی مزے سے دن [illegible] ہے عاشق کا
مزا ملتا ہے گھر بیٹھے ہمین خار بیابان کا

کرے کیا بخیہ گری تو تمھارا بخیہ میرے [illegible]
نشان ملتا نہین ہے ایک تار جیب دامان کا

الٰہی ہو اے دل پھانس [illegible] جائے غیر رستہ کے جا
ہراس آ جائے دلمین اسکے کچھ خون شہیدان کا

ترے تیغ ابرو معراج کو [illegible] نظر سے مینے دامن [illegible]
الجھتا کیون ہے کیا اسمین اجارہ ہے گریبان کا

تری دربانی کی مین اسقدر عظمت سمجھتا ہون / کہ اسکے ہوتے کب طالب ہو دل تختِ سلیمان کا

خلش نوکِ مژہ کی یاد آئے تجھکو جب زاہد / کہ ہو تیرے کفِ پا مین کوئی کانٹا بیابان کا

پڑینگی پائے وحشت مین جنون کی بیڑیان ہمدم / لپٹ جائیگا کوئی تار گر میرے گریبان کا

سُنا یا بیت ابرو کا جو مضمون تو وہ یہ بولے / اسے بھی آپنے سمجھا ہے مطلع اپنے دیوان کا

وضو کیسا طہارت کو بھی بھولے شیخ جی آتو / اثر پیدا تنک ہوا ہے عشق مین اُس بُت کی نسیان کا

سنوارو لاکھ زلفون کو پریشانی نہ جائیگی / پڑا ہے اسپہ وہ سایہ مری طبعِ پریشان کا

تمھاری دیکھکر آنکھین وہ اپنی چوکڑی بھولے / غزالون سے پتا معلوم کیا ہوگا بیابان کا

تمھارے شوقِ نظارہ مین گر آنکھین نہین لاکھون / تمھین ہر سو رنا ہونگے بدن سے دل نے کیون جھانکا

چلا ہون عمر بھر پوری نہین ہوتی مگر منزل / کٹھن ہے کاٹنا یارب محبت کے بیابان کا

ترے تیرِ نظر سے کس طرح کوئی مقابل ہو / خلش سے جسکے دل زخمی ہے ہر خارِ بیابان کا

مری مژگان کا شانہ اسکو سلجھائے تو سلجھائے / سلجھنا ورنہ ممکن ہی نہین زلفِ پریشان کا

پہ سکتا کوئی کہتا ہے کوئی بیجان کہتا ہے / تری فرقت مین حال ایسا ہوا رشکِ قمر جانکا

نجاتِ عاصیان باسین فقط تسخیرِ دل کو نہین / کب اُنکے نقشِ پا سے نقش بہتر ہے سلیمان کا

بہت مر کھپ گئے عشاق یہ حسرت نہین نکلی / گریبانِ سحر دیکھا نہین شبہا سے ہجران کا

فرشتون کو تفاخر کفش برداری سے ہے اُنکی / ہزارون ... ن پہ بیشک بار تھا تختِ سلیمان کا

مدینہ کو چلین دیکھین وہان گلہائے گوناگون / زامان ... واقف ... ہے پھول ہر اک اُس گلستان کا

ہون ایسا ... پھول ہوا

وہ حسنِ انتخاب یار کے عشق
خوشامد کی نہین — بیدلوان کا

ہے دشمنِ قدیم عدو یار ہو چکا / ... تا ہے اُس جو ... یار ہو چکا

انصاف ہو چکا کہ جو انصاف ہے ہوا / ... پریشان ہے پریشان ہو چکا

مارا ہوا اجل کا تو اُٹھے گا حشر ... / ... ہو ٹو تم گریبان چکا

ہے پہ مرے بت ...
لب تک آئی بات گنہگار ...
سو مر گیا ہے آپ پہ بیدار ہو

ملتی نہین ہے نبض ہماری طبیب کو
آزار کیا ہوا کہ تنِ زار ہو چکا

جسکے شفیق آپ ہون وہ جان سے گیا
جسکے معالج آپ ہون بیمار ہو چکا

میری طرح رقیب بھی محروم رہگیا
برخاست اُنکا شام سے دربار ہو چکا

نوبت سلام کی بھی نہ پہونچی غضب ہوا
ہم دیر جا کے پہنچے کہ دربار ہو چکا

گوشہ ذرا سا اُنکے اُٹھا کیا نقاب کا
ہے سبکو یاس مہر نمودار ہو چکا

پابند ہون مین سلسلۂ عشقِ زلف مین
دلکے طفیل خود ہی گنہگار ہو چکا

محروم رکھا اُنکی نزاکت نے قتل سے
خنجر وہ لیکے ہاتھ مین تیار ہو چکا

اے دل تو مجھکو رکھے گا صیاد سے خجل
گر ہے تڑپ یہی تو گرفتار ہو چکا

جس باغ مین ثمر نہ ہون وہ بے بہار ہے
مرجھائین جسکے پھول وہ گلزار ہو چکا

پتھر سے سر کو پھوڑ کے فرہاد مرگیا
شیرین کا گرم آج سے بازار ہو چکا

وہ منہ بنا کے کہتے ہین مجھسے نہو نصیب
تنہائی مین کیا تھا جو اقرار ہو چکا

مشکل بہت پڑے گی اُسے دید کی وہان
نادیدنی یہان جسے دیدار ہو چکا

دل ہی نہین رہا تو خریدار کون ہو
سودا ہی جب نہ ہو تو وہ بازار ہو چکا

کیا پوچھتے ہو عاشقِ مجنون کا حال تم
رسوا وہ خوب بر سر بازار ہو چکا

مرگیا مین تو مرے بعد ہے چرچا کیسا
خون بہا نام ہے کس چیز کا جھگڑا کیسا

یہ تماشا بھی مری جان تماشا ہے کوئی
جان عاشق کی نکلتی ہے تماشا کیسا

عشق ہے خالق مفرد کا جو دل مین مفرد
فرد عصیان کا مری جائزہ فردا کیسا

ہے ستم بھی تو تمہارا ہمین پیارا صاحب
خوگر شکر ہین بیداد کا شکوا کیسا

زلف دل پھانستی ہے صید مژہ کرتی ہے
ہے گلوگیر ترے کان کا بالا کیسا

شب معراج کو اک دم مین براقِ حضرت
عالم لا مین گیا عالم بالا کیسا

چارہ گر چارۂ بیچارہ کا چارہ کیا ہے
لا دوا جسکا مرض ہو تو مداوا کیسا

تری ہر آن عجب ہے تری ہر بات نئی
لوگ عنقا سے تعجب میں ہیں عنقا کیسا

پوچھو تو خلد سے بہتر ہی کہیگا مجنون
ملی جس راہ میں لیلی تو وہ صحرا کیسا

عشق فرہاد کے طعنے تو کبھی مجنون کے
وصل کی شب بھی جلاتے ہیں وہ کیا کیا کیسا

چھین سکتا ہے مرا دل کبھی مانگوں بھی اگر
بن کے انجان وہ کہتے ہیں کہ کیسا کیسا

نزع کے حال میں بیمار کو دیکھا تو کہا
محو دیدار ہوا ہے اِسے سکتہ کیسا

کیجیے ذکر اُسی کا کہ ہوں مجنون جسپر
ہمدہو تذکرۂ صورت لیلا کیسا

کیسی گھٹ جاتی ہے آنے دی شب وصل کو تو
دیکھیں پھر طول سے تیرا شب طولا کیسا

اُنکی گیسو کی ہوا نے اُسے پھلنے نہ دیا
گر پڑا پھول لتے ہی نخل تمنا کیسا

مجھکو نالہ کی اجازت نہ دو عاشق ہوں میں
پھر کہو گے کہ ہے عالم تہ و بالا کیسا

کچھ ایسی تنگی کہ وطن سے نکل گیا
نالہ مکین دل تھا دہن سے نکل گیا

آنے سے اُسکے نعش پہ میری بفرط شوق
ہر ایک عضو میرا کفن سے نکل گیا

آکر خراب کیوں ہوئے ہم اس جہان میں
بہتر رہے وہی جو وطن سے نکل گیا

اُس رشک گل کے ساتھ کھٹکتا رہا سدا
کانٹا تھا غیر کیوں نہ چمن سے نکل گیا

گلگشت کرکے باغ سے جس دم چلا وہ شوخ
بو بن کے گل بھی ساتھ چمن سے نکل گیا

پہنچی شمیم زلف جو تیری تو رشک سے
مشکیں اثر غزال ختن سے نکل گیا

اس دل کی چاہ نے نہ اُبھرنے دیا کبھی
کب یہ غریب چاہ ذقن سے نکل گیا

سرخی لب سے ہو کے خجل دل عقیق کا
خوش آب بن کے کان یمن سے نکل گیا

تیرے خرام ناز نے جمنے دیے نہ پاؤں
آزاد ہو کے سرو چمن سے نکل گیا

چھوڑی نہ جان گریۂ خون نے شب فراق
جتنا لہو تھا سارا بدن سے نکل گیا

بس ہے سُنی نہ ایک بھی فریاد صید کی
صیاد بند کرکے چمن سے نکل گیا

فیضِ قدم سے کھل گیا ہر غنچہ باغ مین
شکلِ نسیم جب وہ چمن سے نکل گیا

لُٹنا کیا ہی ضبط مگر شکوۂ ستم
بےساختہ زبان و دہن سے نکل گیا

صیاد تیرے جور نے عنقا کو کھو دیا
وہ آشیان کو چھوڑ چمن سے نکل گیا

گلچین کا جور اور خزان کی اُداسیان
دیکھین تو گل کا دور چمن سے نکل گیا

دیکھی جو تیری آنکھ تو سب بھولے چوکڑی
ایک اک غزال دشتِ ختن سے نکل گیا

مجھسے کیا جو وعدۂ دیدار روزِ حشر
ایسی خوشی ہوئی کہ وطن سے نکل گیا

عاشق کی قدر جب نہ کسی گل سے ہو سکی
بیچارہ سوئے دشت چمن سے نکل گیا

مشتاق اسقدر ہون الٰہی مین دید کا
روزِ جزا پہ صدقے کرون روزِ عید کا

کیا کچھ خراب حال نہ ہوگا پلید کا
محشر مین خوب بگڑے گا نقشہ یزید کا

مدت سے نامہ بر کی ہوئی وہان سید گم
مین منتظر یہان ہون خطون کی رسید کا

عیسی صفت طیور ہزارون جلا دیے
ادنا سا ہے کرشمہ جنابِ فرید کا

کیا قدر ہو پھر اس دلِ ناشاد کی اُٹھین
مُفت آگیا ہے ہاتھ نہین ہے خرید کا

وِرد زبان ہے نام محمد کا رات دن
ہے فتح باب مین اسے رتبہ کلید کا

مقراض بنگئی ہے گلوئے سخن کی یہ
پیکا تری زبان کو ہے قطع و برید کا

وہ رند بادہ کش ہین ہم اے خشک زاہدو
پیر مغان لقب ہے ہمارے مرید کا

اُس افتخار کون و مکان کا ہو عدو
منہ کیون نہ ہو سیاہ جہان مین یزید کا

قاصد کے عضو عضو کے پرزے اُڑا دیے
پرچہ دیا یہ میرے خطون کی رسید کا

لائیگا رنگ خون کے دریا بہائے گا
جس جا گریگا قطرہ تمھارے شہید کا

مجنون زلف کے لیے زنجیر اے عدو
زنجیر پا مین غل ہے یہ ہل من مزید کا

ترکیب وہ چلے ہو کہ دل مفت ہاتھ آئے
سرخیل کشتگان محبت کا ہو گیا

یہ ڈھنگ خوب تمنے نکالا خرید کا
اللہ رے مرتبہ یہ تمہارے شہید کا

عاشق رخ نگار ہے آنکھوں میں جلوہ گر
میری نظر میں رشتہ ہے حبل الورید کا

مشتاق اک جہان ہوا جسکی دید کا
لایا وہ رنگ خون تمہارے شہید کا

میلہ بھرا ہوا ہے عجب اُسکی دید کا
زاہد دوگانہ بھول گئے روز عید کا

بدلی ہے شکل ظلم نے نار سعیر سے
مسکن بنا ہے قعر جہنم یزید کا

پیر مغان سے رند خرابات بڑھ گیا
منہ پیر دیکھنے لگا اپنے مرید کا

چھینٹوں سے خون کے جو گل افشانیاں ہوئیں
نظارہ کیوں کریں نہ وہ اپنے شہید کا

بتلاؤں حال کیونکہ گذرتی ہے ہجر میں
ہے رات قہر کی تو غضب دن ہے عید کا

بیعت کروں میں دختر رز سے تو کیا ہے ڈر
اک سلسلہ ازل سے ہے پیر و مرید کا

کٹ جائے سر جو بات کا دل میں خیال آئے
کیا ذکر ایسے حال میں گفت و شنید کا

پانی ملے نہ ساقی کوثر کے لال کو
جاری تھا حکم جنگ میں ہر سو یزید کا

اُس رشک مہ نے رخ سے اٹھایا نقاب کو (نمایاں ہے)
عالم میں غل ہے چاند وہ نکلا ہے عید کا

دل وہ ہے جو چشم حقیقت نگر ہو گر
ہر حرف معرفت ہے کلام مجید کا

پیغامبر کی واں کبھی ملتی نہیں رسید
پھر کیا پتہ ملے مرے خط کی رسید کا

جس شب وہ آئے یہاں وہی شب ہے شب برات
جس دن وہ آئے دن ہو وہی ہمکو عید کا

جس سے نکل رہی ہے صدا یار یار کی
ہے بس وہی مزار تمہارے شہید کا

عاشق شکم کو نور توکل سے پہلے بھر
یوں کب روا ہے باندھنا توشہ فرید کا

تشہیر سر کیا تھا حسین شہید کا
ہر کوئی تشنہ کیوں نہ ہو خون یزید کا

بعدِ وفات بھی ہے ندیدہ یہ دید کا
وا رہ گیا ہے دیدہ تمھارے شہید کا

پہلے تو دل ہی کھینچتی تھی آپ کی نظر
اب طرز تو نکالا ہے جان کی کشید کا

کیا کیا شبِ فراق مین کرتا ہے بیقرار
ہونا وہ ہمکنار ترا روزِ عید کا

دیکھا نہ دیکھا اور سُنا ان سُنا کیا
کیا اعتبار اُنکی ہو دید و شنید کا

ملتا نہین ہے نامہ برون کا کہین پتہ
دیتے نہین وہ کوئی بھی پرچہ رسید کا

پیرِ فلک نے چال تمھاری اُڑائی ہے
بگڑا ہے خوب بیل تمھارے مرید کا

کب یاد اُسکی دل سے بھلاؤنگا زاہدا
وابستہ ہون مین رشتۂ حبل الورید کا

زاہد جو ڈھونڈنا ہے تو عاشق کی لے دُعا
محتاج قفلِ راز ہے ایسی کلید کا

گر چاہتے ہو اپنی صفائی بروزِ حشر
محضر بناؤ تم مرے خط کی رسید کا

یھان جسنے جھیل لین ہین شبِ غم کی سختیان
ڈر اُسکو کچھ نہین ہے عذابِ شدید کا

زُہّاد ہین مریدِ شبابِ پری وشان
کب منحصر ہے پیر پہ ہونا مرید کا

قُربان ایسے وعدے پہ کیونکر کرون نہ جان
اقرارِ وصل اُسنے کیا مجھسے عید کا

دشمن کے سامنے جو مری بات کاٹتے
سیکھا کہان سے ڈھنگ یہ قطع و برید کا

زاہد وہ منزلین بھی تو طے کر وصال کی
صرف اعتکاف ہی نہین چلّہ فرید کا

قربان کیون نہ ہون خمِ شمشیرِ یار پر
عاشق نوید قتل کہ دن ہے یہ عید کا

جوہر نہین یہ دیدۂ مشتاقِ دید کا
خنجر پہ خون چمکتا ہے تیرے شہید کا

منہ خُم کا کھول پیرِ مغان دن ہے عید کا
لیتے ہین کام نالہ سے مے کش کلید کا

وعدے کا تھا خیال جنابِ حُسینؑ کو
ورنہ تباہ دم مین تھا لشکر یزید کا

یھان بات خشک جسکو سمجھتے ہو زاہدو
سرسبز ہوگا خلد مین توشہ فرید کا

اے شیخ میکدہ مین ذرا چلکے دیکھ لو
کیا حال ہو رہا ہے تمھارے مرید کا

وہ مجھکو ذبح کرکے یہ کہتے ہین غیر سے
ہے آج خون حلال کہ یہ دن ہے عید کا

احسان سر پہ تھا وہ کسی کا اُتر گیا
کتنا سبک ہوا ہے جنازہ شہید کا

ماہِ صیام ختم ہے روزہ حرام ہے
ساقی پلا دے بادہ کہ دن ہے یہ عید کا

آئے ہین وہ ذرا ملک الموت صبر کر
موقع نہین ہے دوست یہ گفت و شنید کا

کیون جستجوے رنگ حنا ہو گئی تمھین
بہتر ہے اُس سے خون تمھارے شہید کا

واعظ خدا کے واسطے خالی نکر دماغ
کھائے کہان تلک کوئی توشہ فرید کا

تیرا دہن ہے قفل تو اُسکی زبان کلید
ہوتا نہین ہے قفل کوئی بے کلید کا

ہے نوش تیرا پیر مغان خم کے خم پیے
تر ہو گلو نہ ایسے مُہوّس مُرید کا

دامن کو جتنا دھونا ہے قاتل تو دھو لین
دھبا کبھی نہ چھوٹے گا خون شہید کا

عاشق بتائے کیا تجھے اے غیر جا کے کچھ
مضمون کھلے گا دم مین عدم کی رسید کا

خوگر ازل سے ہے جو عذاب شدید کا
اللہ رے حوصلہ یہ تمھارے شہید کا

نادان ہین جو سمجھتے ہین رشتہ بعید کا
وابستہ دل سے ہے عقدہ حبل الورید کا

کرتا ہے لینے والیکو اپنا سا بیقرار
پھر کسکو حوصلہ مرے دل کی خرید کا

انگور کے فشردہ کو زاہد مباح کر
پانی مین مل گیا ہے اثر کچھ کشید کا

کھلتا نہین جو قفل خزینہ کبھی بخیل
منہ بند ہو گیا تری بے شک کلید کا

یہان حوصلہ فراخ وہان کچھ کمی نہین
دل خواستگار کیون نہ ہو لطف مزید کا

اللہ رے فرط شوق کہ چھیڑے اگر کوئی
فوارہ سان اُبلنے لگے خون شہید کا

مینے کیا سلام وہ سمجھے کچھ اور بات
پوچھا یہ کس لئے تو کہا مینے عید کا

کھنچتی نہین جہان سے تصویر آپکی
عاشق کو پھر بتائیے باعث کشید کا

تن سے جدا ہوا تو ہے قاتل کے پاؤن پر
سجدے سے کب اُٹھے گا یہ سر ہے شہید کا

بسمل کی یہ صدا ہے کہ اک وار اور بھی
اعجاز دیکھ لیجئے اپنے شہید کا

پانی ہے تل نے مصحف رخسار پر جگہ
حافظ بنا ہے خوب کلام مجید کا

دامانِ انبساط مرادوں سے بھر خدا
مدت کے بعد آج دن آیا ہے عید کا

کوئی قصور کوئی خطا بھی بتائیے
بیزار ہے کیوں ہو سبب کیا کشید کا

تھوڑی سی داد پائیں عجب مُحسنین گر
محشر کی ٹھوکروں میں رہے سر یزید کا

عاشق کو قتل کرکے پشیمان ہوئے وہ خود
قدموں پہ انکے لوٹ گیا سر شہید کا

تھا جو مضمونِ خطا وقت رقم توڑ دیا
رحم نے جرم نویسی کا قلم توڑ دیا

تجھکو سمجھا وہ دکھاتا تھا مقابل ہوکر
آئینہ خوب کیا تو نے صنم توڑ دیا

سنگ دل آہ ترے دل پہ ہوا کچھ نہ اثر
کیا ہوا باتوں سے گر قصرِ ارم توڑ دیا

تیری خاطر سے ملے اب غیر کی کھاتی ہیں قسم
مدتوں سے تھا ہمیں عہد قسم توڑ دیا

تیری شمشیر نے منہ وار سے پھیرا قاتل
ایک دم میں ترے بسمل نے بھی دم توڑ دیا

سلسلہ وار لگانے کا جو توڑا تو نے
بس انہی دم ترے کشتہ نے بھی دم توڑ دیا

خواب میں سیر کو وان تمکو نہیں جانا تھا
کیوں صنمخانۂ چین تو نے صنم توڑ دیا

سخت کیوں غیر کا عاشق سے ہو جب کاتب نے
بعد تحریر مقدر وہ قلم توڑ دیا

کسلئے پیم القب حور شمائل ٹھہرا
حور کا حسن کہاں تیرے مقابل ٹھہرا

آج یہ کسکا سفینہ صفتِ دل ٹھہرا
کون یہ آکے الٰہی لب ساحل ٹھہرا

یوں تری کاکل پر خم میں مرا دل ٹھہرا
جسطرح کوئی مسافر سر منزل ٹھہرا

گوش گل تک مرے نالوں کی صدا جائیگی
باغبان بہر خدا شور عنادل ٹھہرا

کھلکے وحشت نے بڑھایا ہے قدم بسم اللہ
مجھسا دیوانہ گرفتار سلاسل ٹھہرا

میں تو خود سلسلۂ عشق میں پیچیدہ ہوں
بیوفا مجھکو نہ پابند سلاسل ٹھہرا

دل بسمل کے تڑپنے پہ مجھے رحم آیا
کچھ تو باعث ہے کہ خنجر ترا قاتل ٹھہرا

آفریں غیر کو کہتے ہیں مرے قتل پہ وہ
کشتۂ ناز کا مرنے پہ یہ حاصل ٹھہرا

خط لکھوں انکو تو وہ غیر کو دیتے ہیں جواب
ہائے لکھا مری تقدیر کا باطل ٹھہرا

چلنے والے نہ کبھی چین سے دم بھر بیٹھے
تری چتون کبھی ٹھہری نہ مرا دل ٹھہرا

وہ چلے آئیں تماشائی مری میت پر
صفِ ماتم کو خدا رونق محفل ٹھہرا

کششِ دل کو غلط کہتے ہو یہ تو کہو
کیا بتی تھے کہ جو چلتے ہوئے محمل ٹھہرا

تیغ قاتل کے مقابل میں نہ ٹھہرا کوئی
کوئی ٹھہرا تو ہمارا دل بسمل ٹھہرا

شوق میں تیرے تجسس کے رہا آوارہ
دل مضطر نہ ہمارا کسی منزل ٹھہرا

وحشتِ دل نے نہ اک دم اُسے دم لینے دیا
چھاؤنی چھاکے نہ عاشق کسی منزل ٹھہرا

جاگزیں رہتے ہیں کیوں اسمیں بتان عالم
دل **عاشق** بھی الٰہی کوئی محمل ٹھہرا

یوں جانیے کہ جان سے گویا جدا ہوا
ناآشناؤں کا جو کوئی آشنا ہوا

اتنی بھی آرزو میں دم اپنا فنا ہوا
اُس خال لب کا بوسہ نہ ہمکو عطا ہوا

وہ کون ہے جو مرگ سے ناآشنا ہوا
اللہ کے سوا تو سبھی کچھ فنا ہوا

ناحق ہمارے سینہ سے اسے دل جدا ہوا
دیکھا اسیر طرۂ زلف دوتا ہوا

جان ہجر سے بہ تنگ تھی دم ہوگیا فنا
تیری ادا میں فرض ہمارا ادا ہوا

قسمت سے ناز اُسکو ملا اور ہمیں نیاز
تقدیر میں جو کچھ کہ لکھا تھا ہوا ہوا

منہ بیخودی شوق میں منہ سے ملا دیا
کیجے قصور عفو کہ اب جو ہوا ہوا

دشمن کے بدلے لیتے ہیں وہ امتحان مرا
مقصود اور کچھ تھا یہ کیا ماجرا ہوا

جبا تا کہ نامہ بر کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے
خط پرزے پرزے ہوکے جو آیا اڑا ہوا

تاریکی مزار کا مجھکو خطر نہین — رکھتا ہے رنگ شمع مرا دل جلا ہوا

لوٹیگا اسطرح کہ جہان لوٹ جائیگا — پھر سیر دیکھنا جو مرا سر جدا ہوا

بوسے ہزار مانگے تھے لیکن ملا نہ ایک — میرا سوال اُسکو گدا کی صدا ہوا

دل میرا اُسکی زلف مین جاکر جو پھنس گیا — یہ صید نیم جان خورش اژدہا ہوا

خط مین خراش دل نے کچھ کیسا اثر کیا — جو حرف مدعا تھا وہ دیکھا مٹا ہوا

پہلے تو آپ کہتے تھے اب تو ہے بر زبان — تکیہ کلام آپ کا یہ دوسرا ہوا

کم حوصلہ تھے تم جو اُسے سر چڑھا لیا — کم حوصلہ تھا غیر اُسے حوصلا ہوا

بولے وہ میرے دیدۂ پُر خون کو دیکھکر — بہہ ہے چھلک نہ جائے یہ ساغر بھرا ہوا

لایا ہے رنگ خون یہ تمھارے شہید کا — تمنے ملا تو رشک سے خون حنا ہوا

اک وار مین صفون کی صفون کو لٹا دیا — قاتل کا ہاتھ دیکھئے دست قضا ہوا

پامالیون کا شوق ہوا اور بھی سوا — دیکھا جو اُسنے راہ مین دل کو گرا ہوا

اے شوخ باحجاب ذرا آنکھ تو ملا — جاتا ہے نیچی نظرون سے کیا دیکھتا ہوا

اے شیخ تیرے کہنے سے کیا آج چھوڑ دین — مدت سے اپنا دل ہے بتون سے لگا ہوا

آتا ہے کس خوشی سے تمنا تو دیکھئے — سر پاؤن پہ تمھارے مرا لوٹتا ہوا

محفل مین غیر کو جو بٹھایا تو کیا کرین — اُسکو بٹھائے کون جو دل سے اُٹھا ہوا

آہ و فغان کے ساتھ تڑپ اسقدر رہی — کہتے ہین بعد قتل کے یہ مجھکو کیا ہوا

ایسا نہو کہ اُس سے کہین ہمکلام ہو — قاصد کے ساتھ دم بھی ہمارا ہوا ہوا

کیا اشتیاق دید ہے اللہ رے اشتیاق — خط دست نامہ بر سے اُڑا اور ہوا ہوا

حورون کا اشتیاق بتون سے ہے اجتناب
عاشق خدا سے ڈر کہ تجھے اب یہ کیا ہوا

مری تشنہ دہانی نے جو ساغر سے بھر رکھا — نگاہ تیز ساقی نے ادھر ٹپکا ادھر رکھا

مری وحشت نے بعد مرگ بھی اتنا اثر رکھا
چڑھایا پھول بھی لا کر کسی نے تو کتر رکھا

بڑھایا ہر طرح دشمن کو اور ہمکو گھٹایا ہی
گرایا آنکھ سے ہمکو اسے پیش نظر رکھا

جبیں گھستے رہے ہم عمر بھر جس آستانے کا
برائے سنگ تربت چھانٹ کر وہ سنگ در رکھا

گنوایا آپ ہمنے اپنے دل کو اپنے ہاتھوں سے
کسی سے جا کے کیا پوچھیں کہاں کھویا کدھر رکھا

رقیبوں ہی میں بٹتے تو بھی ہمکو صبر آجاتا
تعجب ہے کسیکو بھی نہ اپنا تمنے کر رکھا

وہ کہتے ہیں کیا تھا تونے رسوا مجھکو عالم میں
مری تعذیر کا الزام بھی میرے ہی سر رکھا

ہمیں کو قتل کرتے ہیں ہمیں ملزم بتاتے ہیں
کہ تونے خون کے چھینٹوں سے کیوں دامن کو تر رکھا

عدو کا ذکر گوش دل سے تم دن رات سنتے ہو
ہمارا حال سنکر ہاتھ تمنے کان پہ رکھا

فلک لاکھوں بنائے ایک چرخ پیر کی ضد سے
ہمارے درد دل کے جوش نے آہوں کو بر رکھا

تری تلوار نے جو رنگ کاٹا مجھکو اے قاتل
نہ دل رکھا نہ جاں رکھی نہ تن رکھا نہ سر رکھا

شکستہ شیشۂ دل رہگیا ہے پاس اب عاشق
یہ اک ٹوٹا سا پیمانہ مری قسمت نے بھر رکھا

بھروسا کیا کوئی رکھے بھلا دنیا کے گلشن کا
کہ دانہ دانہ پس جاتا ہے آخر جسکی خرمن کا

ترا کوچہ بھی اے قاتل عجب نسخہ ہے گلشن کا
جہاں ہے بسملوں کا شور یا ہنگامہ ہے رن کا

بڑھا و طوق منت کا خدا کے واسطے کوئی
نہ رکھوا اپنی گردن پر مسیحا ان بوجھ گردن کا

ہمارے خون کے نہانے سے ہے جوبن سرخ رخ پہ
ترے رنگ گل عارض سے چمکا رنگ گلشن کا

ہوئی تھی جادۂ چرخ کہن کیا چاک جو اکثر
لگایا بخیہ گر نے تار سیں میں میرے اسکا

یہ مانا موتیوں سے منہ ہزاروں کا کوئی بھر دے
نہیں بھرتا ہے پر آساں زخم دل کے روزن کا

حیا جس جا نگہباں ہو وہاں ہر زباں کی کیا حاجت
نگاہوں کا جہاں پردہ ہو وہاں کیا کام چلمن کا

یہ سبحہ ہاتھ میں رکھا ہے وہ زنار گردن میں
اسی رشتہ سے رشتہ ملگیا شیخ و برہمن کا

کسیکے عشق کے پردہ نے یہ پردہ دری کی ہے
جنوں کے ہاتھ سے اک سلسلہ ہے جیب و دامن کا

وہ جس دن مجھ سے مسی پونچھکے بیٹھے گلستان میں
عجب کیا ہے وہ دیکھیں پھول گر بیجا سوسن کا

خیال آیا تمھیں کیون رشتۂ الفت کا ای قاتل
لگا رکھا ہے باقی کیون یہ تسمہ میری گردن کا

نہیں کچھ کام کفر و دین سے رندِ لاابالی کو
گلہ کچھ شیخ کا اُسکو نہ شکوہ کچھ برہمن کا

جگہ پائی ہے ہمنے جان دیکر اُنکے کوچے میں
نشان کچھ نام ہی کو بیکسی سے ہے مرے مدفن کا

کبھی کچھ خود بخود ہنسنا کبھی کچھ خود بخود رونا
نیا انداز ہے سارے جہان سے میرے شیون کا

مسی مالیدہ لب کو چوس کر جو میں نے جان دی تھی
اُگا ہے خود بخود تربت پہ میری پھول سوسن کا

بڑھاپے میں یہ چرخِ پیر ڈھاتا ہے ستم عاشق
خدا جانے زمانہ ہوگا کیا اسکے لڑکپن کا

نہ اندیشہ رقیبون کا نہ دھڑکا شوخ پُرفن کا
مگر رہتا ہے کھٹکا کچھ نہ کچھ اُس چشمِ رہزن کا

لپٹنا یاد آیا جب کسی سے دست و گردن کا
رہا اے ہمنشین پہرون نہ ہمکو ہوش تن من کا

دبستانِ محبت میں پڑھایا ہے سبق میں نے
مجھے مجنون نے بھی اُستاد مانا عشق کے فن کا

بھڑکتا جاتا ہون ای سوزِ دروں کچھ رحم کر مجھپر
کہ ہر تنکا شرارہ بن گیا میرے نشیمن کا

اٹھو سب سختیان جھیلوں کا تجھکو سخت جان سمجھے
تمھارا دل ہے پتھر کا تو میرا دل ہے آہن کا

ترے دیوانہ کی وحشت سے زنجیرین بھی چیخ اٹھتین
ذرا تو دیکھ لے زندان میں کیسا غل ہے آہن کا

اشارہ سے عدو کے تمنے میرا سر اُڑایا ہے
رہیگا کسکی گردن پر ثواب اس بارِ گردن کا

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے مطرب بانیے ہے
بہار آئی ہوئی ہے زور پر ہے رنگ گلشن کا

رقیبِ روسیہ کو اور اپنے رنگ کو دیکھو
کہان جوبن ہے گل کا اور کہان ہے پھول سوسن کا

مسی مالیدہ لب پر میں کسیکے ہون وہ دیوانہ
کہ نیلے چرخ کو بھی جانتا ہون پھول سوسن کا

بہت مدت سے روتا ہون الٰہی ابتو سُنوا دے
عدو کے گھر میں شور اسا اثر ہو میرے شیون کا

تمھاری آرزو میں ایک سے لاکھوں ہوئیں پیدا
کہ دانہ دانہ سے انبار ہو جاتا ہے خرمن کا

جھڑی گریہ کی یہ میں نے لگائی اُسکی فرقت میں
کہ پھر دھوکا ہوا عالم کو ہے برسات ساون کا

ستم ڈھایا کہ اُسکو آپ اپنے پر کیا مفتون
دکھا کر آئینہ نے اُسکو نقشہ اُسکے جوبن کا

تو کسکی جان کا دشمن ہے کہہ دے جانِ عاشق کا
مین عاشق کسکا عاشق محو حیرت تیرے جوبن کا

آرزو طور کی کس طرح سے موسیٰ کرتا
دستگیری نہ اگر یون یدِ بیضا کرتا

تیری افشان کا جو اک ذرہ بھی پیدا کرتا
تو فلک سر پہ چڑھا کر اُسے تارا کرتا

رشکِ دشمن نہ مرے واسطے پیدا کرتا
تو مین دل کو ترے سر سے اُتارا کرتا

ہم تو خود اچھون کو کر دیتے ہین رُسوا دیکھو
ہمسے رسوا کو بھلا کیا کوئی رُسوا کرتا

امتحان غیر کا مقتل مین اگر ہو جاتا
ہمسری کا نہ مری وہ کبھی دعویٰ کرتا

خانۂ یار کی دیوارون سے سر ٹکراتے
اے جنون تو نہ اگر بادیہ پیما کرتا

اک جہان جسکا تماشائی ہے وہ بسمل ہون
طائر قبلہ نما خاک تماشا کرتا

اُنکی شہرت کی بھی تصدیق ذرا ہو جاتی
کبھی چارہ جو مرا آکے مسیحا کرتا

ہون وہ سودائی جو ملتا اُسے سودا اتنا
میرا سودا نئے سودے کو مہیا کرتا

فتنہ گر تو نئے فتنے [illegible] کرتا ایجاد
اک نہ اک مین بھی نئی بات کو پیدا کرتا

[illegible] کیا کہون میرا کبھی چاہا نہ ہوا
تھا مزا جب کہ وہ عاشق کی تمنا کرتا

تمھارا سلسلۂ زلف سر بلند ہوا
یہ عاشقون کے دلون کیلئے کمند ہوا

کوئی نہ میرا زمانہ مین درد مند ہوا
مین جلتے جلتے تپِ عشق مین سپند ہوا

سُنا رہا تھا تمھین لن ترانیان دشمن
ہمارے ایک ہی فقرہ مین لب بند ہوا

فلک کو شرم سے جھکنا پڑیگا آخر کار
مرا غبار جو اُس سے کبھی بلند ہوا

فدا سے بندہ نوازی ہو بندگی ہو یہی
وہی ہے بندہ جو معبود کو پسند ہوا

پناہ مانگتے ہین ساکنِ زمین و زمان
الٰہی خیر وہ دستِ ستم بلند ہوا

کہان ہے زلف مین دل خوب غور سے دیکھو
یہ کسکو قید کیا تمنے کون بند ہوا

ہمین خبر تو ہو ہم لیکر آئے ہین دل کو
یہ ناپسند ہوا تم کو یا پسند ہوا

بلا سی اپنی بہار آئی ہے جو گلشن مین
ہمارا ضعف ہمارے لئے کمند ہوا

جو تیرے پاؤن پہ قربان ہو جان پاتا ہے
جو تیرے سر سے ہو صدقے وہ سربلند ہوا

کریہہ منظر و کم ظرف اور بد باطن
خدا کی شان عدو پھر تمھین پسند ہوا

اُسی کو کرتے ہو پامال واہ رے انصاف
جو ناز اُٹھا کے تمھارے نیاز مند ہوا

نہین پسند کسیکو جو ناپسند تمھین
وُہی پسند جہان جو تمھین پسند ہوا

یہ دل مین رہتا ہے اُس بت کی آرزو بنکر
ہمارا نالہ نہ لب سے کبھی بلند ہوا

مری نگاہ مین آکر نکل نہین سکتے
وہ نازنین ہو کہ تارِ نظر کمند ہوا

لگائے چارہ گرون نے ہزار مرہم
ہمارا زخم جگر پھر کبھی نہ بند ہوا

اُٹھائے ہین وہ ستم تمنے بیگمان عاشق
کہ واہ واہ کا غل ہر طرف بلند ہوا

نہ نکلا حوصلہ دل کا نہ نکلا حوصلہ دل کا
لگایا تھا اگر اوچھا پڑا ہے ہاتھ قاتل کا

جگر تو دیکھو بسمل کا جگر تو دیکھو بسمل کا
کہ منہ مڑ مڑ گیا ہر وار پر شمشیر قاتل کا

بشر کو چاہیئے شاکر رہے اللہ کے اوپر
کہین مطلب نکلتا ہے بھلا سائل سے سائل کا

وہ پہونچے ضعف سے کیا منزل مقصود کو ہی ہے
کہ اک اک گام بھی جسکو سفر ہو پوری منزل کا

نگاہون مین ترے بسمل کی حسرت تھی دم آخر
کبھی قاتل کا منہ دیکھا کبھی شمشیر قاتل کا

تری دلمین گرہ بنکر مرے دل کی تمنا ہے
تری حسرت مرے دل مین پھپھولا ہے مرے دل کا

تصور سے تھکا جاتا ہون وہ ہے ضعف کا عالم
خیال آتا ہے جب دلمین مجھے الفت کی منزل کا

غضب کی چاٹ ہے اسکو یہ ہر دم خون پیتی ہے مین
تری شمشیر کیون منہ چومتی ہے زخم بسمل کا

ہماری آنکھ مین آکر ہمارے دلمین آجاؤ
پتہ منزل ہی پر جا کر ملا کرتا ہے منزل کا

انھین صحت علاج چارہ گر سے ہو تو کیونکر ہو
دہان زخم پھر دم بھر رہے ہین تیغ قاتل کا

نہین تھمتا جو یہ دن رات کے چکر مین ہے یارب
فلک پر بھی مجھے اکثر گمان ہوتا ہے محمل کا

لب معشوق کا بوسہ پس مردن تو حاصل ہو
بنا کر انکو دینا کوزہ گر ساغر مرے گل کا

نہ اسکو جیتے چین آئے نہ اسکو مرتے چین آئے
عجب حالت ہے کچھ دل کی عجب نقشہ ہے کچھ دل کا

یہ صورت اور مین شوق شہادت تیرا احسان ہے
مرے سینہ پہ زانو اور گلے پر ہاتھ قاتل کا

ترے کوچے سے گھر آنے کو میرا دل نہین ہوتا
اٹھانا اک قدم بھی کاٹنا ہے مجھکو منزل کا

چمکتے ہین چمکتا دیکھکر برق جہندہ کو
وہ کیونکر دیکھین اسے عاشق تڑپنا اپنے بسمل کا

شہادت کو مفر ہے خود تڑپنا جان بسمل کا
کہو اب اڑ سکا جمکر نہ کوئی ہاتھ قاتل کا

اسے باقی ہے شوق دید ابتک اپنے قاتل کا
کھلے دیتا ہے وا رہنا برابر چشم بسمل کا

ہے یارب تشنۂ دیدار کس مہرہ شمائل کا
ابل کر منہ تک آجاتا ہے پانی چاہ بابل کا

کبھی بوسہ لیا خنجر کا گاہے دست قاتل کا
فزون ہے اسقدر شوق شہادت نیم بسمل کا

اجل بھی چھپتی پھرتی ہے ہوا جب سے یہ شہرہ
نہین تسمہ لگا رکھتا روان ہے ہاتھ قاتل کا

سمجھتا ہون اسے بھی راہبر اللہ رے محویت
بتا مین راہزن سے پوچھتا ہون اگلی منزل کا

بھروسا ہے تری رحمت کا گرچہ پر معاصی ہون
نہ ملینا چاہیئے یارب مرے اعمال باطل کا

جہان ڈوبے گا وہ دریا بہے گا خون کا قاتل
زمین پر ایک قطرہ بھی گرا اگر تیرے بسمل کا

نہین ہے انتہائے راہ الفت کسطرح پہونچون
الٰہی راہبر مجھکو بتا یا سخت منزل کا

کیا بارے اثر اتنا تو میرے عشق نے اُسپر
کہ کھینچا چاہتا ہے عطر خاک گور سے گل کا

پہنچنا تھا کہین اور ہم کہین پہنچے خدا حافظ
دل گم گشتہ نے رستہ بھلایا ہمکو منزل کا

نہ دیکھا آج تک ایسا کوئی چکنا گھڑا ہمنے
خدا جانے عدو کمبخت ہے کس آب و گل کا

کہین باد صبا چھو لے نہ تیرے مصحف رخ کو
بنایا دل کو ہمنے اسلیئے حافظ ترے تل کا

کہان بلبل کے سوز و ساز کو نسبت مرے دل سے
وہ دیوانہ ہے گلشن کا یہ پروانہ ہے محفل کا

یہ مانا وہ چمک وہ آب و تاب ان مین نہین لیکن
ترے نقشہ سے کچھ ملتا ہے نقشہ ماہ کامل کا

سسکتا چھوڑ اسکو تو کہان جاتا ہے مقتل سے
کہ اک عالم تماشائی ہے قاتل تیرے بسمل کا

کسی کی چشم اُچھل ہی ہے خیر ہو یارب
قیامت ہوگی جب سامنا ہے دو دو قاتل کا

تمھین ہے اختیار اسکو سزا دو یا بری کر دو
تمھین پر ہمنے رکھا منحصر اب فیصلہ دل کا

ہمیشہ حسن خوبان کا رہا ہے پردہ در عشق کا
ہوا سے آہ مجنون نے اُڑایا پردہ محمل کا

عدم کو ہم سمجھتے تھے بہت ہی دور ای عاشق
مگر بستر لپیٹ کر راستہ لپٹا ہے منزل کا

تمکو عاشق سے نہ دم بھر کبھی جدا رہنا تھا
دل مین رہتے تھے مگر گھر مین کبھی آ رہنا تھا

ایک ہی وار مین کیون رشتۂ الفت توڑا
قاتل اک تسمہ تو گردن کا لگا رہنا تھا

آفت آئیگی پڑا ہوگا اگر غیر کے ہاتھ
بیخودی خط کا لفافہ نہ کھلا رہنا تھا

تیرے کوچہ سے جو ہم جاتے تو کیونکر جاتے
زندہ در گور ہی قسمت مین پڑا رہنا تھا

در پہ دم بھر کبھی تو دربان نکمّے نے نہ دیا
عمر بھر کے لئے اس جا ہمین کیا رہنا تھا

کر لیا چشم و دل و جان کا بھروسہ ناحق
سب مین فکر ہمین ان سب سے جدا رہنا تھا

یار کی ٹھوکرین تو کھاتے ہم آتے جاتے
صفت سنگ در اُس در پہ پڑا رہنا تھا

دل جگر ایک نشانی مین جو ناوک کی چھدے
اسکو رہنا تھا جدا اسکو جدا رہنا تھا

تمکو واجب تھا کہ دل مین مرے آکر بیٹھو
تمکو لازم مری آنکھون مین سما رہنا تھا

عذر ہے بات نہ سننے کا ہماری کیا خوب
آج ہی غیر کی باتون مین لگا رہنا تھا

سخت جانی نے مری دیکھ لے منہ پھیر دیا
تیغ قاتل تجھے مجھسے نہ کھچا رہنا تھا

بزم اغیار مین کچھ بس نہ چلا کیا کیجے
پردہ بنکر تری آنکھون پہ پڑا رہنا تھا

آتش حسن جہان سوز کو چمکا دیتے
تمکو پردہ مین مری جان نہ چھپا رہنا تھا

مجھسے وہ کہتے ہین کیون دل کو لگایا ہمسے
تمکو ایسا ہی اگر گھر مین پڑا رہنا تھا

تیرے قدمون کے تلے سر کو سمجھا رہنا
تیری شمشیر تلے میرا گلا رہنا تھا

شوق نظارۂ عاشق سے پڑے پیچ اس مین
یون تری زلف کو چہرہ پہ نہ چھا رہنا تھا

کیا کہین ہمسے الگ ہمسے جدا کیونکر ہوا
آشنا ہو کر وہ بت نا آشنا کیونکر ہوا

کبر تھا کب اسکو یہ اسے کبر یا کیونکر ہوا
آشنا تھا وہ تو اب نا آشنا کیونکر ہوا

مینے مانا درد بے درمان ہی میرا لا علاج
جب دوا تم خود ہو تو وہ لا دوا کیونکر ہوا

دوستی کا میرے دم بھرتے ہو ظاہر مین بہت
پھر مرا دشمن تمھارا آشنا کیونکر ہوا

دیکھنا انکا تجاہل سنکے میرا حالِ مرگ
پوچھنا ایک ایک سے یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

تمکو خالق نے بنایا شاہِ خوبان جہان مین
پوچھتے ہو کس لئے پھر تو گدا کیونکر ہوا

بندۂ حق ہون مین مجھکو بندگی پر ناز ہے
پھر یہ حیرت ہے کہ بندہ آپکا کیونکر ہوا

عاشقِ ناشاد سے برسون ملے ہو بے حجاب
اب تمھین پردہ ہوا یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

دل ہی واقف ہے اٹھائے ہین جو چھپ چھپ کر مزے
کیا بتاؤن وصل مین کیا کیا ہوا کیونکر ہوا

نامہ بر چلتی نہین وہان اچھے اچھون کی زبان
تجھسے پیغامِ زبانی پھر ادا کیونکر ہوا

غیر اچھا مین برا پر یہ بھی تو معلوم ہو
وہ بھلا کیونکر ہوا مین نا سزا کیونکر ہوا

وہ ہے نازک اور اسکی نازکی مشہورِ عالم
سخت حیرت ہے کہ اسکا دل کڑا کیونکر ہوا

اک بتِ نا آشنا کی ہے عنایت ہمنشین
کیا کہون مین پھر غم کا آشنا کیونکر ہوا

گر نہ کھویا تو نے ہمسے ناز برداری اسے
وہ ہمارا کم نما پھر خود نما کیونکر ہوا

لیلیٔ محمل نشین اپنے ہی دل سے پوچھ لے
قیس کیا بتلائے اسکا ماجرا کیونکر ہوا

آگیا ہوگا تصور اسکے دل مین غیر کا
وہ مرے کے وقت ہمسے بد مزا کیونکر ہوا

غیر کو بلوا کے اسکے ساتھ گلشن مین گئے
یہ ہوا کیونکر ہوا اور وہ ہوا کیونکر ہوا

شکر ہے بڑھتا چلا ہے اب تو ان سے ربط ضبط
آپکا اور اُنکا **عاشق** فیصلا کیونکر ہوا

زخم ہے شمشیر کا کوئی تو کوئی تیر کا — بن گیا رشک چمن سایا بدن نخچیر کا
انکو تو مشق سے باور ہے دہانِ تیر کا — مُنہ کھلا دیکھا جو مقتل مین کسی نخچیر کا
مُنہ کھلا رہتا ہے قاتل کے ہمیشہ تیر کا — تشنۂ خون ہے مقرر یہ کسی نخچیر کا
دید کے قابل عجب ہے اتحاد حسن و عشق — میری صورت سے ملا نقشہ تری تصویر کا
سلسلہ سے ہوگئی پابند آزادی مری — جب پسندیدہ ہوا کھٹکا اُنھین زنجیر کا
عشق سے دل کو تعلق اور دل سے عشق کو — دیکھ لیجے حال یکسان ہے مرید و پیر کا
سارے عالم مین تری سفاکیان مشہور ہین — موجین دریا مین ہین کب یہ کاٹ ہے شمشیر کا
کوڑیون کے مول بھی اُسکا کوئی خواہان نہین — خاکساری سے مری دل خاک ہے اکسیر کا
میری وحشت نے ہزارون کو کیا وحشی مزاج — رشتۂ الفت نہ توڑے سلسلہ زنجیر کا
مہربانی سے کسی دن تو کرو وعدہ وفا — کچھ تو اُٹھے لطف میرے شوقِ دامنگیر کا
قتل گاہ عشق مین دل ہے مرا قبلہ نُما — جسطرف کو پھیر اُسنے پھر گیا شمشیر کا
وہ رمیدہ ہین تمھارے آہوانِ چشم شوخ — کچھ نہین چلتا ہے بس صیاد آہوگیر کا
کون پاس آئے مین وہ ہون وحشی نازک مزاج — آنکھ دکھلاتا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا
میہمان کو لینے کیا خوش خوش چلا ہے میزبان — دل مرا کرتا ہے استقبال تیرے تیر کا
پہنچ کو پہنچا ساکنانِ ہر دو عالم مین ہے غل — حشر کرتا ہے بپا نالہ مری زنجیر کا

اسلئے ہوتے ہین **عاشق** ہم اسیر دام عشق
پیچ ملتا ہے کسی کی زلف سے زنجیر کا

چھد گیا اک وار مین دل اور جگر نخچیر کا — توڑ ہے ناوک فگن کیا خوب تیرے تیر کا
دود آہِ دل ہمارے نالہ شبگیر کا — بن گیا حلقہ تمھاری زلف کی زنجیر کا

کھینچ لاتی ہے کشش دل کی تصور مین تجھے
عکس لے لیتا ہون مین تصویر سے تصویر کا

تاب ہی مجھ مین نہین ہے تم ترش ابرو نہو
مجھ مریض عشق پر اور کھینچنا شمشیر کا

جان وابستہ ہے تیرے گیسوے پیچ پیچ مین
دل ہوا پابند تیری زلف کی زنجیر کا

پرتو برق تجلی نے مجھے تڑپا دیا
وار خالی جائے گا قاتل تری شمشیر کا

خانۂ دل مین ہوا ہے یاس و حرمان کا ہجوم
درجہ بڑھجائے گا ویرانہ سے اس تعمیر کا

رنگ لایا ہے مرا شوق شہادت دیکھنا
خون کے چھینٹے ہین یہ جوہر نہین شمشیر کا

جان تک بھی رونمائی مین جو کرتا ہو فدا
حوصلہ کتنا بڑا ہے عاشق دلگیر کا

کاٹ لو تم سر مرا یا کاٹ لو میری زبان
کاٹنا آسان نہین ہے عشق کی زنجیر کا

تیغ ابرو کا تمھاری کچھ نیا انداز ہے
زخم بھرتے ہی نہین دیکھا ہے اس شمشیر کا

یار آئے اور منائے منتین کر کے مجھے
واہ وا کہنا ہے کیا اس خوبی تقدیر کا

آپ جائین یا مین جاؤن آپ سے مجھسے ہے بات
غیر کو کیا دخل اس تقریر مین تقریر کا

ہے شکستہ دل کا پابندی مین بھی اتنا اثر
ہو گیا ہے حلقے سے حلقہ جدا زنجیر کا

نارسائی بخت بد کی ہائے مین کس سے کہون
ہاتھ بھی قاتل پڑا اوچھا تری شمشیر کا

دیکھکر عاشق انھین کیونکر نہ مین حیران ہون
اُنکی صورت پر ہے عالم دیکھئے تصویر کا

مقتل مین خاک و خون سے جب دل لپٹ گیا
اللہ رے رحم کشتہ سے قاتل لپٹ گیا

جاتے تھے وہ رقیب کے گھر چھپ کے رات کو
نالہ ہمارا اُن کے سلاسل لپٹ گیا

زلفون سے اور دل سے عجب کشمکش ہوئی
وہ دل سے اُلجھے اُس سے مرا دل لپٹ گیا

آنکھون مین ہے ترے اثر کہربا ضرور
جس پر پڑی نگاہ وہین دل لپٹ گیا

رخسار پر یہ تل تو نہین رشک گل ترے
دل تخم سمجھ کے مثل عنادل لپٹ گیا

وہ بحر غم مین نالہ نے طوفان کیا بپا
ساحل کو موج موج کو ساحل لپٹ گیا

گو راہزن نے لوٹ لیا بنکے راہبر
رستہ تو تیرا رہرو منزل لپٹ گیا

لیلی ہوائے شوق کا مجنون بنے ہے اگر
محمل کے سر سے پردۂ محمل لپٹ گیا

دیوانگی مین آج تو عاشق کی بن پڑی
اُس بت سے جاکے وہ سر محفل لپٹ گیا

غیر کے بھید کی صورت نہین کُھلتا کہنا
مجھ سے آتا ہے تمھین خوب معمّا کہنا

میرے رونے کو یہ کیا ہے کہ نہ رونا کہنا
میرے ہنسنے کو بھی رونے کی تمنّا کہنا

دل ہی دل مین ہے خدا جانے یہ کیا کیا کہنا
کس طرح کوئی سمجھ جائے کسی کا کہنا

وصل مین بیخودی و دید مین چپکا رہنا
یاد آتا ہے شب ہجر مین کیا کیا کہنا

اُنکی تعریف یہ بھی ہے وہی آفت نازل
چھیڑنے کو وہ کہین مجھسے ترا کیا کہنا

چشم تر پر اُنھین طوفان اُٹھانا ہر دم
کبھی نالہ کبھی ندی کبھی دریا کہنا

ہاتھ ٹوٹین جو ہمین چھیڑے کوئی دور پرے
یاد آتا ہے شب وصل مین تیرا کہنا

آتش حسن خدا داد نے پھونکا ہے مجھے
حال میرا بھی تم اللہ سے موسیٰ کہنا

یہ بھی کچھ بات ہے جھوٹے کو بنانا سچا
یہ بھی انصاف ہے سچے کو جھوٹا کہنا

آزما دیکھو مری بات اگر جھوٹ رہے
پھر اگر سچ بھی کہون تم مجھے جھوٹا کہنا

سُنکے افسانہ مرا بولے وہ کروٹ لیکر
اب تو نیند آتی ہے تم پھر کبھی اچھا کہنا

بات گھڑتا ہے جو قاصد مین سمجھ لیتا ہون
نہین ملتا کسی کہنے مین تمھارا کہنا

چلدیئے ذکر عدو سُنتے ہی تم تو صاحب
ورنہ بنتا اسکے لئے اور بھی کیا کیا کہنا

ایسے انداز سے تعریف کی ہمنے اُنکی
وہ بھی بیساختہ کہہ اُٹھے کہ ہان کیا کہنا

عاشقی کیا ہے یہی شیوۂ تسلیم و رضا
اچھا ہر ایک سے سُنا ہمین اچھا کہنا

غیر اچھا بھی ہو تو اُسکی عیادت کرنا
میرے حال متغیر کو بھی اچھا کہنا

جب غرض ہی نہین کچھ ہمکو کسی سے اے دل
کس سے کہنا ہمین کیا کہنا ہے کس کا کہنا

کاٹ دینا انھیں مقصود ہے بات تو نکا مری
مری ہر بات پہ کچھ انکا لطیفا کہنا

نیم جان ہوں جو مرا جامۂ عمر ہے بس غم
کر چکو قطع تو پھر تم اسے نیما کہنا

وہ ہیں نازک تو ہی قاصد کو یہ میری تاکید
سخت جان کہتا ہے تو حال نہ میرا کہنا

عاشق اچھی نہیں ہوتی ہے تعلّی ہرگز
رشک اغیار سے چھپتا نہیں اچھا کہنا

وہ شمع حسن جو رونق فزائے خانہ ہوا
تو سنگ طور مرا سنگ آستانہ ہوا

تمھاری زلف سے جب دل مرا یگانہ ہوا
ملی یہ داد کہ صد چاک مثل شانہ ہوا

فلک بہت شب وعدہ رہا جو گریہ کنان
بہانہ جو کو مرے خوب یہ بہانہ ہوا

ہمارے جذبۂ دل نے اثر کیا الٹا
کہ سوئے خانۂ دشمن وہ بت روانہ ہوا

وہی ہے سینہ جو شمشیر کے چڑھا منہ پہ
وہی ہے دل جو ترے تیر کا نشانہ ہوا

یہ ہے محال کہ لیں نقد جان انھیں دیکر
جو انکے ہاتھ لگا داخل خزانہ ہوا

بس فنا بھی مرا دود آہ کام آیا
کہ میری گور پہ آکر وہ شامیانہ ہوا

یہ نازکی ہے اور اسپر بنے ہیں وہ قاتل
کہ لی جو ہاتھ میں تلوار درد شانہ ہوا

نہ خالی وار گیا تیری تیر مژگان کا
جو دل بچا تو ہمارا جگر نشانہ ہوا

ملا جو زلف سے تو اور ہو گیا وحشی
سمند دل کو مرے اور تازیانہ ہوا

الٰہی پھیر دے اب تو زمانہ کی گردش
ملے ہوئے ہمیں انسے بہت زمانہ ہوا

رہا نہ خالی کبھی نقد دل کی کثرت سے
تمھارا حلقۂ گیسو بھی اک خزانہ ہوا

تری گلی میں ہمیں شب کو خوب نیند آئی
کہ تکیہ بستر کا ترا سنگ آستانہ ہوا

ہے سجدہ گاہ جبین نیاز شیفتگان
کہ سنگ کعبہ ترا سنگ آستانہ ہوا

یہی دعائیں گذرتی ہے رات دن عاشق
الٰہی خیر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ترا مطیع فقط مین ہی کیا زمانہ ہوا
وفا پسند مگر چرخ بے وفا نہ ہوا

ہمارے خون سے افشان وہ آستانہ ہوا
کہ جس سے چین کا پھیکا نگار خانہ ہوا

ہمارے عشق سے واقف اگر زمانہ ہوا
تمھارے ظلم کا شہرہ بھی خانہ خانہ ہوا

فراق و یاس و غم و درد میرے ساتھ چلے
مین اس جہان سے تنہا نہین روانہ ہوا

تو اپنے آگے جلاتا نہ ہو نظر تجھکو
ہمارا دل اگر اسپند ہی کا دانہ ہوا

کہان تلاش کرین کیونکہ باریابی ہو
کہ لامکان ہمین انکا عیش خانہ ہوا

رقیب بد سے بھلا ہم برے ہین ہیچ ہو
جدھر کو تو ہوا ادھر جان من زمانہ ہوا

عدو کے چین منانے کو آپکا گھر ہے
ہمارے سر کے لئے سنگ آستانہ ہوا

تمھارے تیر جو آتے ہین نکلے تشنۂ خون
ہمارا دل نہ ہوا اک عذاب خانہ ہوا

یگانون کو تو بنایا ہے تونے بیگانہ
جو غیر تھا ترے نزدیک وہ یگانہ ہوا

کہا تھا شیخ نہ تجھسے الجھ نہ رندون سے
جدا جدا ترے سبحہ کا دانہ دانہ ہوا

رکھا تباہ اسے باغبان و گلچین نے
کبھی نصیب نہ بلبل کو آشیانہ ہوا

نگاہ جیسے پڑی لوٹ پوٹ ہو ہی گیا
تمھاری چشم ہوئی یا شراب خانہ ہوا

ملا ہے خون جگر کھانیکو تو پینے کو اشک
ہمین نصیب یہ قسمت سے آب دانہ ہوا

گریگی برق تڑپ کر نہ کیونکہ ہے دلسوز
کہین ہمارا جو خرمن مین ایک دانہ ہوا

وہ عہد مہر و وفا کیا ابھی سے بھول گئے
ابھی تو ایسی نہ مدت نہ کچھ زمانہ ہوا

فرد

خدا نے تجھکو اگر حسن مین بنایا فرد
تو عشق مین ترا عاشق بھی اک یگانہ ہوا

اللہ اللہ جلوہ پرتاب تیرے نور کا
رشک سے سوزان ہے جیکے شعلہ شمع طور کا

وہ جلال و سوز کا عالم ہے اسکے نور کا
ایک ذرہ تک رہا باقی نہ کوہ طور کا

بند ہوتا منہ نہین دیکھا کبھی ناسور کا
پھاہا اثر کافور ہے خود مرہم کافور کا

تیغ قاتل کو ہمیشہ دیکھکر ہنستے رہے
دل کے زخمون نے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

پھونک دے فوراً تمہارے حسن کا شعلہ اُسے
گر زبان پر میری نام آجائے اے بت حور کا

حور سے آنکھین لڑاتا ہون وہ ہون عالی خیال
دور بین ہون مجھکو مضمون سوجھتا ہے دور کا

ہمنے جھیلا سر پہ بار عشق کچھہ تم بھی تو دو
بس لئے بڑھتا نہین ہے دل کسی مزدور کا

جان خوبی مجمع خوبی ہے تو ای کان حسن
جسم ہے تیرا پری کا اور چہرہ حور کا

تو نے شیرین جان شیرین اُسکی کیون بھا گئی
کام تھا یہ کوہکن کا یا کسی مزدور کا

کیا اثر ہوتا کہ ہین ہے ناوک مژگان یار
چارہ گر مشکل ہے آنا زخم پر انگور کا

دل لئے پھرتا ہے انبار غم و حرمان پاس
منصفی کیجے کلیجہ دیکھئے مزدور کا

ہر گھڑی کی چشم پرنم اشک باری چھوڑ دے
بند ہونا غیر ممکن ہوگا اِس ناسور کا

تیرے دیوانون کی وہ زنجیر پا کا غل ہوا
دب گیا ہیبت سے جسکی شور بانگ صور کا

تابش برق جمال یار کیا دیکھی نہین
ہر گھڑی اچھا نہین موسیٰ ارادہ طور کا

یہ حسینون کی ملاحت یہ نزاکت ہر کہان
تجھکو ہی زاہد مبارک ہو تماشا حور کا

پیتے ہین بے رنگ کی غٹ غٹ جناب شیخ جی
اور کہتے ہین فقط وہ یہ نہین انگور کا

عاشق اسکا سلسلہ اب دیکھئے کب قطع ہو
طول بیغایت ہوا ہی شب دیجور کا

وصل کی شب نور پھیلا وہ رخ پر نور کا
ہے گمان گھر پر ہمارے جلوہ گاہ طور کا

لال ہے خون جگر سے منہ مرے ناسور کا
رنگ پھیکا پڑ گیا ہے مرہم کافور کا

مجھکو اک تو چاہئے کب اور سے ہے کچھ غرض
کون مشتاق پری ہے کون طالب حور کا

توڑ کر اسکو کہان سے لاؤگے تم اسکا جوڑ
ساغر دل زاہدو شیشہ نہین بلور کا

ہے قیامت آشکارا ہو گیا ہے روز حشر
نالہ دل مین اثر ہے اب صدائے صور کا

ہو گیا ہے اب تو دولت کو شرافت پر شرف
مرتبہ دیکھا نہین کچھ مرد بے مقدور کا

چاندنی کے فرش پر جب لوٹتی ہو چاندنی
دست بلورین مین انکے جام ہو بلور کا

موت بھی کمبخت اسکے خوف سے آتی نہین
حال کیا تم سے کہون رنگِ شبِ دیجور کا

نیش ہی سے نوش ملتا ہے یہ نکتہ یاد رکھ
بے مشقت کے نہین ملتا عسل زنبور کا

سوجھتی ہے اور کچھ رندون کو بس خاموش ہو
وصف بیحد تجھکو نازیبا ہے واعظ حور کا

قلقلِ مینائے مے ہے مست حال و قال مین
دھوم سے ہے عرش تک بادہ کش مغفور کا

دوستو ہون جان و دل سے دخترِ رز پر نثار
گور پر میری لگانا تم شجر انگور کا

وھان تو اک موسیٰ تھے یھان ہین سیکڑون مشتاقِ دید
بام تیرا رشکِ وہ ہے جلوہ گاہِ طور کا

حیثیت اپنی بدلنی عشق مین زیبا نہ تھی
کوہکن افسوس یہ تو کام تھا مزدور کا

وہ انا الحق مین تھا بیخود مین ترا بھرتا ہون دم
مرتبہ رتبہ سے میرے کب بڑھا منصور کا

زاہد و پیرِ مغان کی تم کرامت دیکھ لو
جہان دیگر رند نے پایا لقب مغفور کا

حور کی چاہت مین زاہد کو ملا اچھا خطاب
رند پھبتی سے اسے کہتے ہین بندہ حور کا

عاشق اس دنیا کو سچ کہتے ہین سب عبرت سرا
ہے گدا کی ٹھوکرون مین آج سر فغفور کا

نور کا پرتو ترا اللہ رے جلوہ نور کا
غیرتِ خورشید ہے ہر ذرہ کوہِ طور کا

ہے اثر ادنے سا یہ میرے دل محرور کا
بن گیا آتشکدہ ہر زخم اب ناسور کا

دیدۂ بینا سے جلوہ دیکھئے اُس نور کا
بن گیا کحل البصر ہر ذرہ سنگِ طور کا

چٹکیان تیرا تصور لیکے چونکا دے مجھے
خواب مین بھی گر خیال آجائے وصلِ حور کا

المدد اے نالہ ہائے آتشین و شعلہ بار
پھونکتا ہے اب مجھے دامن شبِ دیجور کا

قتل کرنے سے ڈرا کیا ہے او قاتل ہمین
دور سے ہم آئے ہین کرکے ارادہ دور کا

ہے سبکدوشی سے چلنا خوب راہِ عشق مین
بوجھ باندھین ساتھ اپنے کس لئے مزدور کا

جسمین شوخی و ادا و ناز و غمزہ کچھ نہین
تو بھی اے زاہد ہوا شیدا تو کسکا حور کا

دادئی مین سے نکلا کو نسا خورشید رو / نور ڈھونڈلا یا ہوا کیون ہے چراغ طور کا
لیلی شب پر فدا اپنا دل مجنون ہوا / ہے ازل سے سابقہ میری شب دیجور کا
تیرے برق حسن عالم سوز کو یہ ننگ ہے / پھونکنا برق تجلی کیا ہے برق طور کا
پاس الون کا بھی تمکو پاس کچھ مطلق نہین / کرتے ہین خاطر جو گھر آجائے کوئی دور کا
عقل کہتی ہے کہ پاس آبرو بھی چاہیئے / شوق کہتا ہے کہ ہے اپنا ارادہ دور کا
دار مژگان پر یہ چڑھکر ہوگیا سردار عشق / رتبہ میرے دل نے پایا عشق مین منصور کا
کون ہمدردی کرے اپنی سوائے بیکسی / پوچھنے والا نہین کوئی دل رنجور کا
کسطرح سے ہاتھ ڈالین تم پہ ہم اب کیا کرین / تم عسل ہو تو عدو بھی نیش ہے زنبور کا
ہے ترش روئی مین بھی پیر مغان کو میرا پاس / تجھکو سر کیجی اگر بھیجا تو بس انگور کا
عمر ضایع کر نہ بیجا رہرو ملک عدم / رکھ لے کل کے واسطے توشہ سفر ہے دور کا
بیکسی کے خون کا چھینٹا تمھارے سر ہوا / کون کہتا ہے اسے قشقہ ہے یہ سیندور کا
پھونک دے برق تجلی صنم اک آن مین / نام آجائے زبان پر بھول کر گر طور کا

جب نہ ہو جلوہ نصیب اُسکا تو عاشق کہان جائی
شور ہے محفل مین اُسکی دور باش و دور کا

نالون سے تو نہ اے دل نالان گجر بجا / دم نکلے گا جو پوچھیگا یہ آٹھون پہر بجا
خود ہی گجر نواز کو ایسا ہے آپکا / اور مجھسے پوچھتے ہین گجر سا کدھر بجا
رکھتے ہو شام زلف بھی صبح جبین بھی / تم رشک مہر اور ہو رشک قمر بجا
تھا انتظار یار شب وعدہ کس قدر / میرا جو کان شام سے لے تا سحر بجا
مفلس کو پوچھتے بھی نہین ہین حسین لوگ / اے ہمنشین پہلے ہے یہان فکر زر بجا
اسمین بھی کوئی بات ہے اور کوئی چال ہے / کہتا ہے بات بات پہ اب نامہ بر بجا
اٹھ جلد بزم غیر سے وقت سحر ہوا / تجھکو خبر نہین کہ ہے کیا بے خبر بجا

کہتے ہیں بے وفا تمھیں ہوتے ہو کیوں خفا | پھر کیا کروگے نکلا یہ الزام اگر بجا

جانے بقا کو جو کہ فنا آدمی ہے وہ
عاشق ہے اس قیام پہ فکرِ سفر بجا

گر ایک قطرہ گرا میرے دیدۂ تر کا | پتہ ملیگا نہ اہلِ جہان کے گھر کا
نوشتہ دیکھتے کیا ہو مرے مقدر کا | لکھا ہے اس پہ سب احوال روزِ محشر کا
تجھے تو پینے کی عادت نہیں ہے ای زاہد | پیئے گا حشر میں کسطرح جامِ کوثر کا
اُبل رہا ہے پیا سو پیو سبیل ہے آج | وفورِ رحمتِ باری سے آبِ کوثر کا
مجھے نہ فخر ہو کیونکر سیاہ بختی پر | کہ اس میں رنگ ہے اس گیسوئے معنبر کا
تمھاری زلف نے بیقدر کر دیا سبکو | رہا نہ کوئی خریدار مشک و عنبر کا
نہیں ہے خوف مجھے آفتابِ محشر سے | کہ سر پہ سایہ رہا دامنِ پیمبر کا
کسی کے ہجر میں اشکوں کی آبرو نہ رہی | غضب ہے خاک میں ملجائے دانہ گوہر کا
کسیکے یہ شکمِ صاف کی صفائی سے | ہے لوح ہیرے کی یا تختہ سنگِ مرمر کا
انھیں فسانۂ الفت سے ایسی نفرت ہے | سنا نہیں کبھی قصہ گل و صنوبر کا
ہر اک حسین سے کھاتا ہے دل ہمارا داغ | یہ جمع بھیک سے کرتا ہے ٹکڑہ گھر گھر کا
کبھی تو وصل کا وعدہ کرو کبھی تو ملو | خدا کا واسطہ اور واسطہ پیمبر کا
ہمارا دل صفِ مژگان سے جا کے لڑتا ہے | سپاہی سامنا کرتا ہے ایک لشکر کا
بنا کے آئینہ خود بین کیا حسینوں کو | قصور اسمیں ہے سب حضرتِ سکندر کا
وہ دل کی خاک کو گھر گھر لئے جو پھرتا ہے | گمان ہے ترے عاشق پہ کیمیا گر کا
ہزار طرح سے سنگِ ستم گراتے ہیں | یہ بت وہ بت ہیں کہ رکھتے ہیں دل بھی پتھر کا
رقیب ایک بھی ٹھہرا نہ آج مقتل میں | یہ میں ہی ہوں کہ تمھارے نہ پاس خنجر کا
بنا تو اشک کا دُردانہ اپنے واسطے تم | یہ قطرہ وہ ہے کہ رکھتا ہے حکم گوہر کا

کہا جو سنگ دل انکو تو کیا ہی غصہ سے / وہ مجھسے بولے کلیجا ہے تیرا پتھر کا

کسی کی گردش چشم سیہ پہ مرتا ہون
فقط مین اسلیئے عاشق ہون جام و ساغر کا

مین انسے جذبِ شوق مین وہ ایک تن ہوا / ہر بند بندِ جسم کا وصلِ بدن ہوا

خارِ غمِ فراق یہان رخنہ زن ہوا / ہمراہ تیرے غیر جو رشکِ چمن ہوا

نازک بدن کے عشق مین نازک یہ تن ہوا / خود ہمکو جامۂ تنِ عُریان کفن ہوا

وِردِ دُرُود و ذکرِ خدا انکا اثر ہے یہ / مُشکِ ختن کی طرح معطر دہن ہوا

آوارگانِ راہِ محبت کا کیا مقام / دھونی جہان رمائی وہ انکا وطن ہوا

سایہ کی طرح ساتھ ہین ہم تیرے اے صنم / جس جا کہ تو ہوا وہ ہمارا وطن ہوا

انجم نثار کرنے لگا سر سے آسمان / جسدم وہ شب کو زیب دہِ انجمن ہوا

مانا کہ ہم تھے سیدھے مسلمان پر یہ کیا / بُت تجھسے بھی تو رام نہ اے برہمن ہوا

اُس رشکِ ماہِ مصر کی چاہت مین کیا ملا / ہان دل اسیرِ الفتِ چاہِ ذقن ہوا

تارِ نظر کے عشق مین تیرے زہے نصیب / حورون کے پیرہن سے ہمارا کفن ہوا

عریانیون نے ڈھانک لیا ہے ہزار شکر / ممنونِ بخیہ گر نہ مرا پیرہن ہوا

غیرون کے ساتھ آئے ہین پھولے نہین وہ مرے / ماتم کدہ بھی رشک دہِ انجمن ہوا

سایہ کی طرح آئے یہان اور ڈھل گئے / ملکِ عدم ازل سے ہمارا وطن ہوا

انداز سارے تیرے ہمارے لئے ہین موت / غمزہ ہوا کہ ناز ہوا بانکپن ہوا

جس جا نگاہ تیری پڑی گل کھلا دیئے / رکھا جہان قدم وہین پیدا چمن ہوا

تھے ابتدائے شوق مین سمجھے جسے سبک / قسمت سے بارِ عشق ہمین لاکھ من ہوا

عاشق کا دل ہے رازِ حقیقت کا رازدار
گنجینہ معرفت کا ہمارا سخن ہوا

تار شعاع مہر سے اپنا کفن ہوا
تار فلک سے لوٹتے یہ رشک سخن ہوا
وہ رشک گل چمن مین اگر خندہ زن ہوا
جس جا ہین میہمان وہ مہمان سر ہوئی
اے دل کہین امید کا رشتہ نہ ٹوٹ جائے
نکلی ہے کوئی بات اگر تیری بات مین
گوہر نکل کے بطن صدف سے ہوا عزیز
لکھا مرے نصیب کا مٹتا نہین ہے کیون
بوسون کی لذتون سے پھنسا صید اشتیاق
ہے انکی میٹھی باتون سے وہ لذتین نصیب
وحشت کے جوش نے مری مٹی خراب کی
زاہد مرے گلے مین یہ رشتہ ہے عشق کا
آئی کسی کی زلف معنبر کی کچھ ہوا
پائے خیال سے ہوئی راہ عدم طے
کہئے یہ کیسا تکیۂ بالین پہ ہے نشان
آوارگان عشق کا کوئی وطن نہین

اُس رشک مہر کا یہ عطا پیرہن ہوا
کچھ دُر فشان جو آج وہ درج دہن ہوا
شرمندگی سے ہر ورق گل شکن ہوا
اگر جہان سے جائین جہان وہ وطن ہوا
کوئی اگر کلام وہان دل شکن ہوا
پیدا ہر اک سخن سے ہمارے سخن ہوا
قدر اُسنے پائی جو کہ غریب الوطن ہوا
یہ بھی کوئی تمھاری جبین کا شکن ہوا
دل شکل خال باعث زیب ذقن ہوا
شیرینی کلام سے شیرین دہن ہوا
آوارگی مین خاک بھی اک پیرہن ہوا
زنار کب ہے اور ہے

کیسا معطّر دیکھنا تلوار ہو گیا
گھر بیٹھے ہوئی سیر بازار ہو گیا
عارض عاشق مفت گنہگار ہو گیا
عنقا | آیا خیال عاشق منقار ہو گیا

عاشق وہ میری بات پہ ہمارا بدن شب تار ہو گیا
کیا نکتہ چینیون کو ہمارا نے رنج و محن ہی مجھے دیوار ہو گیا
لک ماہ جو پر تو فگن ہوا زنار ہو گیا
س زمین پہ مین سایہ فگن ہوا خود دار ہو گیا
بات کوئی پوچھتا نہین

فیض چمن سے یار کے رنگین چمن ہوا
واعظ بھی آج شوق سے توبہ شکن ہوا
سینہ ہمارا داغون سے رشک چمن ہوا

مشقِ ستم کے واسطے اُسکے بنا ہدف
آماجگاہِ تیر ہمارا بدن ہوا

وہ اِس سے پھنس گئے تھے یہ اُس سے لپٹ گیا
دل زلفِ یار سے جو شکن در شکن ہوا

کیا دھجیان اُڑائی ہین دستِ جنون نے ہائے
کیسا یہ تار تار مرا پیرہن ہوا

آوارگی شوق ترا ہو جیو بھلا
غربت کا دشت اب تو ہمارا وطن ہوا

ہین اور سے پیون مگر اے شیخ کچھ نہ پوچھ
جھوکا ہوا سے سرد کا توبہ شکن ہوا

آئے ہین فاتحہ کے لیئے او رہ تاک جھانک
دستارِ شیخ کسکے لئے میرا کفن ہوا

کیا پوچھتے ہو اہلِ وطن ہمسے سرگزشت
پردیس مُدتون سے ہمارا وطن ہوا

پژمردہ دل ہمارا کچھ ایسا کھلا ہی آج
اُس رشکِ گل کے آنے سے رشکِ چمن ہوا

وہ رشکِ ماہ آیا شبِ ماہ وقتِ نزع
صد شکر چاندنی کا ہمارا کفن ہوا

اس ضعف سے یہ حال ہوا کوئے یار مین
گویا قدم قدم پہ ہمارا وطن ہوا

گل جامہ در تھے رشک سے وہ رنگ دیکھکے
آتے ہی اُنکے اور ہی رنگِ چمن ہوا

دکھلا دی [illegible] اُسنے غزالا [illegible]
میرا خیال چوکڑی بھر کے ہرن ہوا

وہ گالیان سُنا کے [illegible]
[illegible] کبھی کوئی سوال ہوا یا سخن ہوا

اللہ رے توڑ آپ کے ہی ہزار شکر
[illegible] چھن چھن کیے جن سے چھلنی ہمارا بدن ہوا

عاشق ہین وہ [illegible]
آیا خیال [illegible]

[illegible] لب جانا نہین ہے مٹھاس
[illegible] بوسہ تو شیرین دہن ہوا

آہن ہوا کہ سنگ ہمارا بدن ہوا
لیکن کسی کے سنگِ ستم کا کفن ہوا

بلبل کو گرچہ ہجر سے رنج و محن ہوا
ہر گل بھی سوگ کے نازک بدن ہوا

وہ روئے رشکِ ماہ جو پرتو فگن ہوا
پانی ہوا یہ شیشہ کہ نہرِ لبن ہوا

وحشت سے جس زمین پہ مین سایہ فگن ہوا
بنکر ہرن نگاہ سے سایہ ہرن ہوا

لعل و گہر کی بات کوئی پوچھتا نہین
گوہر فشان وہ بزم مین میرا سخن ہوا

زاہد کو اُسکی مست نگہہ دم مین لے اڑی — ساقی سے خواستگار شراب کہن ہوا

تردامنی نے مجھکو دیا تھا یہ مرتبہ — رندون کے واسطے جو تبرک کفن ہوا

آتا نہین مین غیر کے ہرگز خیال مین — اک نازنین کے عشق مین نازک بدن ہوا

غلمان حور سونگھتے ہین کس غش سے آج — کیا خلعۂ بہشت ہمارا کفن ہوا

شرمندہ ہو کے بطن صدف مین چھپ گیا — پھیکا رُخِ صبیح سے دُرِّ عدن ہوا

آتی مہک ہے دور سے اُسکے لباس کی — یوسف کے پیرہن سے سوا پیرہن ہوا

کیونکر نہ روئے بیکسی ایسے کی موت پر — نے گور ہی ملی نہ میسر کفن ہوا

تیرے ہی نام پاک سے پاکیزہ ہے زبان — تیرے ہی نام پاک سے شیرین دہن ہوا

جوڑے کو اُسنے باندہ کے جب کج کلاہ کی — یہ طرہ ہے کہ اور شکن پر شکن ہوا

پوچھا پسینہ رُخ سے تمھارے برا کیا — بیوجہہ کیون جبین پہ تمھاری شکن ہوا

تسخیر ہے کہ سحر ہے کیا جانئے کیا ہے یہ — مشہور اک جہان مین تمھارا سخن ہوا

عاشق مین اپنے ضعف کا احسان مند ہون
دیوار یار کا مجھے سایہ وطن ہوا

زخمی جگر ہوا تو دل افگار ہو گیا — ترچھی نظر سے دیکھنا تلوار ہو گیا

ہان بیچھے وہی بتون کا خریدار ہو گیا — بدنام جو کوئی سر بازار ہو گیا

کیا جانے کس سبب سے وہ بیزار ہو گیا — مین بے گناہ مفت گنہگار ہو گیا

کیا فیض شکر دہن یار ہو گیا — طوطی خود اپنا عاشق منقار ہو گیا

قسمت سے روشنی نہ مجھے مانگنی پڑی — داغ جگر ہی شمع شب تار ہو گیا

اب ضعف سے نگاہ اُٹھانا محال ہے — مژگان کا پردہ بھی مجھے دیوار ہو گیا

زاہد بندھے ہوئے ہین سبھی ایک تار مین — تو سبحہ کا مین عاشق زنار ہو گیا

نیزہ پہ سر سے سر کو چڑھا کر وہ کہتے ہین — لو نخل نامراد ثمردار ہو گیا

دل کو بکو صنم کی جو تجھکو تلاش ہے
ثابت قدم تھا لیک تو سیار ہو گیا

مین محو روئے یار چمن مین اگر گیا
ہر خار میری آنکھ مین گلزار ہو گیا

ہے کونسا یہ شمع شب افروز بزم مین
پُر تاب آج سایۂ دیوار ہو گیا

فرمائشین ہین مجھسے کہ تازہ غزل کہو
وہ بت ابھی ابتو شایقِ اشعار ہو گیا

اوڑنے سا ہے یہ نرگسِ بیمار کا اثر
اچھا بھلا تھا دل ابھی بیمار ہو گیا

ابتو جنون ہوا ہے گلوگیر بے طرح
طوقِ گلو گلے کا مرے ہار ہو گیا

یہ انقلاب ہے خلش دل سے ہمنشین
گل آتے آتے میری طرف خار ہو گیا

اُس سنگدل کی سنگدلی نے اثر کیا
صد شکر غیر صورتِ دیوار ہو گیا

سوئے نصیب غیر کے اللہ رے انقلاب
عاشق کا بخت خفتہ جو بیدار ہو گیا

کچھ تو سبب ہے رنگ جو تغیر ہو گیا
اُٹھتی جوانی تھی تری کیون پیر ہو گیا

اے نامہ بر بتا تو کہ کیا گذری تجھسے وہان
صورت ہی دیکھ صورتِ تصویر ہو گیا

پنہان ہین راز عشق بتون مین جناب شیخ
جائے بتان مین کعبہ جو تعمیر ہو گیا

پابند کر لیا ہے ہمین عشقِ زلف نے
نالہ کیا تو پانو کی زنجیر ہو گیا

لو اور بڑھ گئی شب تیرہ کی تیرگی
آہون سے تار نالۂ شبگیر ہو گیا

جان اس قفس سے ہجر مین آزاد ہو گئی
تن لاغری سے صورتِ زنجیر ہو گیا

تجھ بے گنہ کے خون سے چمکا ہے اور حُسن
لا بادہ رنگ غازۂ تصویر ہو گیا

حسرت کے واسطے ہے ٹھکانا کہ زیرِ چرخ
غمخانہ میری آہ سے تعمیر ہو گیا

اللہ رے ناتوانیٔ دل کا معاملہ
مین ابتدائے عشق مین کیون پیر ہو گیا

صورت پہ صدقے ہونیکو باقی ہے جان مری
دل پہلے گو تصدقِ تصویر ہو گیا

بیداد گر کو مژدہ جفاؤن کو ہو نوید
دل خوگرِ عقوبت و تعزیر ہو گیا

میرا دلِ شکستہ نہیں بتکدہ ہے شیخ
سو بار ٹوٹ ٹوٹ کے تعمیر ہو گیا

پہنایا ہار پھولون کا کیا غیر نے اُسے
اشکون کا سلسلہ جو گلوگیر ہو گیا

اُس چشمِ سرمہ گین کے تصور مین آہ ہم
رونے لگے تو گریہ گلوگیر ہو گیا

نام خدا جوان تھا ابھی عشق تازہ کار
چرخِ کہن کے سامنے کیون پیر ہو گیا

لکھا نہ مٹ سکا کبھی عاشق خطِ فراق
یہ بھی کوئی نوشتۂ تقدیر ہو گیا

مہر کیا ہے ایک ذرہ ہے تری درگاہ کا
روضۂ اقدس سے ظاہر نور ہے اللہ کا

قصہ پہونچا یا فلک تک اس غمِ جانکاہ کا
دیکھ لو ادنےٰ کرشمہ ہے ہماری آہ کا

آستان بوسی کو جھک کر ہو گیا چسپان جبین
ہو مبارک سر بھی سنگِ در بنا درگاہ کا

ناصحا تو عاشقون کو راہ بتلاتا ہے کیا
ہے مناسب راہ پر لانا کسی گمراہ کا

قیصر و فغفور کمتر ہین ترے دربان سے
تیرے کوچہ کی گدا سے کم ہے رتبہ شاہ کا

پھوٹتا ہے کیون فلک رنگِ شفق پیدا ہے کیون
عکس ہے یہ اک مرے خون شہادتگاہ کا

داغِ دل ہمنے سرِ راہِ عدم روشن کیا
شاید آجائے ادھر بھی کوئی طالب راہ کا

پوچھتے کیا ہو جناب شیخ تمکو کیا خبر
جسکو کہتے ہین عدم مسجح ہے اپنی آہ کا

دیدۂ حق بین و چشمِ باطنی درکار ہے
کونسی جا ہے جہان جلوہ نہین اللہ کا

غیر مفسد ہے اسے بھی اے خدا فی النار کر
جسطرح شیطان ہے راندہ تری درگاہ کا

عاشقون کی عمر سب رنج و بکا مین کٹ گئی
نے فغان کا کچھ اثر دیکھا نہ ہمنے آہ کا

چشمِ حق بین چاہئے کعبہ ہو یا بتخانہ ہو
یہ بھی گھر اللہ کا ہے وہ بھی گھر اللہ کا

جان و دل کو سینہ کو پہلو کو وہ کرکے ہدف
غیر کو مشتاق کرتے ہین تماشا گاہ کا

جسقدر فرقت کی شب رنج و الم کا طول ہے
مختصر ہے عیش وصلت کی شبِ کوتاہ کا

ناپتا ہے دامنِ محشر ہے کیون آسمان
میری وحشت سے سوا ہے دور اس کوتاہ کا

کاٹنا راہ بقا کا غافلو دشوار ہے
دو قدم ہے راستہ بس ہستی کوتاہ کا

طامع دنیا کو دیکھا ہی نہین ہے سرخرو
زرد گون ہوتا ہے چہرہ ایسے دو تنخواہ کا

پھر پشیمان ہوکے ہونگے آپ رسوائے جہان
مانتے ہو اتو کہنا دشمن بدخواہ کا

بحر غم سے پار ہو جائیگی کشتی اہل
التفات ادنے سا ہو جائے جو تجھ سے شاہ کا

اے محمد عاشق دل خستہ کو لینا بچا
آپکی امت مین سے ہے بندہ ہے گر اللہ کا

مکتفی ہمکو وسیلہ ہے تری درگاہ کا
خادم دیرینہ ہون سرکار عالیجاہ کا

وہ بنا جگر شب ہجران ہماری آہ کا
داغدار دائمی جس سے ہے سینہ ماہ کا

زاہدان و شیخ مصنوعی سے دل رستہ نپوچھ
معتقد کیون ہو چلا اُس خشک اس گمراہ کا

اور کچھ ملتا نہین ہے عشق کی سرکار سے
سکۂ داغ جگر پایا عوض تنخواہ کا

جلوۂ روئے بتان ہے صنعت خالق دلا
دیکھ لے زاہد تماشا قدرت اللہ کا

یک بیک شکوہ جو بزم غیر مین ہل چل پڑی
یہ مقرر تھا اثر ہمدم ہماری آہ کا

کیون کرین زاہد کی منت اور خوشامد شیخ کی
راہبر ہمنے نیا پایا اُن کو سیدھی راہ کا

کسلئے محروم رہتا یہ ترے فیضان سے
بندہ بھی تو بندہ ہے آخر تری درگاہ کا

یہان نہ پروائے ارم نے حور و غلمان سے غرض
آز کا بندہ نہین بندہ ہے جو اللہ کا

غیر کی اسمین جگہ کب ہو بجز نام خدا
ثبت ہے دل پر ہمارے نقش بسم اللہ کا

حال سے بے حال ہوکر بھولو گی ہو حق تمام
نام ہی لینا نہ زاہد تم بتون کی چاہ کا

فلس ماہی کی روش ہین آبلے تن پر ترے
بلہوس دیکھا اثر تجھ تفتہ دل کی آہ کا

چاہیئے تبعیت فرہاد و مجنون عشق مین
راہرو سے کچھ پتہ ملتا ہے اے دل راہ کا

حرص دنیائے دنی سے پاک رکھنا چاہیئے
یون تو دل کو سب کہا کرتے ہین گھر اللہ کا

تھا بھروسہ دم مین پہونچے گی زمین و آسمان
حیف ہجران مین اثر جاتا رہا کیون آہ کا

قطرہ قطرہ سے صدا آتی ہے الا اللہ کی ‏— بن گیا بسمل جہان میری شہادتگاہ کا

ہوگیا عالم مین **عاشق** کا سخن مقبول عام
وِرد ہے دایم زبان پر اسکے بسم اللہ کا

یہ نہین قائل کسی حق بین حق آگاہ کا ‏— راہ پر دشوار ہے لانا دل گمراہ کا
حال سب ظاہر ہے زاہد کے دلِ آگاہ کا ‏— یہ بتائیگا ہمین چلنا خدا کی راہ کا
نورِ عارض کے مقابل ہو یہ منہ ہی ماہ کا ‏— مہر کا پرتو ہے وہ یہ نور ہے اللہ کا
صدقے آزادی کے اسکو موت کا بھی غم نہین ‏— پھر برابر ہو گدا کے عیش کیونکر شاہ کا
ہر بنِ مو سے صدا پیدا ہوئی تکبیر کی ‏— مجھکو دھو دھو کر پلانا نقش الا اللہ کا
نکلے گر تکبیر قاتل کی زبان سے وقتِ ذبح ‏— نعرہ بسمل کی زبان سے نکلے الا اللہ کا
بیوفا اتنا ستم اتنا تغافل خوب ہے ‏— نام پھر لیگا نہ کوئی دیکھ تیری چاہ کا
خاکساری سے ہوئی ہے بعد عاشق کی نجات ‏— قبر پر میلا بھرا رہتا ہے خلق اللہ کا
کوچۂ قاتل مین جانا زاہدو کیا کھیل ہے ‏— ذرہ ذرہ ہے قیامت جسکی بازیگاہ کا
جسکا دل معمور ہو ہر دم خدا کی یاد سے ‏— اُسکی آنکھون مین سدا جلوہ ہے بیت اللہ کا
میری آہون سے دھوئین اُڑجاتے ہین افلاک کے ‏— میرے نالون سے اُبل اُٹھتا ہے پانی چاہ کا
اس سے بہتر ہی نہین کوئی عمل تسخیر کا ‏— سچے دل سے نام لینا چاہیئے اللہ کا
جب نہین سمجھا کوئی خالق کوئی رازق تو پھر ‏— آستانہ کیونکہ چھوڑون تجھے شاہنشاہ کا
اسکو حلم و عدل و انصاف و ترحم چاہیئے ‏— شاہ پر ہوتا ہے بارِ حفظ خلق اللہ کا
ڈوبکر دریا سے تو صدہا نکل آتے ہین پر ‏— تیرتا دیکھا نہین ڈوبا ذقن کی چاہ کا
دیر ہو کعبہ ہو بتخانہ کلیسا کوئی ہو ‏— چشمِ حق بین مین وہی جلوہ ہے اک اللہ کا
اُف رے خون روتی ہے ہر لحظہ ہماری چشم غم ‏— گرم رہتا ہے ہمیشہ پانی اپنے چاہ کا
اک فقط تو چاہیئے ہر حال مین کافر ہون گر ‏— چاہ کر تجھکو کسیکے نام لون پھر چاہ کا

آفتابِ حشر کی حدت سے عاشق کیا خطر
ظلِ عالی اپنے سر پر ہے رسول اللہ کا

ہمراہ غیر کو لئے مرقد پہ ہو گیا
مجھ ڈوبتے کو اور بھی ظالم ڈبو گیا

کوچہ کسی کا ملکِ عدم سے نہیں ہے کم
قاصد وہیں کا ہو گیا صد حیف جو گیا

وہ خاک میں ملا کے مجھے محوِ سیر ہے
لوگوں سے پوچھتا ہے کہ کیا اسکو ہو گیا

اس عشق فتنہ ساز کا شکوہ نہیں ہمیں
اچھا برا ازل میں جو ہونا تھا ہو گیا

نوکِ مژہ کی یاد نہ دل سے کبھی گئی
تارِ نفس میں سوزنِ مژگاں پرو گیا

ڈوبا ہوا تھا پہلے ہی بحرِ فراق میں
آ کر وہ رشکِ غیر میں مجھکو ڈبو گیا

بادِ خزاں جھونکے اڑاتے نہ پھر اسے
اے ابر مشتِ خاک نہ میری بھگو گیا

دنیا کی لاکھ رنج مصیبت سے چھٹ گیا
آرام سے وہ ہے جو تہِ خاک سو گیا

حالِ نزار و بیکسیٔ دل کو دیکھکر
آیا مریضِ غم کی جو بالیں پہ رو گیا

عاشق ہے راہ زلف گرہ گیر پیچ پیچ
ملتا نہیں وہ دل جو وہاں جا کے کھو گیا

کوئی مجبور رہا باقی نہ مغرور رہا
دور دورہ نہ زمانے کا بدستور رہا

عادیٔ جور و جفا وہ بتِ مغرور رہا
خوگرِ صبر دلِ زار بدستور رہا

کب زباں پر ترے شکوہ بتِ مغرور رہا
شیوۂ شکر جو اپنا تھا بدستور رہا

آئے تو کیا وہ عیادت کو نہ آئے تو کیا
جب تنفس کا نہ ہرگز ہمیں مقدور رہا

چارہ گر چارہ گری سے تری ناسور رہا
آرزومندِ نمک زخم کا انگور رہا

زاہدا کیوں رہِ پرپیچ ہوئے تجھکو پسند
کوچۂ یار ترے راستہ سے دور رہا

نام باقی ہے سدا دہر میں حق گوئی سے
حشر تک تذکرۂ دعویٔ منصور رہا

نامِ حق دار پہ بھی چڑھ کے زباں سے نکلا
یادِ حق سے جو نہ غافل کبھی منصور رہا

اپنی محنت سے نہ اصلا وہ ہوا شیریں کام　　تھک کے اس راہ میں فرہاد سا مزدور رہا
کھولے عقدے تو بہت تو نے زمانے کے فلک　　پیچ پر کاکل پرخم کا بدستور رہا
چرخ نے رنگ زمانے کے بہت سے بدلے　　شیوۂ ظلم و ستم تیرا بدستور رہا
انقباض دل دلدار سے ہجران کی طرح　　دم کا گھٹنا کبھی شب وصل بدستور رہا
کس کو جلوہ ہو بجز عاشق صادق حاصل　　جلوہ گر بھی ہے وہی اور وہی طور رہا
تابش حسن کی حدت نے اڑایا اسکو　　روبرو تیرے صباحت کے نہ کافور رہا
توسن ناز ترا اس سے کچھ ایسا چمکا　　رہ سکا ساتھ نہ شوخی کے بہت دور رہا

مسجد و بتکدہ دونوں میں اسی ڈھب عاشق
بت کا اور بادہ گلفام کا مذکور رہا

جز پیمبر کے وسیلہ ہے تجھے جان کسکا　　اہل محشر میں بتا کون ہے پرسان کسکا
منتظر دم ہے نکلنے میں مری جان کسکا　　دوست دشمن کا نہیں پھر ہو وہ پرسان کسکا
ایک نظارہ میں جسکے ہو وصال دائم　　یہ مرے دل کے سوا اور ہے ارمان کسکا
وامق و کوہکن و قیس ہوئے جب معدوم　　منتظر میرے سوا اب ہو بیابان کسکا
چرخ چکرائے مریں رشک سے اعدا لاکھوں　　مہرباں تو ہو تو خطرہ مجھے جانان کسکا
جسکی شیرینی سے لب بند تصور میں ہوئے　　ذائقہ بخش یہ ہے سیب زنخدان کسکا
غیر کو جانتے ہو میری روش دیوانہ　　مثل گل چاک ہے فرمائیے دامان کسکا
ریخ سے شانہ صد چاک ہوا کیوں اے ریش　　زلف برہم نے کیا حال پریشان کسکا
جب وہ گل چہرہ ہے اپنا تو ہے سب کچھ اپنا　　نخل کہنکے ہیں یہ گل کسکے گلستان کسکا
واعظا ماہ کو اس گل سے بھلا کیا نسبت　　چہرہ انصاف سے کہتا کہ ہے خندان کسکا
قیس و فرہاد تو پہونچے نہ سر منزل تک　　ہے لپیٹا ہوا یہ بستر میدان کسکا
داغ دل کا ہے مرے یا کف پا کا اسکے　　عکس ہے ورنہ فلک پر مہ تابان کسکا

مجھکو اک چاہیئے تو اور نہین کچھ خواہش
ہے ارم چیز ہی کیا تخت سلیمان کسکا

ہائے دل ہاتھ سے نکلا جو چلا جاتا ہے
یاد آیا یہ مجھے طرز خرامان کسکا

شاہی عشق مین سنتا نہین کوئی زاہد
کون حاکم ہے یہان اور ہے فرمان کسکا

چاہ مین جسکی مین ڈوبا ہی چلا جاتا ہون
غوطہ دیتا ہے مجھے چاہ زنخدان کسکا

سر تہ خنجر قاتل نہ رہا اے عاشق
پھر خدا جانئے ہے منت کش احسان کسکا

ایک ہی وار مین جھگڑا جو چکایا عاشق
تیغ قاتل کے سوا سر پہ ہے احسان کسکا

صاف دل جو نہین مشکل ہے اسے پانا تیرا
یعنی گمراہ نہ پائے گا ٹھکانا تیرا

مضطرب دل ہے قیامت کی لئے جب سے سنا
تیغ سے روز قیامت نظر آیا تیرا

ہر رگ و پے مین سمائی ہے محبت تیری
ہے مری جان مری آنکھون مین ٹھکانا تیرا

اسکے لڑنے سے لڑائی ہے جہان مین تیری
ہے غضب ترچھی نگاہون کا لڑانا تیرا

جبکہ تو میرا ہے تو کیا ہے مجھکو پروا
سارا عالم ہے مرا سارا زمانا تیرا

ناوک ناز و کرشمہ سے ہے بسمل عالم
کوئی خالی نہین جاتا ہے نشانا تیرا

تیری زلفون کی پریشانی نہ جائے گی کبھی
دل صد چاک سے دلریش ہے شانا تیرا

ناز و انداز مین ان روزون عجب شوخی تھی
ہم نہین بھولے لڑکپن کا زمانا تیرا

جان کا تا دم آخر ہے تو ہمدم اے دل
کون جز جان حزین یہان ہے یگانا تیرا

کف افسوس ہمین رشک سے ملواتا ہے
غیر کے ہاتھ مین مہندی کا لگانا تیرا

جگر خستۂ ابرو کو نگہ نے مارا
شوق رکھتا ہے نشانے پہ نشانا تیرا

تیغ ابرو کا کبھی ناوک مژگان کا کبھی
وار تیرا ہے غضب یار نشانا تیرا

زندہ درگور نہ ہون کیون ہمین جب یاد آئے
چٹکیان لیکے شب وصل جگانا تیرا

کوچۂ یار سے مژدہ مجھے لائی ہے صبا
نامہ بر لیکے ہوا نامہ روانا تیرا

مین اسی بات سے خوش دل ہون مرا پن قسم ہے — غیر سے گو ہے نہ ملنے کا بہانا تیرا
قتل کے نام پہ کچھہ سر تو جھکانا تہ تیغ — غیر نے اتنا بھی کہنا نہین مانا تیرا

کس سے فریاد کرے جور و ستم کی عاشق
دور تیرا ہے جہان تیر ازمانا تیرا

جسے یقین ہے خدا تیری کبریائی کا — کبھی خیال نہین اسکو خودنمائی کا
قفس سے صید کو یہ رنج ہے جدائی کا — کہ جان ہوا ہو اگر نام لو رہائی کا
سما سکا نہ عدم مین بھی غم جدائی کا — وہ مجھہ تک آئے اگر حکم ہو رہائی کا
بتون نے سکہ چلایا یہ بیوفائی کا — جہان سے محو ہوا نقش آشنائی کا
عجب طرح کی ہے شکل مہیب و نا زیبا — خدا دکھائے نہ پھر منہ شب جدائی کا
عدو کے دل کے پرخچے اڑا دیئے صد شکر — یقین تمھارے نالون کی نارسائی کا
ہم اپنے آئینہ دل کو روشنا کر دین — جو خود نما کو ہو کچھہ شوق خودنمائی کا
شب وصال مین باتین ہین پیار کی لازم — فسانہ پوچھو نہ مجھسے شب جدائی کا
نہ اپنے پردۂ عصمت کو بے حجاب کرو — لگاؤ مجھکو نہ الزام آشنائی کا
بتون کے ہاتھہ مین دستار و ریش ہین انکی — جناب شیخ کو تھا ناز پارسائی کا
صفائی غیر سے کرلون تمھاری خاطر سے — صفائی اسکی ہو تو لطف ہے صفائی کا
جدا ہو تن سے سراسر کہ جان تن سے پردان — مگر نہ اٹھہ سکے صدمہ تری جدائی کا
سمجھہ کے مجھکو وہ بیگانہ ملتفت تھی مگر — بگڑ گئے جو لیا نام آشنائی کا
قیامت آئی بہت بار ٹالیون پہ مرے — نہ دن ہوا کبھی آخر تری جدائی کا
ہماری جان ہی جائیگی کوسے جانان مین — پیامبر نے کیا عذر نارسائی کا
سوال وصل مین پھرتا لیے ہون کاسہ سر — طریق سب سے نرالا ہے یہ گدائی کا
ہمین تو اس دل خانہ خراب نے کھویا — گلہ نہ انکا نہ قسمت کی نارسائی کا
نہا سے غیر کے وہ روبرو جو دریا مین — سفینہ ڈوب گیا اپنی آشنائی کا

عدو کو ساتھ لئے آیا قبرِ عاشق پر
وفا مین بھی ترے پہلو ہے بیوفائی کا

یقین ہے دل تجھے گر اُسکی بیوفائی کا
نہ لے تو نامِ خدا نام آشنائی کا

لقب جہان نے دیا تمکو بیوفائی کا
خراب تمنے کیا نام آشنائی کا

یہ شیوہ خوب بتون کی ہے دلربائی کا
وہ جان لیتے ہین دم دیکھے آشنائی کا

بجز وصال کے چارہ نہین جُدائی کا
فگارِ غم یہ اثر کیا ہو مومیائی کا

بکھیر زلف کو دل پھانستے ہین حلقہ کیے
بچھایا جال ہے یہ خوب آشنائی کا

ہمارے عیش مین کیسا ہو یہ خلل انداز
شبِ وصال مین کھٹکا شبِ جُدائی کا

سوا ترے مین کسی سے غرض نہین رکھتا
بتون مین شہرہ ہے یون میری پارسائی کا

یہ داغ تیرگیِ دل کا عکس ہے زاہد
نشان نہین ترے ماتھے پہ جبہہ سائی کا

طبیعتون مین حسینون کی بیوفائی ہے
یہ ناشناس ہین کیا کام آشنائی کا

طریقِ عشق کو طے کیجیے سر کے بل عاشق
کہ عشق کام نہین زور آزمائی کا

رہے یہ جان حزین یا نہ ہمنشین لیکن
مین دل گرفتہ ہون اُس بت کی دلربائی کا

ترے فراق مین جینا ہے موت سے بدتر
نہین ہے غم ہمین کچھ جان کی جدائی کا

نہ گل نہ ماہ نہ خورشید ہو سکے ہمسر
بیان ہو کیا ترے رُخسار کی صفائی کا

وہ بیٹھتے ہین لبِ بام صبح و شام ایدل
یہ شوق تازہ ہوا اُنکو خودنمائی کا

صبا نے خاک نہ پہونچائی کوئے جانان تک
ہو شکوہ کیا ہمین طالع کی نارسائی کا

نکل سکے طرۂ پُر پیچ سے کہان جائے
ہمارے دل کو نہین شوق کچھ رہائی کا

نہین ہے چین کسی طرح روز و شب ہمکو
وبال جان ہے سہنا تری جدائی کا

ہزار حیف کہ عاشق بجائے گردشِ بخت
بنا رفیق تپِ غم سے چارپائی کا

اداے یار مین پہلو ہے کچھ ادائی کا
ملاپ مین بھی نیا ڈھنگ ہے لڑائی کا

بتون کا شیوہ نرالا ہے کچھ ادائی کا
نظر سے اُنکی عیان طرز ہے لڑائی کا

ہے شوق دل کو مرے اُنکی رُخ نمائی کا
اثر اب اُنکو ہوا ہے سُنی سُنائی کا

اداؤ ناز پہ اپنے وہ خود ہوئے مفتون
نکیونکہ ہوا اُنھین پھر شوق خود نمائی کا

عدو کو پھونک دیا چرخ تک دُہائی ہے
گمان اتنا نہ تھا آہ کی رسائی کا

مین سر کے بل چلون کیونکر نہ اُسکے کوچہ مین
کہ دل کو شوق ہے اُس در پہ جبہہ سائی کا

شب وصال ہے ایسے جان خوشی مین شکر خدا
کرو نہ ذکر خدا کے لیئے جدائی کا

عدو کے سامنے بیباک اور مجھسے حجاب
لگا دو خود کو نہ یون داغ بے حیائی کا

ہمارے روبرو کرتے ہین شیخ جی ہُو حق
یہ ڈھنگ خوب دکھاتے ہین پارسائی کا

عدو کا نقشِ قدم ہو جہان ہان صد حیف
کہ نام لے کوئی بیچارہ جبہہ سائی کا

خیال کو جو رسائی ہو بزم جانان تک
کرون گا پھر نہ تردد شکستہ پائی کا

عدو کو ساتھ لیئے پھرتے ہو غضب کیا ہے
سکھایا کس نے طریقہ یہ خود نمائی کا

ہزار رنج والم یون تو ہو کے مٹتے ہین
نہ اُٹھ سکے درد اُٹھایا گیا جدائی کا

سوالِ وصل پہ پھیرو نہ تم مجھے ناکام
صلا دلاؤ مجھے کچھ مری گدائی کا

شکست دل کی صدا جب کہ یار تک پہونچے
شکستہ دل کو خطر کیا شکستہ پائی کا

جفائین کر کے وہ کہتے ہین پیش داور حشر
مگر خدا کے لیئے ہو نہ بے وفائی کا

نکیون ہون یار کی یہ لن ترانیان عاشق
کہ خود نمائی کو دعوے ہے اب خدائی کا

سُنے گا حال جو مجھسے شب جدائی کا
عدو بھی نام نہ لیگا پھر آشنائی کا

جہان مین جلوہ ہے چارون طرف خدائی کا
مگر حجاب ہے آنکھون پہ کبریائی کا

تمام مچھلیان دریا مین لوٹ پوٹ ہوئین
پڑا جو عکس نہانے مین اُس کلائی کا

وہ بدلو آنکھیں کہ بدلے زمانے کی گردش
جدا ہو غیر سے تو لطف ہے جدائی کا

وہ آج چین بہ جبیں ہیں کریں گے ذکر عدو
ہمیں یہ یاد ہے افسون گرہ کشائی کا

کمند شیخ نہ جائیگی بام عرفان تک
کہ پارسائی کو خدشہ ہے نارسائی کا

یہ وہ ہے زہر ہلاہل کہ ہو گیا پانی
لکھا جو حرف کسی سنگ پر جدائی کا

ہمارا کام تو نکلا نہ بندگی سے بتو
اسی خودی پہ تھا دعوی تمھیں خدائی کا

شب وصال کا ہووے مجھے یسر حل
نصیب غیر ہو یارب یہ دن جدائی کا

لبوں پہ دم کبھی پہونچتا ہے سخت مشکل سے
یہ حال ہے مرے طالع کی نارسائی کا

ابھی رقیب کسے ہے تاک جھانک چلمن سا
بڑھے گا شوق انھیں اور خود نمائی کا

نگاہ تھی ترے دل پر کہ جان ساتھ گئی
ہے دلربائی میں بھی شیوہ جان بائی کا

مریض ہجر صنم ہوں خدا سے ڈر اے ضعف
یہ وقت کا ہیکو ہے طاقت آزمائی کا

الٰہی خیر دلوں کی یہ برق ہے بیڈھب
نگاہ تیز کو ہے شوق خود نمائی کا

ہمارے آبلہ پا ہیں جوش میں بیتاب
نہ شوق کیوں ہو ہمیں پھر برہنہ پائی کا

ہماری آہ رسا نارسا ہوئی **عاشق**
رسائی میں بھی ہوا دخل نارسائی کا

ہجر میں تاریکی شب سے وہ مجھپر جبر تھا
گوشہ بیت الحزن صد رشک کنج قبر تھا

کسلئے چاہا تھا انکو کیوں جفا پر صبر تھا
اختیار انپر نہ تھا پر دل پہ کسکا جبر تھا

میری آہ سرد تھی یا دود دل تھا شبکو جو
ٹھنڈی ٹھنڈی تھیں ہوائیں کالا کالا ابر تھا

سادگی سے جان دی چالاکیوں سے دل لیا
میں تو تھا سیدھا مسلمان وہ ستمگر گبر تھا

بعد مردن کنج تربت میں کھلے گل ہمدمو
داغ جو فرقت کا تھا دل میں چراغ قبر تھا

انکی زلفیں دام انکا ہو گئیں اے ہمنشیں
یہ گرفتاری مری آہ رسا کا صبر تھا

دشمنوں کے دم پہ کیا گذری الٰہی صبح تک

عاشق بیچارہ شب بیتاب تھا بے صبر تھا

اُس چشم مست ناز کا اتنا اثر ہوا
تھا باخبر خودی سے کبھی مین بیخبر ہوا

ہنستے چڑھا جو عشق سے اُسکا نہ گھر ہوا
آوارہ و خراب ہوا در بدر ہوا

اک وار مین صفون کی صفون کو الٹا دیا
قاتل کا ہاتھ دست قضا و قدر ہوا

برق جہندہ کو بھی تو رشک اسپہ آگیا
مضطر شب فراق مین دل اسقدر ہوا

آخر شکستہ ہوگیا رشتہ حیات کا
طول اسقدر رہا کہ بہت مختصر ہوا

بس دردِ دردمند کا اب چارہ ہو چکا
چارہ سے چارہ ساز کو بھی درد سر ہوا

تن گھٹتے گھٹتے تار نظر بن گیا مرا
جس روز سے مین عاشق موئے کمر ہوا

سر لوٹتا ہے دوڑ کے قاتل کے پانو پر
خون شہید خنجر بُرّان کے سر ہوا

فرقت کی رات آہ و فغان مین جو ہو پڑی
گتھم گتھا ہوئی کچھ ایسی کہ پیدا اثر ہوا

اُسکی خرام ناز سے اٹھا تھا جو غبار
آوارگان عشق کا نورِ نظر ہوا

تنہا نہین ہے لطف قیامت ہو ساتھ ساتھ
یون نوحہ گر ہوا بھی تو کیا نوحہ گر ہوا

اچھا تھا ہمنشین مرے آنسو نہ پوچھتا
ہو آستین کی خیر کہ قطرہ شرر ہوا

پنہان ہین جسمین تیر وہ اُنکی نظر ہوئی
پیدا ہین جسمین زخم وہ میرا جگر ہوا

سرمہ کا تل بنا ہے جو دنبالہ کے قریب
تیر نگاہ یار کے بازو پہ پر ہوا

تمغہ بن چڑھا ہے سینہ پہ اُس گلعذار کے
حیرت یہ ہے کہ سرو مین پیدا ثمر ہوا

سر پھوڑنے کے واسطے دیوار چاہئے
وحشت عجب بلا ہے کہ جنگل مین گھر ہوا

عاشق ہون چشم مست بت شوخ پسند کا
اے بیخودی سنبھال کہ مین بے خبر ہوا

ہر گل بستان فدائے روئے جانان ہو گیا
موئے کاکل کا بکھرنا سنبلستان ہو گیا

ماہ جب پیش رخ پُر نور جانان ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے پنہان ہو گیا

دی مدینہ کی زمین کو وہ خدا نے برتری
ذرہ ذرہ خاتم دست سلیمان ہوگیا

جلتے جلتے تیرے سوز ہجر مین اے لالہ زار
داغہاے تن سے مین سرو چراغان ہوگیا

تیر اُس سفاک کے کھل کھل کے مرہم بن گئے
زخم دل گویا مرا رشک نمکدان ہوگیا

داغ دل داغ جگر سے مین سراپا داغ تھا
سب اُسے بڑھکر داغ دوری عزیزان ہوگیا

بخیہ گر بس رہگیا منہ دیکھتا کا دیکھتا
ٹکڑے ٹکڑے دست وحشت سے گریبان ہوگیا

عارض تابندہ سے تیرے قمر پھیکا پڑا
سرخی لب سے خجل لعل بدخشان ہوگیا

کوچۂ گیسو سے آئی ہے یہ شاید ہمنشین
دل نسیم صبح سے اپنا پریشان ہوگیا

جان میری تیرے ابرو پہ تصدق ہوگئی
اور دل مشتاق نذر تیر مژگان ہوگیا

اب کہان وہ لن ترانی وہ مشیخت ہے کہان
محفل رندان مین پیچھے شیخ عریان ہوگیا

وادی وحشت مین ہون مین سقدر وحشت پسند
سایہ میرے ساتھ سے ہمدم گریزان ہوگیا

بھولا کر کندھا دیا اُس غیرت بلقیس نے
تختۂ تابوت بھی تخت سلیمان ہوگیا

ہجر کی شب دیکھنا تارے شرارے بن گئے
میری آہون سے فلک پر بھی چراغان ہوگیا

کیا تری زلفون کی آوارہ ہے یہ بھی کوئی
خانۂ گلشن مین کیون سنبل پریشان ہوگیا

آؤ دکھلا دین تمھین بھی اپنے زخمون کی بہار
اب میسر ہمکو سامان چراغان ہوگیا

غیر بھی اب چاہتا ہے اُنکو عاشق کیطرح
شیر قالین صورت شیر نیستان ہوگیا

عید کے دن سے بدل روز ہجران ہوگیا
اُسکے آنے سے مجھے عیش سلیمان ہوگیا

تھا گرانی سے گران ہین کار آسان ہوگیا
دل مین اُسکے عشق دشمن تھا سو ارزان ہوگیا

ہوگیا اتنو نمک پاشی کا قاتل کو مزا
زخم پر چھڑکا نمک ٹکڑے نمکدان ہوگیا

ناامیدی حال بیکس پر ہوئی ہے نوحہ گر
بارہا تربت پہ گریان ابر باران ہوگیا

اُسکی زلف خم بخم کا جب کبھی آیا خیال
سینہ پر داغ اپنا سنبلستان ہوگیا

مثل بلبل گلرخون کے ہاتھ سے بچتا نہین
دامنِ عشاق بھی گل کا گریبان ہوگیا

دستِ وحشت بنگئی اُس ترک کی نوکِ سنان
زخمِ سینہ صورتِ چاکِ گریبان ہوگیا

ہجر کی شب اژدہا تھی یادِ گیسو تھی بلا
دودِ دل سینے سے نکل کر مارِ پیچان ہوگیا

برہمن کہتا ہے کیونکر بُت پرستی چھوڑدون
کعبہ مین رہنے سے وہ بت کیا مسلمان ہوگیا

میرے چھالون نے دیا وہ آنکو پانی ای جنون
خار ہر اک صورتِ نخلِ مغیلان ہوگیا

بے تمھارے تیر باران بنگیا تھا باغ مین
گل ہوا زخمِ جگر اور غنچہ پیکان ہوگیا

لاغری نے شرم رکھی خوب بزمِ یار مین
مین بھرا محفل مین اور نظرون سے پنہان ہوگیا

عارضِ جانان کی سُرخی دیکھکر دل خون ہوا
لو شہیدِ ناز اب لعلِ بدخشان ہوگیا

چارہ گر کچھ کہہ رہا ہے پھر لبِ زخمِ جگر
پھر پھٹا انگور پھر خالی نمکدان ہوگیا

ہاتھ مین دامن لیا اسنے خدا کی شان ہے
دامنِ امید بھی میرا گریبان ہوگیا

خنجرِ ابروئے جانان ہوگیا ہے دل نشین
جاگزین سینہ مین میرے تیرِ مژگان ہوگیا

ہون اسیرِ قید لیکن قید سے آزاد ہون
لاغری سے دشت کی مانند زندان ہوگیا

خونِ ناحق نے کیا ہنگامۂ محشر بپا
جب گذر انکا سوئے گنجِ شہیدان ہوگیا

کیا کہون تیرِ نگاہِ یار کی سفاکیان
آنکھ مین کھٹکا ہمارے دل مین پنہان ہوگیا

لاغری نے میری خنجر پر کیا اتنا اثر
جب گلے ملنے گیا ہمشکلِ پیکان ہوگیا

عرض کرتا ہون کبھی اُنسے جو اپنا حالِ دل
کہتے ہین اس داستان سے دل پریشان ہوگیا

کب تک اے عاشق سنین ہم گفتگو نا اہل کی
ایسی باتون سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

ہنس کے اُسنے تیر مارے زخم خندان ہوگیا
سینۂ عشاق صد رشکِ گلستان ہوگیا

اُف رے گرمیِ محبت لے سوزِ ہجرِ یار
خشک میری چاہ سے چاہِ زنخدان ہوگیا

ظاہری طاعت سے یون تو گبر ترسا ہین بہت
کیا ہوا اگر نام کو کوئی مسلمان ہوگیا

جوشِ وحشت نے بہاران مین جو پھیلائین ہانو
مجھسے وحشی کے لئے صحرا بھی زندان ہوگیا

ہر لبِ تربت پہ آئی ہے ہنسی کیا اے صبا
وہ گلِ خندان سوئے گورِ غریبان ہوگیا

میری وحشت نے بیابان کر دیا ہی بوستان
داغِ سینہ سے مرا زندان گلستان بن گیا

اُس بتِ پرفن کی اب تو آگیا ہے راہ پر
شیخ سا حیوان بھی صد شکر انسان ہوگیا

زخم قاتل نے لگایا میرے سر پر تیغ کا
ہو مبارک نیرِ اقبال تابان ہوگیا

یہ بھی میرے اشکِ خونی رنگ کا اعجاز ہے
آستین رنگِ شفق دامن بدخشان ہوگیا

رفتہ رفتہ دیکھنا زنجیرِ پا بنجائے گا
اے جنون جو تھا گریبان کل وہ دامان ہوگیا

طالعِ بیدار نے شب وان مجھے پہونچا دیا
بختِ خفتہ اپنا خوابِ چشمِ دربان ہوگیا

اُنکی پتلی کی سیاہی کہہ رہی ہی آنکھ سے
مشک جتنا تھا وہ سب وقفِ غزالان ہوگیا

تھا یہی ہمدم ہمارا چارہ سازِ دردِ دل
دم لبون پر تھا گیا کیا خوب درمان ہوگیا

وقتِ کشتن تھا یہ میری تلخ کامی کا اثر
تلخ آبِ تیغ کھاری آبِ پیکان ہوگیا

اے صبا اب دیدۂ لیلیٰ وشان مین ہی غبار
مر کے مجنون سرمۂ چشمِ غزالان ہوگیا

نوبتِ سینہ شگافی آگئی عاشق کہ اب
چاک ہوتے ہوتے دامن بھی گریبان ہوگیا

دستِ وحشت تجھے اے قیس سزاوار نہ تھا
کیا ترے سر کے لئے سنگ در یار نہ تھا

یار سمجھے تھے اسے ہائے مگر یار نہ تھا
دشمنِ جان تھا پہلو مین دلِ زار نہ تھا

شبِ فرقت مین کوئی مونس و غمخوار نہ تھا
اے فلک رحم کہ اتنا مین گنہگار نہ تھا

آپکے پانو مین گرتا رہا بیخود ہو کر
آپ انصاف سے کہئے کہ مین ہشیار نہ تھا

جوشِ حسرت تھا کہین جوشِ تمنا تھا کہین
شب تری بزم مین اک مین ہی گنہگار نہ تھا

عاشق برق جمالان جہان تھا سے طور
یہ وہ دیدہ نہین جو قابلِ دیدار نہ تھا

شکر صد شکر کہ آنکھون کو ملا تارِ نظر
گوہرِ اشک پرونے کے لئے تار نہ تھا

ابتدا عشق کی اچھی تھی کہ تھے سب اچھے
غیر کو تم سے تمھین ہم سے سروکار نہ تھا

تا بہ انظار رہا بام پہ چہرے کا نقاب
وہان بھی بے پردہ ترا جلوۂ رخسار نہ تھا

باندہ لیتا وہ کمر سے تو گران کیون ہوتا
ناتوانی سے مین کب جون کمر یار نہ تھا

محتسب توڑ دیا تونے دل رند عبث
شیشہ نازک سا تھا یہ توبۂ میخوار نہ تھا

تونے کیون اپنی نزاکت کو لگایا دہبہ
چشم خونخوار رہی خنجر ترا خونخوار نہ تھا

تیر قاتل مرے سینہ مین رہا چین بچین
کیا تبسم کے لیے بھی لب سوفار نہ تھا

صورت آئینہ حیران ہون سینہ سختی سے
اے فلک لف نہ تھا کچھ مین رخ یار نہ تھا

ایک دل اپنا تھا وہ بھی نہ رہا اے **عاشق**
ورنہ دنیا مین ہمارا تو کوئی یار نہ تھا

مانند تیر سامنے وہ بت جب آگیا
آنکھون کی راہ سے مرے دل مین سما گیا

دین گالیان رقیب کو اور میرے سامنے
مین اسکی انجمن سے بہت بد مزا گیا

دو چار پھول کیسے یہ نفرت ہے بعد مرگ
وہ بت مرے مزار پہ تیوری چڑھا گیا

قاتل مرے خدنگ سے بھر آئی زخم دل
یعنی جو آیا تیر وہ ٹانکا لگا گیا

پامال کر دیا مری تربت کو کس لئے
کیا حرف مدعا تھا کہ وہ بت مٹا گیا

مر کر بھی اسنے داغ دیئے مری قبر پر
لا کر چراغ گھر سے عدو کے جلا گیا

دو دن کی ہے بہار فقط باغ دہر کی
مانند رنگ و بو کے جو آیا اڑا گیا

تاثیر سرد مہری جانان ہے اسقدر
عاشق تپ فراق مین بھی تھرتھرا گیا

اس خانمان خراب کو تم جانتے بھی ہو
مثل گدا صدا جو گلی مین لگا گیا

اللہ رے یہ رشک وہین آنکھ کھل گئی
جب خواب مین وہ غیر کے ہمراہ آگیا

حسرت ہے پاس دل کی شکستہ ہین ہین
جو کچھ رہا رہا جو گرہ سے گیا گیا

ابرو نے جان لی ہے تو شوق قتل نے
کعبہ کو وہ گئے یہ سوئے کربلا گیا

پھر تنگ آگیا ہون مین زندان کے ہاتھ سے ۔۔۔ زنجیر در کو دستِ جنون پھر ہلا گیا

عاشق ہمارے دردِ جگر کا ہوا یہ رنگ
دھونی جہان رمائی وہین ابر چھا گیا

نورِ خدائے پاک رسولِ کریم تھا ۔۔۔ سب انبیا سے آپکا رتبہ عظیم تھا
نظارہ کی نہ تاب رہی اُف ری بیخودی ۔۔۔ گویا زبان قفلِ دہانِ کلیم تھا
اغیارِ تازہ عشق پہ کیون لطف اسقدر ۔۔۔ سب عاشقون مین عاشقِ صادق قدیم تھا
دیتے نہ کیونکہ اشک کو آنکھو مین ہم جگہ ۔۔۔ دروازۂ کریم طفیلِ یتیم تھا
دیکھا جو آستان کو ترے مینے خواب مین ۔۔۔ جاتا رہا جو شوقِ بہشتِ نعیم تھا
بسمل نے اُسکے پانو پہ دی جان وقتِ قتل ۔۔۔ ورد زبان شکر و سپاسِ کریم تھا
یارب وہ نازِ غیر کے کیونکر اُٹھا سکا ۔۔۔ جس کو حنا کا رنگ بھی بارِ عظیم تھا
دیکھا تھا ہمنے آپکے وحشی کو دشت مین ۔۔۔ عریانیان لباس تھین سایہ گلیم تھا
بھٹکے پھرے شبِ آرزوئے قیر بزم مین ۔۔۔ دل اپنا اُسکے گوشۂ دل مین مقیم تھا
روکے سے دل رُکا نہ ملا خاک مین مدام ۔۔۔ جانان تری گلی مین شعار قدیم تھا
ہنگامۂ نشور دو عالم مین تھا بپا ۔۔۔ ہر موئے تن نوا مین زبانِ کلیم تھا
بیشک تو آج کوچۂ جانان سے آئی ہے ۔۔۔ اتنا کبھی دماغ نہ تجھکو نسیم تھا
یون بھی وصالِ یار میسر نہ ہوسکا ۔۔۔ ہمراہ خواب مین بھی عدوئے لئیم تھا
تھا شمع ہائے گورِ غریبان پہ یہ سمان ۔۔۔ گویا ظہور حالِ عظامِ رمیم تھا

عاشق خرامِ ناز سے دھوکا ہوا تجھے
تھا نامہ بر صبا کہ ہوائے نسیم تھا

وہ لطفِ خاص ہونے پہ لطفِ عمیم تھا ۔۔۔ چلنا کسی کا غیر کی جانب نسیم تھا
دامن نے پرورش کو لیا کیا بُرا کیا ۔۔۔ آنسو ہماری آنکھ کا دُرِّ یتیم تھا

پردے مین بیٹھکر ہین یہ کیون لن ترانیان — کس دن مرا سوال کلام کلیم تھا

کیا جانے کیا بنی ترے بیمار ہجر پر — تھا دم لبون پہ حال نہایت سقیم تھا

کیا دن تھے وہ بھی تمسے تعلق نتھا ہمین — امید وصل کی تھی نہ ہجران کا بیم تھا

عین وصال مین تپ فرقت تھی سامنے — جنت مین جاکے کیون یہ خیال جحیم تھا

توبہ سے ہو رہا ہون پشیمان مین ہمنشین — ہوتے گناہ اور کہ خالق کریم تھا

کچھ ہو سکا کسی سے نہ ہرگز علاج عشق — تھا بو علی طبیب فلاطون حکیم تھا

تقدیر کی ہے بات کہ کھانے دیا نہ پھل — ہر چند جانتا ہون کہ خنجر کریم تھا

دود فغان کے ساتھ ہے کچھ بوے عطر بھی — مجھکو خیال کاکل عنبر شمیم تھا

چھوکر کسیکی زلف معنبر کو جب چلی — دیکھا تو آسمان پہ دماغ نسیم تھا

اللہ رے لاغری کہ نہ دیکھا رقیب نے — مین اُسکی انجمن مین برنگ نسیم تھا

مارا اس آرزو نے کہ مدفن ہو کوے یار — شوق جنان تھا ہمکو نہ خوف جحیم تھا

مین تھا وہ دردمند کہ ہرگز نہ اُٹھ سکا — اک درد میرے واسطے ناز حکیم تھا

عاشق وہ گل چمن مین تھی محو خرام ناز — کھٹکا تھا کچھ صبا سے نہ خوف نسیم تھا

چھپتا تھا مہر رشک سے وہ خوف و بیم تھا — ہر داغ اپنا رشک ریاض نعیم تھا

جس سے بنا ہے چرخ وہ بیکس کی آہ تھی — گر کر ہوا گہر جو وہ اشک یتیم تھا

وہ تفتہ دل ہون آہ تجلی طور تھی — میرا غبار سرمۂ چشم کلیم تھا

حیرت یہ ہے کہ خانۂ دشمن ہوا نہ خاک — دوزخ کو آہ دل سے عذاب جحیم تھا

مانند شمع جلنے لگین اُنگلیان تمام — حدت سے میری نبض کی سوزان حکیم تھا

زاہد کہے گا حشر مین رحمت کو دیکھکر — ترک گناہ ایک گناہ عظیم تھا

مجھ مین ہی تیرے جلوۂ عارض پہ غش نہین — مدت سے سن رہا ہون کہ بیخود کلیم تھا

در پر تمھارے شبکو یہ ہنگامہ تھا بپا
فریادیون کی بھیڑ تھی شور عظیم تھا

بیمار غیر تھا وہ صنم بہر شفا کہان
خود چارہ جو تھا جو وہ ہمارا حکیم تھا

ہر بات مین بہت سے نکتے پہلو دبے ہوئے
تھے لاکھ فقرے ایک کلام کلیم تھا

سرمہ بنا تھا دیدۂ عبرت کے واسطے
جتنا غبار صرف عظام رمیم تھا

(استخوان ہائے کہنہ)

غیرون کے فقرے پہ ہوتی تھی آفرین
خاموش میری بات پہ لیکن کلیم تھا

اس نیمجان کو عشق ہے شمشیر یار سے
وہان نیمچہ کھچا تھا یہان دل دونیم تھا

تھی جسکے تار تار کی حورون کو آرزو
وہ حلۂ بہشت ہمارا گلیم تھا

بسمل — عاشق سناتے حال کسی کوئے یار مین
ہر نقش پا بصورت گوش صمیم تھا — بسمل

(ہمہ تن گوش)

زلف کیون برہم ہوئی چہرے کا عالم کیا ہوا
مین نہین کہتا تمھین مرگ عدو کا غم ہوا

مجمع امید سارا برہم و درہم ہوا
بیکسی و یاس کا ہجران مین وہ عالم ہوا

چارہ گر کچھ اور لا بھرنے کو ہے زخم جگر
تھا نمک ان مین نمک جتنا وہ سب مرہم ہوا

عمر جتنی گھٹ گئی جینے کی حسرت بڑھ گئی
درد جتنا بڑھ گیا اتنا مداوا کم ہوا

وہ بھی کچھ صورت بنائے نوحہ گر مین ساتھ ساتھ
مر گیا ہے کون جسکا اسقدر ماتم ہوا

تیرے احسان مین نہ بھولونگا کبھی اے درد دل
بیکسی مین کون جز تیرے شریک غم ہوا

رازداری محبت جان من آسان نہین
کیا ہوا اگر غیر تیرے راز سے محرم ہوا

اسکو کہتے ہین مقدر مین وہی ناکام ہون
خود پسندی بڑھ گئی جب عشق دشمن کم ہوا

کر دیا برباد سب موج نسیم عفو نے
دفتر عصیان ہمارا برہم و درہم ہوا

ایک مدت سے اسی امید مین تھا تشنہ لب
آب خنجر زخم دل کے واسطے مرہم ہوا

مین ازل سے خوگر جور و جفا ہون اے فلک
رنج میرا بڑھ گیا جب ظلم مجھپر کم ہوا

کیا خوشی کی بات ہے اب غیر رو دین زار زار
لوگ کہتے ہین مرے مرنیکا انکو غم ہوا

اے وہ بزم عزا میں میری قسمت دیکھنا
کیا تماشا ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا

چشم دریا بار نے ڈھالے ہیں یوں لعل گہر
گاہ آنسو خون ہوا گہہ قطرۂ شبنم ہوا

دم لیا تھا نہ عاشق اُسکے شوقِ دید میں
پر یہ حسرت رہ گئی خنجر کا دم کیوں کم ہوا

غم کوئی جاتا رہا دل سے تو مجھکو غم ہوا
یعنی اپنا اک رفیق بیکسی کیوں کم ہوا

اُسقدر اپنی خودی سے آپ نامحرم رہا
جسقدر اسرار عرفان سے کوئی محرم ہوا

تھی ازل میں باعثِ تکوینِ عالم چار یار
خاک و باد و آب و آتش سے بہم آدم ہوا

غنچے ہیں پژمردہ خاطر سرو ہے حسرت زدہ
پھول کسکے ہیں چمن میں جسکا ایسا غم ہوا

اے صبا وہ رشتۂ الفت ہے دل کو زلف سے
یہ اُدھر برہم ہوئی اور وہ اِدھر برہم ہوا

یا خدا آباد رکھ پہلو میں دردِ عشق کو
یہ مرا ہمدرد ٹھہرا یہ مرا ہمدم ہوا

کیوں کھچا جاتا ہے اک خورشید رو کی چاہ میں
دل ہمارا کیا ہوا اک قطرۂ شبنم ہوا

اُنکو دل دیکر اُٹھائیں ہزاروں حسرتیں
سیکڑوں پیدا ہوئے گر ایک دشمن کم ہوا

عشق تھا روزِ ازل میں بھی مجھے گھیرے ہوئے
عالمِ امکان میں آکر وہی عالم ہوا

وصل میں شب بھر مجھے کھٹکا رہا اے نسیم
زلف اب بکھری مزاجِ یار اب برہم ہوا

پرتوِ عارض سے کسکے آگ پانی میں لگی
عکسِ رُخ سے کسکے دریا برہم و درہم ہوا

رشک میں اک دل لگی تھی چھیڑ میں اک بات تھی
نرم دل وہ ہوں مجھے مرگِ عدو کا غم ہوا

دیکھ قاتل تھا یہ مشتاقِ شہادت سخت جان
کاٹ دونی ہوگئی تیغ دو دم میں خم ہوا

اب نہیں عاشق کہیں برقِ تجلی کو قرار
حُسنِ عالم سوز کا اُسکے عجب عالم ہوا

ہماری طرح جہاں میں کوئی خراب نہ تھا
شباب جوشِ تمنا تھا کچھ شباب نہ تھا

نصیب غیر میں ہمدم جو انقلاب نہ تھا
یہ شام و صبح یہ مہتاب و آفتاب نہ تھا

ادب سے مین جو نہ تڑپا تو یون کہا اُسنے کہ اسکے شوق شہادت کو اضطراب نہ تھا
ہزار لی ہے مجھے عذرِ بے گنا ہی پر الٰہی شکر کہ مین قابلِ عذاب نہ تھا
اشارے چشم سخنگو کے ہم سمجھتے ہین مخاطب اُنکا عدو تھا مگر خطاب نہ تھا
فسانہ عالم رویا کا کیا کہین ہمدم جو ہمنے دیکھ لیا خواب تھا شباب نہ تھا
دہن ہو تو کمر کی نظیر تھی معدوم کمر نہ ہو تو دہن کا ترے جواب نہ تھا
تری گلی مین بتا تو سہی مجھے کوئی حزین و خستہ و آوارہ و خراب نہ تھا
گناہ چھوڑ کے رحمت سے بڑھ گئی ہمرہین ثواب جسکو سمجھتے تھے ہم ثواب نہ تھا
ہزار بوتلین اُلٹین گلو بھی تر نہ ہوا دہان تشنہ تھا میرا خمِ شراب نہ تھا
خدا کی شان اُٹھاتے ہین اب وہ ناز عدو وہ سر چڑھا جو کبھی قابلِ خطاب نہ تھا
تمھارے ہاتھ مین خنجر تھا کل جو مقتل مین تمھاری ابروے بیباک کا جواب نہ تھا
یقین ہے کیونکہ اُنھین بیقراریان دل کی کہ پاس آکے جو بیٹھے تو اضطراب نہ تھا
عدو کو چشم حقیقت کہان میسر تھی وگرنہ آپکا جلوہ تو بانقاب نہ تھا
دلِ خراب سے کہتی ہین حسرتین میری جہان مین ہمسا کوئی خانمان خراب نہ تھا

سوال وصل ہوا لاجواب اے عاشق
دہانِ تنگ مین اس شوخ کے جواب نہ تھا

حجاب برقِ تجلّی تھی گو حجاب نہ تھا وہ شوخ بام پہ آیا تو بے نقاب نہ تھا
حجاب مین وہ نہ تھا اور بے حجاب نہ تھا حیا کا پردہ پڑا تھا اگر نقاب نہ تھا
ہمین تھا پاس مروّت کہ لاجواب نہ ہو وگرنہ آپکی باتون کا کیا جواب نہ تھا
نگاہِ شوق ہے بیتاب کیون پس چلمن یہ سچ ہے غیر سے کس دن تمھین حجاب نہ تھا
ہمارے پانو کو اُس کو مین دید یا ہوتا ترے نصیب مین اے پاسبان جو خواب نہ تھا
کبھی نہ جائیگی تا حشر بیخودی میری سرورِ حسنِ بتان نشۂ شراب نہ تھا

وہی نصیب مین اپنے وہی ہے محرومی
یقین ہے کہ زمانی مین انقلاب تھا

نکل کے گھر سے گئے ہم جو دشتِ وحشت مین
چلے وہ چال کہ سایہ بھی ہمرکاب تھا

وہ منہ لگی کبھی چھٹتی نہ حشر تک زاہد
یقین جان یہ منہ قابلِ شراب تھا

عیان ہو پردۂ دل سے نہان ہوا آنکھون مین
تمہارے جلوہ کا مانع کوئی نقاب تھا

کسیکی حیرتِ دیدار سے وہ تسکین تھی
کہ وقتِ مرگ بھی بسمل کو اضطراب تھا

خطاب کرکے مجھے غیر سے ہوئین باتین
یہ التفات بھی انکا کم از عتاب تھا

نہ بھیجنا تھا قلم کرکے پھر سرِ قاصد
ترے قلم مین مرے خط کا گر جواب تھا

کہان گیا اثرِ بیقراریٔ بسمل
یہ کیا کہ خنجرِ قاتل کو اضطراب تھا

نمود دامنِ قاتل سے کب گئی عاشق
ہمارا قطرۂ خون تھا کوئی حباب تھا

دلِ مایوس تو کیون کوئے بتان سے آیا
کون یون تیری طرح جا کے جنان سے آیا

جو گیا چھوڑ کے سر تیرے مکان سے آیا
صد گلِ زخم لئے باغِ جنان سے آیا

داغِ فرقت مجھے دیکے وہ فرماتے ہین
ہاتھ یہ چاند کا ٹکڑا سا کہان سے آیا

دل مین اُس تیر کو کیونکر نہ جگہ دون ہمدم
ہو کے برباد جو یون دورِ کمان سے آیا

جو گیا سنگِ درِ یار بنا حیرت سے
آدمی ہو کے کوئی کوئے بتان سے آیا

کیا تسلی ہے دمِ گریہ جو یون کہتے ہین
تجھ مین تو دم ہی نہ تھا اشک کہان سے آیا

تیرے کوچہ کی ہوا ہو کہ خیالِ دشمن
جو کچھ آیا وہ اجل بنکے وہان سے آیا

تشنہ لب جانکے ساقی نے لگا دی ہے سبیل
بادہ خواہی کا مزا کچھ رمضان سے آیا

مین تو کیا خنجرِ قاتل کا بھی دل لوٹ گیا
لطفِ تکبیر وہ قاتل کی زبان سے آیا

چارہ گر آج چھڑکتا ہے نمک اے عاشق
رحم اسکو مرے زخمون پہ کہان سے آیا

پھنس کے زلفون مین جو دل خاموش تو ہو جائیگا
نقرہ نقرہ ہر گرہ کا گفتگو ہو جائے گا

بام پر شبکو اگر بے پردہ تو ہو جائے گا
ماہ مین تجھمین مقام گفتگو ہو جائے گا

قاتل اچھا ہے جو خون آرزو ہو جائے گا
ہر گل باغ شہادت مین یہ بو ہو جائے گا

ہون وہ مشتاق خلش پنجائے گا یاد مژہ
تیر قاتل دلمین پھر آرزو ہو جائے گا

قامت جانان کا گر باندھون تصور باغ مین
پا بگل سرو کنار آبجو ہو جائے گا

رنگ لاکھے نے جمایا اُسکے لب پر دیکھنا
لعل کا دل اب بدخشان مین لہو ہو جائیگا

برق خوبون سے یہ آنکھیں سینکنی اچھی نہین
ایک دن اُلٹا توا سے ماہ تو ہو جائے گا

یہ سمجھتے کیون گرنہ ہوتا نامہ بر پر اعتبار
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہان جاکر عدو ہو جائیگا

آہ کیون کرتے جو ہوتا ٹوٹ پڑنے کا یقین
کیا خبر تھی چرخ اُلٹا تندخو ہو جائے گا

گر یہی شوق شہادت ہے تو قاتل دیکھیو
آب خنجر اب کوئی دم مین لہو ہو جائے گا

دل وہ مشتاق شہادت ہے کہ قاتل وقت ذبح
ٹکڑے ٹکڑے ہو کے پیوند گلو ہو جائے گا

زاہد و مین کعبۂ ابرو مین پڑھلونگا نماز
آب سے اُس آئینہ رو کے وضو ہو جائیگا

خم کے خم خالی ہون تو بھی تر نہون دونون کے لب
تشنگی سے میرے وہ تشنہ سبو ہو جائے گا

ہو کے اس محراب مین قاتل شہیدونکی نماز
آب خنجر صورت آب وضو ہو جائے گا

بزم جانان مین نہ ہوگی باریابی غیر کو
اسقدر میرا ہجوم آرزو ہو جائے گا

کاٹ ڈالیگا جو عاشق غیر کو چورنگ شاہ
خنجر قاتل کا شہرہ چارسو ہو جائے گا

تیرے رخ سے گرد و چار اے تندخو ہو جائیگا
آب آئینہ سے طوفان چارسو ہو جائے گا

اے جنون وابستۂ عاشق جو تو ہو جائے گا
ہو کے دامن دھجیان طوق گلو ہو جائے گا

معجزہ دکھلائین گی اکدن تمھاری شوخیان
اُس زبان پر آپ آتے آتے تو ہو جائے گا

المدد اے ضعف اُس بت کو کمر پر ناز تھا
ناتوان اب یہ مقابل موبمو ہو جائے گا

میکدے مین جائے گا ساقی جو یہ گردش نصیب
پھر ساغر ہوئیگا گردون سبو ہو جائے گا

آج پھر قاتل نے شمشیرِ دودم کو آب دی
آج پھر اے دل ہرا زخمِ گلو ہو جائے گا

آئینہ مین بال پڑ جائین گے عکسِ زلف سے
پھر ہو کر روبرو بے آبرو ہو جائے گا

گھٹتے گھٹتے ایک دن امید ہو جائیگی یاس
شوق بڑھتے بڑھتے ایکدن آرزو ہو جائیگا

دشتِ وحشت مین بلند و پست ہے سب یکسان
پانو کی بیڑی مجھے طوقِ گلو ہو جائے گا

حشر کے دن اور محشر ہے۔ تم ہوا سے بتو
فیصلہ میرا تمھارا روبرو ہو جائے گا

اے خدنگِ یار اس گھر مین ہی سمجھے دشمنی
زخمِ دل شکلِ چراغِ آرزو ہو جائے گا

طائرِ رنگِ حنا کی طرح یہ لائے گا رنگ
دل ہمارا اُس گلِ عارض کی بو ہو جائیگا

جوش ارمان مُنہ سے بول اُٹھیگا ایکدن دیکھنا
میری خاموشی کا فقرہ گفتگو ہو جائے گا

خوبیٔ قسمت سے میری رشک ہوگا حور کو
میری تربت پر اگر وہ خوبرو ہو جائے گا

رنگ لائیگا شہیدِ نازِ قاتل بعدِ قتل
آبِ خنجر خونِ ناحق سے لہو ہو جائے گا

دیکھ لینگے روے جانان سے ملاکر ماہ کو
آئینہ سے آئینہ جب روبرو ہو جائے گا

کاکلِ پیچان سے سنبل کے نکلینگے بل
بوئے زلفِ مشکبو سے مشکبو ہو جائے گا

پھل ملیگا اسکو اے قاتل اگر شمشیر کا
بارور عاشق کا نخلِ آرزو ہو جائے گا

کھلا مقدر دلِ حزین کا مکان ہے یہ ایک نازنین کا
نگین ہے وہ جو نہین کہین کا دماغ ہے عرش پر زمین کا

ہماری شکلون نے تار باندھا ہوا ہے سجدہ وان کو سودا
فلک یہ کہتے ہین جسکو جوزا و لخت گوشہ ہے آستین کا

تمھارے کوچہ مین سر سے آتا نشانِ پائے عدو مٹانا
کسیکی چوکھٹ سے سر جڑا جاتا جو پاس ہوتا مجھے جبین کا

بنا ہے عاشق کے خون کا محضر گواہ اغیار مین سراسر
جو مہر کے ہین حروف نشتر تو رنگ تک سرخ ہے نگین کا

ارادے ہین شکلِ ماہ و طین سے کبھی فلک کے کبھی زمین کے
یعنی آدمی
ازل سے ہے نقش یہ جبین پر کہ ہے نوشتہ خدا جبین کا

زبان پہ آیا جو حرف مطلب تو انکو سننے کی ہو غرض کا
وہ بند کر دیتے ہین مین لب کو گھٹا ہے دم حرفِ دلنشین کا

عدو کے گھر میں بیمار ہے جاں میرے آئیگا کب مقابل
کہاں ہے دینے کو لائیگا دل جو صلکب ہے نکتہ چین کا

نصیب میں ملیں اگر ہیں رتبے تو دیکھ لیگا وہ سبز گنبد
جو نقش الفت تمہارا بیٹھے تو بھاؤ بڑھجائے اُس نگین کا

الٰہی ہوجائیں شکر شیوں یہ شوق کہتا ہے وقت مُردن
جھکاؤں قاتل کے آگے گردن تو قتل ہو مقتل میں آفرین کا

جواب کیا دوگے سو تو محشر وہاں بناؤگے بات کیونکر
یہ مانا دھو لوگے اپنا خنجر نشان نہجائیگا آستین کا

عجیب لائی ہے رنگ دنیا طلسم کیا کیا ہوئے ہویدا
کہ سبزہ و گل نئے ہوگئے پیدا بنا دیا صورت آفرین کا

پسند کرتے ہیں اسپہ مرنا کہ اپنے کوچہ میں نعش دھرنا
ہماری مٹی عزیز کرنا دیا ہے جان ہو اس زمین کا

یہ حال اغوں سے ہے بدن کا کہ رنگ پھیکا ہو چمن کا
ہوا ہے منہ فق جو یاسمن کا تو رنگ ہی زرد یاسمین کا

کیا تھا کسدن عدو کا شکوہ عبث وہ دشمن ہوا ہمارا
جو عشق دشمن اسی نہ ہوتا یہ حال ہوتا نہ مہ جبین کا

یہ حال ہے عشق میں تمہارے کہ جہاں ہارے ہیں شش سیارہ
وہ پاؤں نکلے ہیں اب ہمارے کہ چاک دامن ہو نہ زمین کا

نصیحتیں سب ہیں ذکر ماضی نصیب پر ہی ہیں اپنے راضی
نہیں ہے ناصح کہیں کا قاضی کہ دل نہ ہو زلف عنبرین کا

نہیں ہو دشمن سے ہم تشا سا یہ تہمت الزام سب ہے بیجا
تمہارے دل میں جگر ملیگا مکان ہے یہ اُسی مکین کا

پڑھی ہیں ہمنے نوشتے اپنے نصیب میں تھے جو حرف لکھے
کیا ہی خط اُسنے پرزے پرزے یہ مدعا تھا خط جبین کا

یہ کہہ رہا ہے دل صفا باٹ کسے ہو جائیگا کچھ اچھا
نہ ہوگا ورنہ نصیب سیدھا یہ خط معکوس ہے نگین کا

گلوں کا اُسنے رنگا ہے جامہ دیا ہے مرجان کو رنگ کیسا
شفق تلک جسکا عکس پہنچا وہ رنگ ہی اپنی آستین کا

بشکل سایہ میں جا پڑا ہوں نصیب کہتا ہی میں سیاہ ہوں
تمہاری چوکھٹ کو کیوں نہ چاہوں کہاں ہے تیرہ نصیبی جبین کا

عدو کے دل میں مقام کیسا نکالا تمنے یہ خوب رستا
بتا تو وہ مجھکو اپنے گھر کا مگر ٹھکانا نہیں کہیں کا

وہ بیخودی سے ہوئی خموشی نہ منہ سے عاشق کے بات نکلی
برنگ مہر ہے اشک غم بھی یہ عشق میں چشم سُرمگین کا

نہ میں فلک کا نہ بس زمین کا کہاں ٹھکانا ہے مجھ حزین کا
تری گلی کے سوا کہیں کا نہیں ہے عاشق کہ ہی یہیں کا

غم جدائی سے ناتواں ہیں نشان وحشت کی سب عیاں ہیں
کہ جیب و دامن کی دھجیاں ہیں خیال کسکو ہی آستین کا

عبث ہی تدبیر سعی باطل کہاں ہی مطلب سے کوئی حاصل
نصیب سیدھا نہ ہوگا اے دل کہ خط ہی اُلٹا ہے نگین کا

تو میں ہوں خاکسار کتنا نہیں ہے گریہ سے فرصت اصلا ؎ کہ چشم مینا کو مجھ پہ گویا گمان ہے مرد دیدہ نشین کا

ہوا ہوں بالکل جنوں کا پیکر کہ جیب صد چاک ہے سراسر ؎ رہا جو وحشت کا سایہ سر پر تو کام کیا ہے پھر آستین کا

ہزاروں بجلیاں سینہ بند سے ہزاروں آرام سے ہیں مردے ؎ جہاں کے دیکھے عجیب نقشے عروج پایا عجب زمین کا

بچھے ہیں شیشوں کے دام سے کم نثار عارض ہے ایک عالم ؎ بنا تھا شاید خمیر آدم تمہارے کوچہ کی سرزمین کا

خیال تھا اسکے قد کا ایسا لپٹ گیا میں جو سرو آیا ؎ چمن میں لالے کو داغ سمجھا کہ عکس ہے روئے آتشین کا

یہی ہے یارب خیال دل کا یہ آرزو ہے مری خدایا ؎ کہ وجد میں ہو مزار جاں ملے جو کندھا کسی حسین کا

جو خم میں مانند برق چمکا پیالہ جبکا ہے دست موسے ؎ وہ قطرہ قطرہ ہے اک شرارا ہمارے صہبائے آتشین کا

کرے نگہوں نے غضب کنارا نہیں ہے فرقت میں کچھ گوارا ؎ بنا ہے گویا لہو ہمارا وہ رنگ ہے آب آتشین کا

مرے عزیزوں سے جا کے کہدو کہ حاجت غسل کیا ہے یارو ؎ کفن کی چادر نقاب بنا کے شہید ہوں چشم شرمگین کا

یہ ہے مقدر کی نارسائی کبھی جو تقدیر آزمائی ؎ گئی ہے برباد جبہہ سائی یہی تھا لکھا مری جبین کا

یہاں بھی ایذا وہاں بھی ایذا نہ یہ ٹھکانا نہ وہ ٹھکانا ؎ نہ شہر بھائے نہ اسکو صحرا ہوا یہ عالم دل حزین کا

ترے تبسم سے گل کھلا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے ؎ خوشی سے غنچہ جو ہنس پڑا ہے اثر ہے لبہائے نازنین کا

تمہارے رخ کا ہے عکس سارا منور ہے ماہ عالم آرا ؎ کریگا کس طرح یہ ستارا مقابلہ تم سے مہ جبین کا

وہ جان شیریں جو ہے مانگیں تو عذر کسکو ہے شوق ایسا ؎ فراق میں انکے کیوں نہ دیدیں مزہ ہے یہاں تلخ انگبین کا

عجب طرح کی ہے شرمساری حیا کا فرمان ہوا ہے جاری ؎ کہ چھپ کے لیتا ہے جان ہماری خدنگ اس چشم شرمگین کا

نظر میں شیر بھی مقدر دماغ رکھتی تھی زلف دلبر ؎ کبھی جو گھر سے جو نکلے باہر جگر ہو خون مشک چین کا

رقیب کیا ہو مرے مقابل کہ ہوں میں تیغ جفا سے بسمل ؎ کہ بچ ہو نہیں مجھکو قاتل خیال تھا تیری آستین کا

وفا کا اس بت کی ہے یہ نقشہ خیال عاشق سے دل اترا
دم پسین بھی وہ پاس ہوتا جو عشق تھا دل اولین کا

دو غزلہ قافیہ بقافیہ بر غزلہائے مندرجہ دیوان مراۃ الغیب حضرت امیر مینائی لکھنوی صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ مطبوعہ

خورشید ماند ہے ترے گالون کے سامنے
کچھ ہے گھٹا گھٹی ہوئی بالون کے سامنے

اب دیکھتے ہی دیکھتے یہ بات ہو گئی
وہ دیکھتے ہین دیکھنے والون کے سامنے

ڈوبا ہے اُنکے چاہِ زنخدان مین دل مرا
کچھ بس چلا نہ زہرہ جمالون کے سامنے

چھینٹا پڑا ہے اُنپہ مگر آب رشک کا
پانی ہوئے حباب جو چھالون کے سامنے

شمشاد و سرو اُس قد بالا کے رشک سے
کیا پا بگل ہین تازہ نہالون کے سامنے

رہتا ہے مجھکو خوف کہ انکی نظر نہ ہو
آیا کرین نہ آپ غزالون کے سامنے

کیا کیا مزے اُڑائے ہین شب ہمنے خواب مین
کیا کیا رہے ہین حور جمالون کے سامنے

رونے سے میرے دہر مین طوفان بپا ہوا
جل تھل ہین خشک آنکھ کے تھالون کے سامنے

تیرے غم فراق نے ایسا مٹا دیا
دل مٹی ہو گیا ہے ملالون کے سامنے

جو چیز مل سکے وہ غنیمت ہے ہمنشین
مٹی ہے جام جم بھی سفالون کے سامنے

بہتان مین افترا ہین سراسر دروغ ہین
اُنکے جواب میرے سوالون کے سامنے

قربان اُن ابرو ونپہ ہین سو جان سے شہید
ہم ہو گئے حلال ہلالون کے سامنے

یون گرد چشم مست کے مژگان کا ہے ہجوم
بیٹھے ہین مست مے کے پیالون کے سامنے

محفل مین مجھکو دیکھ کے آنکھین چرا گئے
یہ چوری اور دیکھنے والون کے سامنے

کترا کے دور ہی سے نکل جاتے ہین حسین
کیا چور ہین یہ پہچاننے والون کے سامنے

چلتی نہین ہین پیچ کی کچھ چال بازیان
چکرا گیا ہے یہ تری چالون کے سامنے

منہ فق ہے ماہ کا ترے تلوے کے روبرو
لرزان ہے مہر رشک سے گالون کے سامنے

یہ وہم کیا ہے دور سے بوسہ نہ لین گے ہم
کیون آپ ہاتھ لاتے ہین گالون کے سامنے

مخلوق کی زبان پہ سنبل کا نام تک
بیشک وبال ہے ترے بالون کے سامنے

ترشا ہوا سا ناخن پا ہے ہلال عید
ان تیرے ابروؤن کے ہلالون کے سامنے

ایسا ہوا ہون محو قد یار دلنواز
مین ہاتھ جوڑتا ہون نہالون کے سامنے

عاشق کو ناز کیون نہ ہو طبع بلند پر
ہے پہلی سیڑھی عرش خیالون کے سامنے

پھولے گی کیا شفق ترے گالون کے سامنے
بال آئینہ مین پڑ گئے بالون کے سامنے

پڑھتا ہون شعر لکھنؤ والون کے سامنے
مین بھیجتا ہون شیر غزالون کے سامنے

دلی کے لوگ لکھنؤ والون کے سامنے
ایسے ہین جیسے شیر غزالون کے سامنے

اک دہلی والہ لکھنؤ والون کے سامنے
شیر عرین ہے لاکھ غزالون کے سامنے

دل لیگئے وہ حسرت و ارمان کو چھوڑ کر
مین لٹ گیا ہون قافلے والون کے سامنے

بے پردہ یون تو بام پہ بیٹھے رہین گے وہ
آتے نہین ہین چاہنے والون کے سامنے

آخر کو پھنس گئے تری زلفون کے پیچ مین
ہم بال بال بندھ گئے بالون کے سامنے

یاد آگئی تھی دشت مین ہمکو وہ چشم یار
محو نظارہ ہم ہین غزالون کے سامنے

وہ گلعذار سرو رواں ہے چمن مین آج
غنچے ہین سب نہال نہالون کے سامنے

وہ نونہال حسن بگڑ جائیگا ابھی
اے باغبان نہ چھیڑ نہالون کے سامنے

عشاق انکے سامنے ہین کس حساب مین
کرتے ہین ناز حور رجالون کے سامنے

یہ عین بیوفائی ہے دیکھو تو اسے بتو
آنکھین نکالو دیکھنے والون کے سامنے

ظاہر مین مجھسے آپنے پردہ کیا تو کیا
ہر دم ہین آپ میرے خیالون کے سامنے

کانٹے ہمارے دلکے پھپھولون کو چھوڑ کر
کیا پھوٹ پھوٹ روئے ہین چھالون کے سامنے

یہ کیا ستم ہین ان سے بھی افزون کرو ستم
مشکل نہین نباہنے والون کے سامنے

ہے آگے ہاتھ باندھے قیامت کھڑی ہوئی
فتنے تڑپتے ہین تری چالون کے سامنے

شیرون سے بھی جو آنکھ لڑی ہو بلا خطر
شرمائے کب وہ آنکھ غزالون کے سامنے

اے آفتاب حشر جلائیگا کیا ہمین
ہم رہ چکے ہین برق جمالون کے سامنے

اے ابرو دو گھڑی کے لئے ہو تری چھری
پانی بھریگا تو سیرے چھالون کے سامنے

شرمائے سر جھکائے وہ بیٹھے ہین بزم مین ہین لاجواب میرے سوالون کے سامنے
ہے خارہائے دشت کو میرے قدم سے فیض سوکھی زبان دکھاتے ہین چھالون کے سامنے

عاشق عدو کے دلمین ہے بیشک غبار پر
ہے خاک دھول میرے ملالون کے سامنے

قصیدہ مشتمل مناظرۂ زلف و رخ بر قصیدۂ جناب امیر مینائی لکھنوی مندرجۂ دیوان مطبوعہ جسمین شانہ و آئینہ کا مناظرہ ہے قافیہ بقافیہ ہر شعر بمدح جناب مستطاب معلی القاب شاہ کج کلاہ آصفجاہ حضرت میر محبوب علی خان صاحب بہادر نظام دکن ادام اللہ اقبالہم

کل شب وصل فلک پر جو گئی میری نظر رخ جانان سے خجل ہو کے چھپا صاف قمر
ایک تو حسن جہان سوز اور اسپر طرہ رشک سے ماند ہوئے دیکھ کے اختر زیور
خاک مین ملگئی سب آبروئے کاہکشان سرمگین چشم کو دنبالہ ہوا مد نظر
شکم صاف کے نظارہ سے ششدر ہو جائے بال پڑ جائے اگر آئینہ دیکھے وہ کمر
اسکے گیسوئے مسلسل کا کہون کیا عالم مبتدا تھا کہ نہ تھی جسکی دو عالم مین خبر
خود نمائی نے پلک تک نہ جھپکنے دی اسے کبھی زلفون پہ نگاہین تھین کبھی رخ پہ نظر
رخ نے زلفون کو دیا طعن سیہ روئی کا زلف نے رخ کی عداوت پہ کسی اپنی کمر
زلف سے رخ نے کہا دور ہے کالا منہ ہم حسینون کے چڑھی تو بھی یہ تیرا ہے جگر
مین ہون عالم مین وہ ضد غیرت ماہ و خورشید آئینہ ہے مری حیرت سے ہمیشہ ششدر
ماند ہو چاند اور آئینہ ہو پانی پانی بس چلے کبھی اپنے جو دکھا دون جوہر
منہ کی کھائے جو قمر میرے مقابل آئے میری تنویر کا شہرہ ہے جہان مین گھر گھر
صبح صادق کو مری ذات سے یہ تابش ہے مدعی سامنے کیا آئے کہ جھوٹا ہے گہر

سچ تو یہ ہے کہ سعادت یہ سعادت ہو نصیب
مجھکو گر دیکھ لے کوئی عوضِ ماہِ صفر

مین ہون وہ نور کہ جس گھر پہ مرا عکس پڑے
غیرتِ وادیِ ایمن ہو سراسر وہ گھر

لمعۂ حسنِ جہان سوز ہے میرے دم مین
کوئی باقی رہے دنیا مین نہ دیوار نہ در

آنکھ سورج کی طرف کون اٹھا سکتا ہے
مین بھی وہ پیش نظر ہون کہ نہین پیش نظر

ہون مے حسن سے بدمست الٰہی توبہ
پردہ ہشیار ہون رہتی ہے زمانے کی خبر

مین زمانے مین ہون اک مشعلِ راہِ ظلمات
ساتھ مجھکو نہ لیا چوک گیا اسکندر

میری افشان سے ملے ہین یہ فلک کے تارے
ذرے تابش سے مری بنتے ہین رشکِ اختر

مرا جلوہ مرے جلوے کیلئے ہر وہ نقاب
وقتِ نظارہ پہنچتی نہین موسیٰ کی نظر

مینے سمجھائے ہین والفجر کے معنے اسکو
جہل مین حضرت واعظ کی ہوئی عمر بسر

میرے دعوی کی شہادت ہے کہ ہر صبح و مسا
آئینہ داری مین حاضر ہین وہی شمس و قمر

سامنے میرے ہو لالہ تو سناؤن چھپتی
گویا کوے نے نکالا ہے یہ شہر خاب کا پر

گرد سے چاند زمانے مین کہان چھپتا ہے
مری زینت ہو جو بالفرض ملون خاکستر

ایک مین صورتِ آئینۂ قلبِ مومن
ایک تو ہے دلِ کافر کی طرح بد اختر

تیرہ و تار و سیہ باطن و زاغ و زنگی
تجھکو القاب ملے از طرفِ اہلِ ہنر

تجھسے اسے تیرہ درون ہان شب یلدا اچھی
تجھسے سو مرتبہ ہے شامِ جدائی بہتر

ایک عالم مین ہے تو تیرہ دل و تیرہ برون
وہی ظاہر وہی باطن ہے وہی زیر و زبر

ہمنے مانا دل عاشق کے لئے سیہ بھی
کسنے دیکھا ہے کہان بید مین لگتا ہے ثمر

سانپ کہنے تجھے جیکے سے اگر دل کو ڈسے
آشکارا تیری الفت ہو تو ہے پھانسی گھر

صرف مجنون کی لٹک کے تو نہین ہم قائل
تو ہے شب رنگ یہ لیلا کے کہان ہین جوہر

گلشن عارض جانان کی نگہبانی مین
دو بلائین ہین کہ رہتی ہین ادھر اور ادھر

بال بال آپکا مجرم تو نہین ہے لیکن
کشمکش انکی رہتی ہے یہ کیون آٹھ پہر

دلربایون سے تجھے قطع تعلق اچھا — کیون بلا بن کے ہوئی ہے تو حسینون کے سر

سر پہ گر شام شب غم ہو تو تجھسے اولے — آستین مین ہو اگر سانپ تو تجھسے بہتر

صورت آئینہ جب صاف رخ انور نے — زلف کے عیب نمودار کیئے - اپنے ہنر

مو بمو ہو کے زبان بھر کے بہت بل لیئے — زلف نے طول دیا پاس سخن کو یکسر

یون لگی کہنے کہ اے دشمن عقل رَوشن — عیب جوئی سے دل پاک کو ہوتا ہے حذر

قدر ہے میری حسینون مین تجھے کیا معلوم — سلسلہ حسن کا ہے ختم مرے دعوے پر

سر پہ رہتی ہون حسینون کے ہمیشہ لیکن — طوق ہون گردن عشاق کا مین آٹھ پہر

سرنگون یاد خدا مین ہون وہ ہون شب بیدار — مجھمین سوتی نہین - دیدہ ہے مرا خوف سے تر

ختم واللیل کی تفسیر ہے مجھ پر غافل — ہے مری تاب سے عالم مین عیان نور سحر

پھیلتی ہون تو شب وصل سے بڑھ جاتی ہون — مین سمٹتی ہون تو ہون مردمک اہل نظر

کھینچ لیتا ہے جو نشتر کو رگ جان کی طرف — رگ مجذوب مین یہ میری کشش کا ہے اثر

ہو گیا عشق سے میرے دل شانہ صد چاک — جگر انسان کا ہے دیکھے جو مجھے ایک نظر

چاہنے والون کی گردن کے لیئے ہون وہ کمند — لشکر حسن کو مجھسے ہے بس امید ظفر

ملتی جلتی ہے مری شکل سے تصویر ہلال — کملیون جامہ ہے میرا صفت پیغمبر

رات ہو کر مین ابھی یوم دخان دکھلا دون — ہے عیان مجھ مین عجب شان خدائے اکبر

چشم بد بین تو برکندہ بود تا بہ ابد — جملہ اش عیب نماید ز سراپائے ہنر

عیب گر تیرے گنون منہ پہ ہوائی سی چھٹے — مین نہین وہ کہ پرو لاؤن گی جھوٹے گوہر

تجھکو گر چاند کہون داغ کہان جائے گا — سنگ مرمر کہون تو ذات ہے تیری پتھر

مینے مانا ستعدی ہے صباحت تیری — پر یہ ایسا ہے کہ جیسا تن ابرص کا اثر (یعنے کوڑھی ۱۲)

شام وصلت تری تنویر سے ہے صبح فراق — واہ کیا شام تھی اور آہ یہ کیسی ہے سحر

شمع محفل نہ رہا جب پس چلمن آیا — ایک جلوہ کے سوا اور نہ تھا تجھ مین ہنر

یاد آجائے وہیں چادرِ پُر نورِ کفن | ترا جلوہ کسی بیمار کو آئے جو نظر

نہ ملے پر نہ ملے منہ بھی چھپانے کو جگہ | تجھ میں جو عیب ہیں سب منہ پہ وہ کہدوں میں اگر

الغرض بات بڑھی بحث کھچی طول ہوا | پہنچی دونوں کے طرفداروں کو اُڑتی سی خبر

حامیِ رُخ ہوا آئینۂ صافی باطن | شبِ یلدا نے کسی زلف کو لشکر میں کمر

ماہِ کامل نے دیا ساتھ رُخِ انور کا | زنگیِ خال نے لی زلف کی خاطر سے سپر

جانبِ رُخ وہ چلی یہ طرفِ زلف بڑھی | فوجِ تاریکیِ شب اور سپہِ نورِ سحر

زلف کے ساتھ ہوا بختِ سیاہِ عشاق | تابشِ برق ہوئی جانبِ روئے انور

ایک ہونے کو تھا ہنگامۂ محشر برپا | کیا تعجب تھا کہ ہو جائے جہاں زیر و زبر

پیرِ دانش نے کہا جنگ نہیں ہے اچھی | صلح ہو جائے جو دونوں میں تو سب سے بہتر

جائیں اس درگہِ عالی پہ یہ ملکر دونو | ہے جو آفاق میں مشہور عدالت گستر

میر محبوب علی خان بہادر جمجاہ | مصدرِ مہر و کرم مظہرِ صد علم و ہنر

اُسکے لشکر کی اگر خاک ہو سُرمہ فروش | کور عالم میں رہے دیدۂ ماہ و اختر

فکر کہتی ہے کہ اب مطلعِ ثانی لکھئے | دل میں جو کچھ ہے وہ آجائے زبان پر کھلکر

مطلع ثانی

اُسکا اقبالِ عدو مال زمانے کی سپر | گرد پا سے صفِ خدام کے پیدا ہے لشکر

عدل اُسکا ہے وہ عالم میں زمانے کی سپر | شیر بکری ہے سدا سے صفتِ شیر و شکر

اُسکا گر حکم ہو خورشید علم کو تھامے | قتلِ اعدا کے لئے باندھ لے مریخ کمر

نام اُسکا جو لبِ سوختہ جان پر آئے | فیضِ مقدم سے ہوا اکسیر ہیں خاکستر

نہ تو دارا کو میسر تھا نہ جمشید کو یہ | ایک ذرّہ کا دیا اللہ نے جیسا اُسے در

اُسکا گر نام نہ ہو اسپہ تو ہو جائے ہلال | ماہِ کامل صفتِ موئے میانِ لاغر

اثرِ عینِ عنایت ہے یہ اللہ اللہ | چشمِ مظلوم کا آنسو بھی ہے صد رشکِ گہر

ہاتھ چھوٹا بھی پڑے تو بھی ہو دشمن پچ رنگ / جان شمشیر کی کھا بیٹھی ہے سوگند ظفر

طبل لشکر کی صدائین ہون جو گردون پہ بلند / آسمان ٹوٹ پڑے رعد کا پانی ہو جگر

اُسکی اک ذات مین پنہا ہین ہزارون صفتین / جسطرح گنج معانی ہے فقط اک مصدر

دلمین تادیب عدو کا جو کبھی آتے خیال / پیشوائی کے لئے غیب سے حاضر ہو ظفر

لشکر بحر ظفر خضر قدم ہے اُسکا / خشک صحرا مین اگر جائے تو سب ہو اخضر

اُسکے خُدام مین جمشید و فریدون سے بہت / اُسکے لشکر مین ہین دارا سے ہزارون افسر

بانی کعبۂ دل ہے وہ جلیل عالم / بانی کعبۂ گل ہے جو خلیل آذر

شرق سے غرب تلک سکۂ بخشش رائج / شہرۂ لطف و کرم عام ہے کشور کشور

چادر چرخ کہن مین نہ تھی پہلے یہ چمک / ذرۂ خاک کف پا سے بنے ہین اختر

اُسکی توصیف سے عاجز ہے زبان خامہ / اُسکی مدحت کے لئے فرد ہین سارے دفتر

بام گردون پہ نہین کاہکشان اور ہلال / در عالی کی وہ زنجیر ہے یہ حلقۂ در

قوت و زور خداداد کے معنی یہ ہین / ایک جھٹکے مین ابھی توڑ دے رستم کی کمر

اُسکی مدحت مین زبان سے جو نکلتا ہی سخن / آب حیوان ہے وہ یہ ماہی آب کوثر

اُسکی شمشیر عدو سوز کی تابش یہ ہے / ہو تصور سے کبھی گر دل دشمن مین گزر

برق کی طرح جو کانون سے سماعت چھینی / صاف لیجائے اُچک دیدۂ بینا سے نظر

غیرت حافظ شیراز طبیعت ہے مری / کیونکہ اسکو ترے اوصاف ہوئے ہین ازبر

لعل بخشی کا اگر اُسکے کرے ذکر کوئی / ابھی دریا سے نکلنے لگین گوہر احمر

اُسکے خنجر کے دم و خم کا اگر ہو مذکور / بھاگ جائے سر میدان سے عدو کا لشکر

بخشش عام نے عالم مین بٹھایا سکہ / فلس ماہی کو دیئے غنچون کو بخشا ہے زر

نگہہ قہر سے کر دے ابھی پانی پانی / اُسکے آگے نہ ہو خم گر سر تیغ و خنجر

اس سے وابستہ ہے رنگ عرض جان عدو / جوہر فرد ہے شمشیر کا اک اک جوہر

جام بردار سرِ بزم ہے جمشید اُسکا　　آئینہ دار حضوری مین ہے گر اسکندر

نگہِ لطف سے شمشیر کو پھل ملتا ہے　　نظرِ قہر سے کٹ جاتے ہین تیرون کے پر

داد خواہی کرے گر اُسکی حفاظت سے چراغ　　سر سراٹے نہ کبھی باغِ جہان مین صرصر

جسپہ تحریر ہو کچھ رائے منوّر کی صفت　　کاغذِ مدح بنے غیرتِ مہرِ انور

اسمین ہون گرمیِ احسان کے شمائل قطرے　　عمرِ انسان کا لبریز نہ ہووے ساغر

محل سینۂ دشمن مین چُبھے جون لیلا　　اسکی شمشیرِ سیہ تاب مین ہے یہ جوہر

ہو اشارہ تو ابھی برق ہو اُسکی تلوار　　اُسکا ایما ہو تو آجاے سپر بنکے قمر

تاب کیا دشمن دین سامنے آئے اُسکے　　اک اشارہ مین ہیولے سے جُدا ہو پیکر

سرِ اعدا ہے سرِ دار پہ ہے یہ اعجاز　　نخلِ تابوت پہ دیکھا نہین لوگون نے ثمر

اُسکی شمشیر نے تسخیر کیا ہے عالم　　اُسکی تدبیر سے منقاد ہین ساتون کشور

شہرۂ فیض ہے ہر سمت جہان مین یکسان　　شرق سے غرب تلک شام سے لے تا خاور

نسرِ طائر کا بس اک دم مین کلیجا چھیدے　　تیر اُسکا ہے پر واز جو کھولے شہپر

ہے یقین مشک ہی پیدا ہو بجائے سبزہ　　نکہتِ خلق جو شامل ہو ہوا کے اندر

توسنِ تیز روان کی ہے یہ ادنی تشبیہ　　طبع شاعر سے سوا - وہم و گمان سے بڑھکر

صورتِ کبکِ دری غیرتِ پروازِ پری　　لامکان ایک ڈپٹ ایک قدم تا بنظر

عاشق اب بس یہ دم ہرزہ سرائی کب تک　　کہ نہین طول کلامی صفتِ اہلِ ہنر

مدح ممدوح زمن تجھسے ہو کب بے ممکن　　نہ تو خامہ کو یہ طاقت ہے نہ یہ حدِّ بشر

ختم ہو جائے دعائے درِ دولت پہ سخن　　منتظر ہاتھ اُٹھانے کا ہے مدت سے اثر

جب تلک تابشِ اختر سے ہے زیبِ گردون　　جب تلک جلوۂ خورشید سے ہے نورِ قمر

اُسکا ہر وقت رہے مہرِ سعادت تابان
نیرِ مہرِ درخشندہ رہے تا محشر
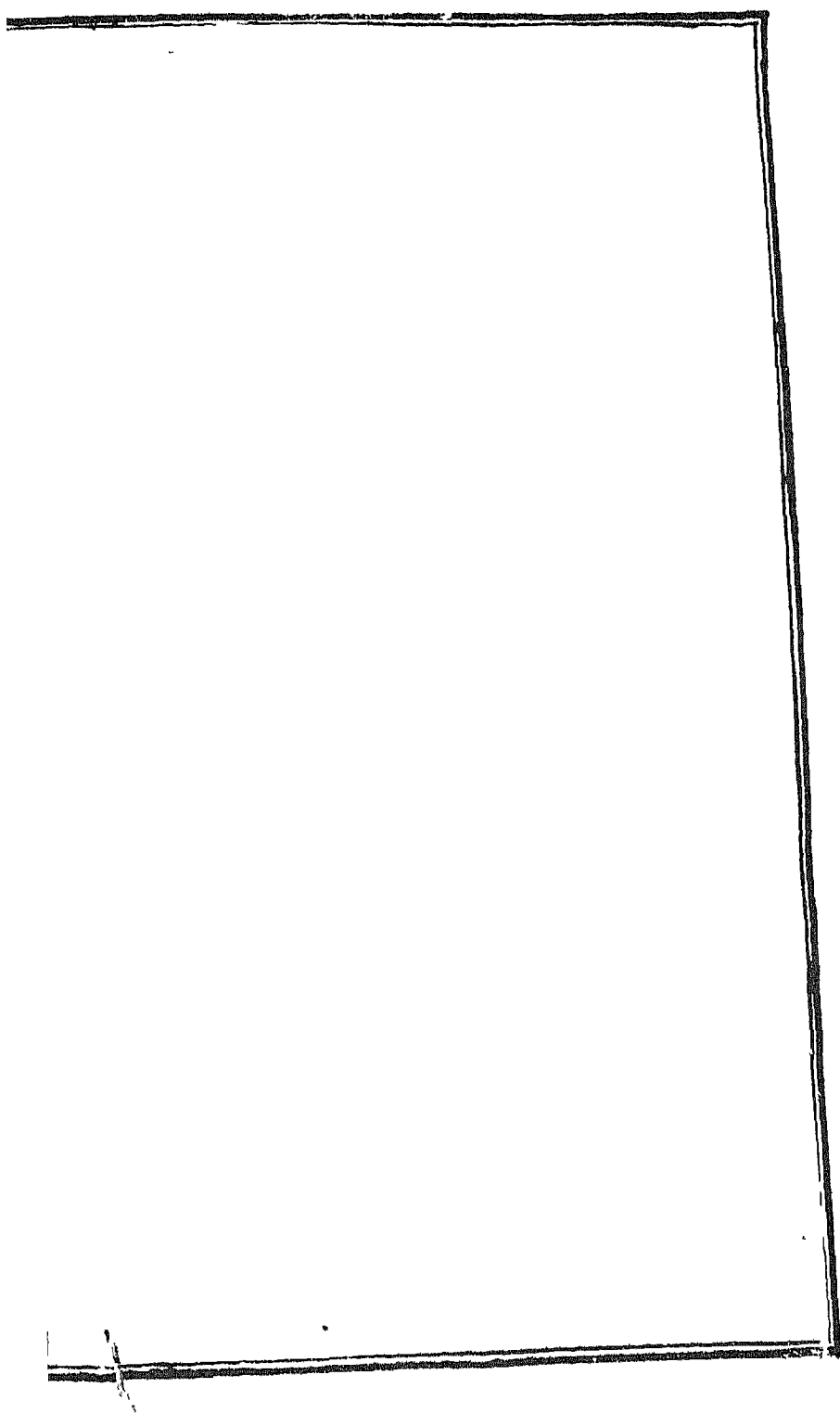
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدے کہ عالم عالم اعتراف نارسائی نکتۂ کنہش پیرامون دانش گردد - یگانہ دادارے راسزاست
کہ از ماہ تا بماہی و از ثریٰ تا ثریا وجود ہر ذرہ با صد زبان بے زبانی بنوائے لا الہ الا انت گویا
و سمند فکرت بلند پروازان اوج سپہر وحدت جولی در بیدائے ناپیدائے وصول میدان
حقیقت چگونگی ذاتش بہر طرف پویا - واجبے کہ صور ایجاد را از یک تجلی امر کن در مرآت وجود
چنان جلوہ گر ساختہ - کہ شہباز عقول اولی الالباب ہر چند تیز پری بکار بردہ لیکن آخر الامر
با صد عجز بال و پر انداختہ - ہر ذرہ را در وصفش صد خورشید ستایش در آستین - و ہر قطرہ را
در ثنایش صد قلزم تسبیح گوئی ساحل پیرائے موج جبین - دیدۂ حقایق بین ہر سو نگر
شعشعۂ تجلی چہرۂ شاہد ظہورش بیند - و دست عرفان گزین از ناوک نوک ہر خارے گل ہائے گوناگون
چیند - نالۂ بیدلان از شوق جلوۂ دلداران در ہر آہنگے صد نغمۂ جذبۂ عشقش سراید -
و استغنائے حسین شان از ادائے ہوسے دلدادگان از ہر جلوہ ہزار رمز بے نیازی وے
وا نماید - مشت آب و گلے را شیوۂ دلربائی دہد - و در ہر مادۂ جوہر انسانی تاثیر جبہہ سائی بزم
نیاز نہد - تا گرمی بازار قدرت خویش افزاید - و مجبین ما و طینی را از حضیض بشریت بذروۂ
ہمپایگی الوہیت رساند - تا غرفۂ مطلق العنانی خلاقی خویش بر چہرۂ طالبان جلوۂ عارض
شاہد حق الیقین کشاید - زہے توانائے کہ مور ناتوان را ہم پہلوئے پیل دمان سازد -
و خہے جوادے کہ پشۂ ضعیف بالے را در عرصۂ وجود با عنقائے تیز پرواز ہمعنان تازد - ہر کجا
شمع خلوتخانۂ وحدتش نور بخش محافل قدس گردد - ظلمات کثرت را چون اعتقاد بے اعتقادان
رہگرائے ملک عدم سازد - و ہر سو کہ کثرت حقیقی حقیقت فطرت ازلی ذاتش جلوہ گری نماید

از هر گوشهٔ ابرو هزاران ترانهٔ وحدت به سر انگشت ایما نوازد - اگر نه تاثیر حقیقت فطرت ازلی ذاتش بجلوه قدرتش نافذ موجودات بودے کجا ممکن را خیال یارائے حمد واجب بر سر افتادے - و اگر نه جذبهٔ عشقش اسن دلِ هر مخلوق کشیدے کے انسانِ ضعیف البنیان سر در بادیهٔ محویتِ صنعتش بیخودانه نهادے - نے نے که جز از بیخودی و حیرت ناخن عقل عقدهٔ نتواند کشاد - و جز از اعتراف عجز نفس ناطقه جبهه بر آستانے نتواند نهاد -

ابیات

هرچه غواصِ تفکر در بحار حمد او — غوطه در گردد نیابد جز دُرِ عجز و نیاز
گرچه وصفِ صُنع او هر ذره را دارد برقص — لیک عقل خرده بین محو است با این رمز و راز
ملکِ ادراک و شهرِ فکرِ انسان شد خراب — بسکه جنبش وصف او وارد در اینان ترکتاز
جلوهٔ تاثیر صنع خویش چون سازد عیان — در دلِ محمود آرد شورشِ عشقِ ایاز

هان اے ریزش کلک هوشدار که دشت ستایش واجب الوجود را پیمودن نه کار تست - و اے شهبازِ خامه قلهٔ قاف نیایش هرگز نه جاے (آشیانه) او کار تو دمے سرگرم ره پیمائے میدانِ نعت خیر الورا و اوج گزین سپهر ثنائے خلاصهٔ آفرینش ارض و سما گرد - یعنی قدسی سرشتے که در جامهٔ امکان رمز وجوب را آشکار ساخته - و غلغلهٔ اول ما خلق الله نوری در کاخ استماع مستمعانِ بزم متقربانِ قرب حضوری انداخته - زیبندهٔ افسرِ لولاک در و نو افزائے سریر زینت بخشی آب و خاک -

اشعار

محمدِ عربی رهنمائے راهِ یقین — که یافته ست نبوت ازو بها و ضیا
حبیبِ حضرتِ حق پیشوائے کون و مکان — که خوانده ختمِ رُسل خالقش بفضل و عطا

رونق بخش اورنگ نبوتے که بپنجهٔ معجز نمائش بیک اشاره ماه تابان را دو نیم ساخت - و فارس میدانِ رسالتے که فرس اشتیاق را طرفة العینے یک سره (یکدم ۱۲) بسر حد عرصهٔ مواصلت حق جل و علا تاخت

تا زمم بر تبهٔ نبوتش که مقامی را که بنای سلف را آرزوی جبهه سائی جلوه گر خاطر بود
امکان نه پذیرفتی که امکان پذیرد به نعلین مبارک مشرف نمود - و عرصه را که قدسیان کمال
فخر از تمکن آن بودی نه غبار اقدام میمنت التزام زینت بر زینت افزود - اگر نه جلوهٔ
ذاتش علت غائی ایجاد بودی - تا ابد وجود از عرصهٔ عدم رخ نه نمودی - تا سیاه بختان
عالم را از جمال جهان آرای خویش پر نور - و قلب عاشقان را تجلی وجود فایض الجود
پر سرور ساخت - آن یک نرد برتری با اعلی علیین - و این یک کوس همسری بر قطان (ساکنان ۱۲)
اعلی باختی و نواختی - اگر نه خوف از نشنیدگان (نشیب ۱۲) حضیض کوته نظری داشتمی - لوای
تفاخر رب الارباب از وجود حقیقت نمود حضرتش بر اوج بنیین برافراشتمی - مخلوق نمائی
خالق صفتی که هر ذرّه را امکانش غیرت ده صد خورشید وجوب - و بشر صورتی که مشاطهٔ
فکرتش شانه کش طرهٔ دقایق رمز اسرار علام الغیوب است - رحمة للعالمینی که کردگار
در سرایش مدح سرا باشد انسان را کی تاب آنست که تخم نعتش در مزرعهٔ بیان باشد
پس همان به که طوطی قلم را در ثنای اصحاب کبار و اولاد اطهارش شکرافشان سازم
و سیف مدح ایشان از نیام بیان برآرم - ثنای که جهانش ثناگوید سزاوار والاگوهر
که خلیفهٔ بلا فصل و نخستین جانشین خاتم انبیاست قدسی نژادی که پس از سرور پیغمبران
نظیرش جز در آئینهٔ تصویر نتوان دید - و باقی ثنای شریعتی که هر کس از زلالش بهره ور
نگردید ذائقهٔ حصول روضهٔ مینو نچشید - اگر نه پرتو خورشید ذاتش عرصهٔ دین را منور ساختی
توان گفت که تند باد ظلمت کفر سفینهٔ شرع را در گرداب عدم انداختی - و الا غنی که شاید السابقون
راهبین پیرایه و مصداق اذ یبایعونک راهبین سرمایه است تا احسام (شمشیر ۱۲) احتسابش (نهی کردن از ممنوعات شرع ۱۲) رونق بخش مملکت
دینداری گردید بنیاد خصمانه پروری منهدم شده در آغوش عدم آرمید - اسلام از وی همان
فخر است که چمن را از روان و گلستان را از ابر نیسان - و صداقت را از وجود مسعودش همان ناز که
از نور قطره را از عمان و ذره را از مهر درخشان - حقش مقرب [illegible] صدیق اکبر اند سبحان [illegible] گفت که شیعه [illegible] پرده دار

پروردگار و برخرش برین کلیم احمد مختار بحضور کردگار باشد غیر ازین نامحدود در رضوان
رب ودود نثار روان پاکش باد - اینک سمند منقبت در مضمار مدح قامع بنیان کفر حضرت
فاروق اعظم در جولان آرم - و قطرات گہر صفتش را از سحاب خامہ بر صفحۂ نامہ بارم صمصام یزدان
لقبے کہ برق بیباکش کفر گزارش خرمن جان اعدا بسوختے بود کہ دست زمانہ در زمانش حرف الحاد
را از لوح ہستی بزدودے - و عکس عارض شاہد ایمان را در مرآت ایقان ہر ذی روح بنمودے - غضنفر فری
کہ بہر دیار کہ لوائے نصرت التوائے جیشش جہانگیرش رُخ نہادے - نو عروس فتح با صد شعف
بر شتر مرکب دلیران اقلیم گشایش فتادے - اسلام را طراوت از رشحات ابر وجودش علی الدوام
ہم آغوش - و فروغ دین حنیف از پرتو مہر لقائے حقیقت انتمایش با آفتاب عالمتاب
دوشادوش بودے - خسران کیوان پاسبان بغلامیش سر افتخار بر سپہر سودندے - و
فرمانروایان ہفت کشورش حلقۂ اطاعت در گوش جان نمودندے - عنان سمند شہسوار جام عشق
یزدان بود کہ از ہستی خویشش خبرے - و نہ آنقدر گرم رو جادۂ رضائے آفریدگار کہ حلوائے
بنیاد سلامتی و جمال خودش نظرے - باشد بازوئے نبوت را ہمین استظہار و ملک خلافت را ہمین
کارگزار - از یک تدبیر صد ملک را در حصار ظفر بستے - و از یک تکبیر ہزاران لشکر شکستے - عدل را تا دیدہ
بر رخسار مہر آثارش نیفتادے خود در جہان بے ثمر بید نشستے - و شجاعت را تا شعشعۂ جمالش
جلوہ گر نشدے کیہان را بے نگہبان انگاشتے - از حقیقت امکانش تا وجہ بجز از لفظ مجاز نقاب
یکسو ننمودے - پس حقیقت جز از آرزوئے مبداء اصلش ہوائے در سر نگشتے - کے راکش شمردے
و جناتم طے را بہ سحا تا ہم نبردے - حبیب حضرت کبریا مدح سرایش رکلام رب علا فرماید - و واحسب
الوجودش رضی اللہ عنہم ستاید - اگر خلافت را پس از وے سزاواری - و شریعت را مددگاری بسزا
بود کاتب وحی یزدانی و صہر حبیب سبحانی تابان نیر فلک حلم و ایمان حضرت عثمان رض است کہ
بستان حیا را از آبیاری ذات اقدسش سرسبزی ابد قرین - و شہر بند فتوت را از عون
وجودش آرایش ازلی در آستین ہست گنجینۂ سینہ اش را لآلی اسرار حق سرمایہ کہ حدش خارج

از حد شمار و تمامه مشکین ختامه اش شکر فگن طوطئ که در روش اظهار معرفت پروردگاری بود حفظ کلام احمدش حرز بازوی بیان نطق بود - و جز از وصل حقش اشتیاقی در خاطر رُخ نه نمود - اگر جودی جودش دستگیری سفینهٔ فقر نه کردی تند باد افلاس کشتی درماندگان بحر حیات را بسلامت نگذاشتی - و اگر تیغ تاز طینت قدس ضمیرش اقلیم شرع مصئون از ترک و تاز کفر نداشتی چسان دست دین بیرق ظهور برج حصار آفرینش برافراشتی ملت بیضا از حمایتش پای شهرت بر فرق فرقدان گذارد - و سر انگشت معجز نمایش نقش عنوان فرمودهٔ رب الارباب را بر صفحهٔ هستی تبیین نگارد - رسول داداریش دو جگر گوشه و هدتا ذو النورین لقبش خوانند - و به تحریر حیش فرمان دہتا خازن رمز حقیقت حقش دانند - سرشت ایمان را بهتر ازین آب و گل از وی عیان - و ظهور وحدت در کثرت در عالم امکان از حقیقت وی زینت بخش بیان است - حالیا مشام روحانیان را از رایحهٔ ثنای مولای متقیان معطر و دیدهٔ قدسیان را از جلوهٔ منقبت لنگر زمین و آسمان منور سازم و صفحهٔ کاغذ را از یُمن نام نامی و اسم مبارکش رو کش روضهٔ رضوان نمایم - هو اسد الله الغالب المطلوب لکل طالب - نبی عم محبوب کبریا و برگزیدهٔ خالق دو سرا - شهسوار عرصهٔ لافتی و صدر آرای صفحهٔ قل انما - کنندهٔ در خیبر و قاتل عمر و انتر - چنانش برگزیده و اشرف نخوانم که چنانکه فخر عرب از خاتم انبیا است همچنین وی را اعزاز خاتم خلفا و الی ملک خلافت که در مهد اژدر درید و در عرصهٔ رزم بیک اشاره سر از مرحب برد - و بنیان اسلام را ذو الفقار کافر کشش باقی - و مزرع ایمان را سیف اعدا سوزش ابر نیسانی - خراج ملکی بگدائی دهد - و گردن گردن کشان توانگر جز از قبول ایمان از برق تیغش باز دهد - آسمان ولایت را خورشید ستی تابان سمار سماحت را اختر رخشان

اشعار

آنکه در مدحش سر آید از شغف پروردگار | لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار
با ولایش قعر دوزخ خوشتر از خلد برین | بی رضایش صحن مینو بدتر از نیران نار

حبذا ید اللہ کہ بازوئے صف شکنش محیی ملت بیضا - وزہے ضرغام تہمتن تنے کہ پنجۂ قلعہ کشا
رونق افزائے اعجاز حضرت حبیب رب دو سرا است - پس ہمان بہ کہ عنان ابرش تیز گام
کلک را باز کشیدہ عنان عزیمت را بدار الملک خاموش و عجز منعطف تمام و نغمۂ درود نامحدود
بروان قدس آشیان حضرت خیر الوریٰ و اصحابہ الصادقین و اولادہ الطاہرین سرایم
سیما بر سیدی شباب اہل الجنۃ ابی محمد ن الحسن و ابی عبد اللہ الحسین دو نور دیدۂ شفیع ہر دو سرا
و سرور سینۂ بتول زہرا و صدیقۂ کبریٰ خارسان بیدای حقیقت پژوہانی کہ عرش اعظم را
دو گوشوارۂ گران بہاء سپہر امانت را دو اختر خورشید ضیا - راکبان دوش نبی - و زینت
آغوش محمد عربی اند - فردوس برین را از گرد نعلین شان پایۂ افتخار بر ذروۂ فلک دوار
- و ذرۂ مجازی را از جلوۂ حقیقت ظہور شان از ہمسری آفتاب ہزاران ننگ و عار -
جہان صداقت را دو محیط بیکران و چرخ فتوت را دو نیر رخشان - شبستان شریعت را
دو شمع فروزندہ - و خرمن کفر را دو برق سوزندہ یکے از شوق جمال زہر ہلاہل از شیر
از شکر خوردہ - و یکی در آرزوئے وصال سر بکف نہادہ جان را بشوق شہادت تا سپرد
یکے مسموم زہر اسما گشتہ بیفتاد و دو پارۂ جگر - و یکے شہید خنجر اعدا بخون آغشتہ
بے سر گردید - یکے در جنت البقیع از ظلم عدوان بخاک - و یکے در دشت کربلا از زخم
نیزہ و شمشیر غرقۂ خون آشام سینہ چاک - .

ابیات

الٰہی ببخشش ما عاصیان بروز جزا — یکے سر و دگرے جانِ خود فدا کردند
ہنوز جلوہ نکردہ ز دستِ ظلمِ عدو — ازین جہانِ فنا تیغ سوئے بقا کردند
چو عہد دادن جان از ازل بہ یزدان بود — ز شوق وعدہ خود را بحق وفا کردند

اما بعد این خوشہ چین مزرعۂ بزم آرایان محافل سخندانی - و دریوزہ گرد الاہمیان
ملک شیوا بیانی احقر العباد محمد اقبال حسین ولد منشی نور الدین احمد صاحب مرحوم مغفور

لکھنوی و دہلوی گوید کہ اگرچہ درین آوان گوہر نایاب کمال سخن ہمسنگ سیمرغ و نکتہ سنجان
ادیب ہمپایہ عنقا گردیدہ — و نہ چنان دست زمانہ نبل بیقدری بر رخسار شاہد معانی
کشیدہ کہ چون کیمیائے وجود انسان کامل جز در عرصہ عدم نشان توان داد و خانہ اہل کمال از
نایابی سخندانی ہر دم سرشک حسرت از دیدہ بارد — و طوطی نطق ہنرمندان ہر لحظہ از شوق
تمنائے حصول قدردانان یاد از قفس جلوگاہ بیان آرد — آوخ کہ جوہر جبین بے بہا
نہ چنان از نظر افتاد کہ جز از نامش نشانے — و دردا کہ روحانی نژاد چنین والا پایگاہ
نہ چنان پایمال خاک مذلت گردید کہ در محفل جہانبانش باریابی والائے باشد خوش آن زمانے
کہ نقل محفل شاہنشاہیش خواندندے — و یاد از اوائے کہ در حضور خسرو دانش
ارمغان بردندے — اگر ذائقہ چشان خوان سخن ماتم عالمگیر ندروا است — و اگر
نادرہ گفتاران چار سوق کمال و فن مرثیہ دانش سرایند بجا است — آرے ارباب ہنر
را کجا فروغے باشد کہ شعر را کم از شعر پندارند — و نکات پژوہان را کے مقدارے باشد
کہ شاعری را یاوہ گوئی انگارند — اگر در سالف زمان بہترین شرف گوہر انسانی را
ادب و کمال دانستندے — حالیا اہل مذاق را فروترین طبقہ ناس شمارند — و جہل
خصلتان را بر بہتر پیشگاہ برگمارند —

کو آن وقار دانش و آن عزت سخن | دردا کہ قدر فضل و ہنر رفت از جہان

نے نے غلطم کہ بازار جہان کنون نیز خالی از خریداران جنس معانی و دار العیار گیہان
تہی از گوہر شناسان لعل و لآلی نکتہ دانی نیست — مشتاقان جلوہ جمال دوشیزگان
مضامین در ہر گوشہ سرمست بادہ جویائے این قدسی نہاد — و فرہادان بیستون شیرین
زبان نغز نکات شیفتہ این حورائے معنوی نژادند — اے بسا فاتح قلاع خرد پژوہی
کہ توسن کمال را رام و براورنگ ہنر پروری بادلارام سخن سنجی فروتنے تام دارد
— پس خزف ریزہ چند کہ گاہ گاہے از بساط طبع فرو ریختہ بود

در طبقِ انفعال نموده بایک جہان عجز کم مایگی حاصر پیشگاه انظار ارباب معرفت می نماید
و ترنم جامهٔ جدنا بہ بضاعتِ مزجات - بامید عطائے عفو خطائے سرایدہ
اندیم تبلاغ حقیر ۱۲

قطعہ

دارم امید کہ گر سہو خطائے بینند — پردہ از لطف بہ پوشند بران اہل کمال
زانکہ خود آئینہ ذاتِ خود انسان باشد — مے توان دید شبیہ را ز روئے زرا چو سفال

تمت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم

قصیده در حمد باری تعالی عز اسمه و جل شانه در بحر رمل

فاعلاتن فاعلات فاعلاتن فاعلات

تا به پا این گرد گردون گنبد مینا ستی / شاهد یکتایی خلاق بی همتا ستی

صانع بیچون خداوندی که از یک حرف کن / عالم و کون و مکان از قدرتش برپا ستی

قادری کاندر قضای قدرتش خلاق قیش / صد چو افلاطون و لوقا یا هم شیدا ستی

واهبی کز کلک قدرت نقش امکان تا کشید / محو کلک صنعتش صد آزر و مانا ستی

کل اشیا را اگر بینی بچشم حق نگر / هر یکی با صد زبان در حمد او گویا ستی

عقل گوید خالق از مخلوق گر باشد بری / لیک او چون از ازل خود مبدأ اشیا ستی

عین وحدت کثرت است و عین کثرت وحدت است / لیک گویم فاش سنی چون قطره و دریا ستی

وحدت و کثرت اگر خواهی ببین خورشید و ضو / کو بود یک خور ولیکن پرتوش هر جا ستی

اوست خلاق و قدیم اندر وجود خویشتن / نی بمانند خیال صرف سوفسطا ستی

آنکه گوید عالم و معدوم باشد متحد / نی معاذ الله غلط این نزد هر دانا ستی

بود عالم در وجود خویش و معدومی نبود / زانکه او لا یذکر الانسان درین پیدا ستی

دہ عجب آمد مرا زانکہ گوید در جہان — ذات واجب حاش للہ منحزن اشیاستی

ذات حق نے طرف و نے مظروف باشد از ازل — زانکہ اللہ احد شاید برین دعواستی

چونکہ او موجود بود او در وہ است اندر وجود — کل موجودات اگر اعلیٰ وگر ادناستی

ہر کجا بینی بچشم دل نہ بینی غیر او — چشم دل بکشا بہ بین او را اگر بیناستی

واجب ار خواہی شناسی ہمچنان خود را شناس — من عرف نفسہ درین رہ حجتے زیباستی

با وجود کنت کنزا ایں عجب آید مرا — کز تحیر ما عرفنا عقل کل گویاستی

چونکہ نادانی درینجا عین دانائی بود — اے بسا بینا کہ درین راہ نابیناستی

گفت موسیٰ گر بکوہ طور ارنی نے عجب — کاز جواب لن ترانی تا ابد شیداستی

غرق این بحر فکرت نوح گشتہ است و ہنوز — رشتہ این حیرت اندر سوزن عیسیٰ ستی

کل ما تصور تموہ را می توان کردن دلیل — زانکہ ذات او بیرون از حد فہم ماستی

از کسے از کسے نتوان بدو اخبار آشنا ساخت — لا یحیطون بہ علما درین پیداستی

ممکن و در کار واجب دم زدن حاشا غلط — کور کردن وصف بینا وہ چہ نازیباستی

اے کہ ہستی بس عیان و بس نہان از چشم دل — نے توان گفتن کہ پیدا او نہ ناپیداستی

نے مکانے از تو خالی تا کہ بینم غیر تو — بے بود جائے ترا تا گویمت کانجاستی

گر کسے بیند بچشم حق نگر بیند کہ تو — در دل ہر ذرہ چون مہر جہان آراستی

ہر کجا گنجست ویران گنجے اندر وے بود — خانۂ دل را تو ہم ویران کن ار داناستی

گنج حق را جائے دہ در گوشۂ ویران دل — زانکہ ہر جا قلب ویران جای حق آنجاستی

عاشقا این حمد خلاق است نے مدح کسان
اندرین لب فرو بستن کنون زیباستی

قصیدہ در نعت سرور کائنات خواجۂ مخلوقات ختم المرسلین شفیع حبیب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در بحر ہزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

سرم سرگشتهٔ عشقی که بی‌برگیست سامانش
دلم دلخستهٔ دردیست و بی‌دردیست درمانش

دلی دارم که خواند در فضای عالم وحدت
زهی منصور قانون انا الحق در دبستانش

ز بستانی مکان دارم که هست از جلوهٔ حیرت
بیان لن ترانی ظاهر از اوراق اغصانش

بمکتب خانهٔ طفل وجودم کرده درس از بر
که رنگ صفحهٔ هستی تو دارد خط دیوانش

دلیل حق شناسی چیست قرب حق طلب کردن
نبودن در پی فردوس و فکر حور و غلمانش

معاذ الله اگر زاهد بگوید سجده بر گل کن
ز شرع عشق اجازت هست سنگی زن بدندانش

حدیث قدسی از خواندی طریق بندگی آموز
که من عبدی اطعنی را نگین شایسته احسانش

ولی از خاکبوسی باید از دیر و حرم بگذر
مبادا سر تهی بر منت زهاد و رهبانش

ببین بر ظاهر واعظ دمی از دیدهٔ باطن
نگه کن تا ببینی صد حیل در زیر دامانش

مدام المسلم من سلم خواند ولی سر دم
که هر بندد بخون مسلمی فتوای بهتانش

ز حیرت سوختم کو آتشی تا سوزد این واعظ
که می سوزد دل خلقی حدیث حشر و نیرانش

ز هفتاد و سه ملت خواند الا هم ترا ناجی
که یعنی هر که خالی از حسد شد ناجی آن دانش

ز هفتاد و دو ملت هالکان باشد حسد مقصد
حسد بشمار تا واضح نماید بر تو برهانش

بیا ترک حسد کن گر نجات آرزو داشتی
که هر کس از حسد شد پاک بی‌پاکست ایمانش

دگر خواهی که در فردوس یابی فیض قرب حق
توسل جو ز ختم المرسلین و پاک یارانش

محمد احمد و محمود ابو القاسم که از ایزد
نزول آیهٔ نصر من الله گشت در شانش

فسبحان الذی اسری بود آثار معراجش
همه از بهر رسالت آمده معراج برهانش

بود خلد برین یک خوشه از مزرعهٔ فیضش
بود آب بقا یک قطره از بحر احسانش

ببین کیوان اعلی سند دنی بود در گرد قدرش
ببین عرش معلی شمسه از کاخ ایوانش

قطعه
اگر ظلمات را تاری کند واللیل گیسویش
دگر روشن کند خور را جمال والضحی شانش

دران ظلمت چنان افزون شود کز تیرگی زیبد — که گم گردد سکندر رسان خضر اندر بیابانش
ازان عالم عیان روشن شود تا شاید اعمی را — که چون الیاس در ظلمات بیند آب حیوانش
بشر را کَی بود یارا که سازد نعتِ او انشا — چو در قرآن بود خلّاق کیهان خود ثنا خوانش
زهی ای مظهرِ فیضِ ازل وی شهسوار دین — که خطِ آفرینش را بود ذاتِ تو عنوانش
وجود تو بود بحری که عقلِ کل بود موجش — ولای تو بود کاخی که رضوان است دربانش
(حضرت جبرئیل)
به اندر مهد هستی طفل ذاتت پیش امکان — هزاران قرن و ستا حق به بودی مهد جنبانش
نبودی ذات پاکت گر سبب ایجاد امکان را — بماندی تا قیامت در عدم هستی و امکانش
(مشتاق)
شها دارد امید روضه ات از جان و دل عاشق — بسوی خود ز فیض ای رحمةٌ للعالمین خوانش
همیشه تا که از تاثیر این گردون گردنده — جهان گاهی بهار است و گهی باشد زمستانش
بهار عمر احباب تو بادا اندر جهان باغی — که نه توان تا ابد دست قضا بگرفت دامانش

قصیده در ستایش و نیایش حضرت ابی بکر صدیق بالتحقیق رضی الله تعالی عنه

در بحر خفیف فاعلاتن مفاعلن فعلات

دوش چون بازِ آتشین منقار (یعنی آفتاب ۱۲) — کرد در آشیانِ غرب قرار
مرغِ مشکین جناحِ شب هر سو (بازوئے طیور ۱۲) — گرم پرواز شد پرستو وار (چمگادر)
بال بر بال دوخت طایرِ شب — بست راهِ نظاره از انظار (جمع نظر ۱۲)
من به بیت الحزن ز غصه دژم (پریشان) — با دلی از غمِ زمانه فگار
کرده تکیه گهی به بالشِ غم — خفته گه به بسترِ افکار
خواب در دیده ام نرفته که شد — بختم از خواب ناگهان بیدار
چارده ساله ماهم اندر شد — با رخی همچو ماهِ ده و چهار
موی مشکین چمن چمن سنبل — روی گلگون طبق طبق گلنار

لب لعلش بقای عمر روان
باغ چون خمر نموده قرین
سرخوش و نیم مست و غمزه کنان
چون مرا دید از الم پژمان
گفت ای ادیب این چنین نشینی چند
دل تهی کن ز محنت و برخیز
می رباید قرار و صبر از دل
اعتدال هوا به بین و شنو
عرصهٔ دشت گشته رشک جنان
منهم از شوق و ذوق برجستم
رو نهادیم هر دو سوی چمن
پس بدیدیم گلشنی کان بود
لوحش الله چه گلشنی که دران
گل بسر هشته تاج فیروزی
زلف سنبل شکن شکن درهم
هر سو از غمزه نرگس شهلا
سرو از بسکه دلربائی داشت
لاله را می نمود اندر خواب
سوسن صد زبان چو من کردی
بانی کاخ شرع مصطفوی
منبع فیض حضرت صدیق

چشم مستش فنای صبر و قرار
گیسوان همچو عقرب جرار
دلبر چست و چابک و عیار
بگشود آن دو لعل گوهربار
درهم از جور چرخ کج رفتار
تا نمائیم رو بسوی گلزار
چهچههٔ بلبل و ترانهٔ سار
نغمهٔ عندلیب و صوت هزار
طعنه بر خلد می زند گلزار
نه نمودم ز گفتنش انکار
باد می پر ز شوق فصل بهار
رشک جنات تحتها الانهار
کرده سرسبز باز مهر دل بیزار
بلبل از شوق گشته نغمه گزار
اوفتاده چو چین زلف نگار
رهزن عقل و هوش و صبر و قرار
گوئیا بود قامت دلدار
باد و صد شوق سبزهٔ بیدار
مدح سالار دین همی تکرار
حامی دین احمد مختار
معدن جود و قدوهٔ اخیار

قطعه

آنکه حق در ثنای او گفت است ‌‌ ثانی اثنین اذ هما فی الغار (آیهٔ کلام مجید ۱۲)
آسمان با همه جلالت و شان ‌‌ بر در قدر او ست خدمتگار
هر کجا ابر فیض او بارد ‌‌ روید از خاک او لؤلؤی شهوار
ای که بعد از محمد عربی ‌‌ بر همه اهل دین توئی سالار
شد معطر ز خوی نیکویت ‌‌ نافه در چین و مشک در تاتار
روید از مهر ار عوان ز آذر (آتش ۱۲) ‌‌ جهد از قهرت آتش از گلزار
اختر ذات تو چو جلوه نمود ‌‌ ماه با مشتری گرفت قرار
هر سحرگه به خاک درگه تو ‌‌ ای فلک رفعت ای جهان وقار
با دو صد آرزو فلک در کف ‌‌ عقد پروین گرفته بهر نثار
بی ولای تو جان در ابدان (جمع بدن ۱۲) تنگ ‌‌ بی رضای تو سر بگردن بار
سینهٔ دشمنان تهی (خالی ۱۲) ز مهرت باد ‌‌ هدف تیر دامن سوفار
هر سری کو بپیچد از امرت ‌‌ باد زیب سنان و بر سر دار
خاک درگاهت از کمال شرف ‌‌ کحل سان حور کرده در ابصار
در مدیح تو نطفه در ارحام ‌‌ در ثنای تو طیر در اوکار (آشیان ۱۲)
تا ز فیض تو چون به هم ریزد ‌‌ هر دم از خامه ام دُر شهوار
عاشق از شوق دل کند هر دم ‌‌ وصف و مدح تو ای شه ابرار
تا بود دور روزگار چنین ‌‌ تا که در گردش است لیل و نهار

دیگر

پیروان تو روز و شب شادان ‌‌ روزگار عدوت چون شب تار

قصیده در مدح حضرت صدر قدرت عمر ابن خطاب رضی الله تعالی عنه

بحر هزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چو شد صدیق اکبر در بقا زین عالم فانی ‌‌ شد از لطف خدا فاروق اعظم بر جهان بانی

غروب نیر اول جهان کرد ار چو شب مظلم — منور ساخت شرق و غرب عالم جلوهٔ ثانی

چو اهل دین بنامش خطبه بر لحن عرب خواندند — زبان بستند رهبانان ز عبرانی و سریانی

عراق و شام و مصر و اندلس ایران و دیلم را — به شمشیر ظفر بگشود آن صمصام یزدانی

نبودی در جهان گر ناخدایی جوهر تیغش — به بحر کفر گشتی کشتی اسلام طوفانی

بهر جا نام او کس بر زبان راندی که هیجا — ظفر ظاهر شدی از شوق نام او به آسانی

زهی ای معنی السابقون ای شاه دین پرور — که شد شخص تو از حکم ازل اسلام را بانی

شریعت را چنان از ذات تو فخر است در گیتی — که گل از شاخ و شاخ از باغ و باغ از ابر نیسانی

ز خجلت روح حاتم در عدم ریزد عرق هر دم — چو آید دست جودت گاه بخشش در درافشانی

اگر از فیض تو خوانی چنان گسترده در گیتی — که دایم میکند آنرا ابد از دل نمکدانی

به خدام تو قیصر را شرف باشد به فراشی — بدرگاه تو دارا مفتخر باشد به دربانی

بیک احسان تو بدهی هزاران رتبهٔ شاهی — بیک ایما تو بخشی مور را فر سلیمانی

نبودی معنی ایجاد را تا شیر حق جز تو — نگردی آیهٔ ذات تو آنرا اگر که عنوانی

نیارم واجبت گفتن که ممکن زانکه میدانم — نئی واجب ولی آئینهٔ تو ترک حد امکانی

پیمبر گفت چون لو کان بعدی در ثنای تو — چسان در مدح تو قاصر نباشد فهم انسانی

سخا را دست تو مصدر همه را شخص تو میزان — کرم را فیض تو گلشن جهان را ذات تو بانی

نکردی سایه گر ابر وجودت بر سر عالم — نبودی گلشن اسلام را سبزی و ریانی

ز مهرت می تواند کرد هر یک ذره خورشیدی — ز لطفت می تواند کرد هر یک قطره عمانی

هر آنکس را نباشد مهر تو گنجینهٔ سینه — نیاید در مشام جان از او بوی مسلمانی

شها عاشق ز دل خواهد که تا باید ثنای تو — ولیکن پرده اش بر لب ز بس از شرم نادانی

بود چون پایهٔ وصف تو از عقل بشر برتر — خموشی پیشه دارد ورنه هست افضل ز خاقانی

الا تا هست قمری را همی شوق نواسنجی — الا تا هست بلبل را بگل شوق غزلخوانی

هران کس از دل و جان مے ندارد حب مهر تو — کند هر لقمه اش اندر گلو تاثیر پیکانی

دیگر

قصیده در ثنائے حضرت ذو النورین حضرت عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه

بحر مجتث مفاعلن فعلات مفاعلن فعلاتن

چه شد که مے چلد از نوک خامهٔ ما معین — ثنائے کیست که گشته است اینچنین سخن شیرین

هوائے مدح که افتاده در سر طبعم — که پا ز فخر نهد بر بساط چرخ برین

قلم بمدح که اندر ورق شکر ریز است — که مرغ طبع چو طوطی بود به نغمه چنین

خرد بوصف که بگشود لب ز روئے ادب — که طبعم از پئے تعظیم سر نهد بزمین

فضائے چرخ شود تنگ تر ز دیدهٔ مور — کند چو فارس نطقم سمند فکرت زین

بلے سزاست که طبعم کند و چندین فخر — که لب گشوده ز فرحت بمدح خسرو دین

همائے اوج سپهر فیوض کاتب وحی — مقتبس شمع شریعت خدیو حشم تمکین

شهنشه سریر خلافت جهان جود و حیا — که بحر فیض ازل راست همچو در ثمین

محیط شوکت اقبال حضرت عثمان رض — که کرده صیت سخایش جهان بزیر نگین

شهنشهے که بصد عجز هر صباح و مسا — نهاده بر در قدرش به سجده مهر جبین

بود بجان عدو قهرش آنچنان که بود — به خرمن خس و خاشاک آتش برزین

زهے وجود تو بحر علوم را ساحل — خهے ز ذات تو بزم فیوض را تزئین

عمود خیمهٔ قدر تو قامت غلمان — طناب چادر جاه تو زلف حور عین

هنود سان جهان را فتاده خامه زکف — ز بسکه داد کفت زر بسائل و مسکین

سزد که لب به تکلم کشاید اندر بطن — اگر که حرص ثنائے تو اوفتد بجنین

ندیده دیدهٔ انصاف چون تو در عالم — به چشم مردم بینش توئی چو نور مبین

کجا بپایهٔ جاهت حسود آرد چشم — دگر چه گنبد گردون ورم کند از کین

زتند بادِ حوادث جهان شدے ویران | اگر نه عدل تو گشتی ز روی لطف ضمین
ز بعدِ حضرتِ فاروق جز تو کس که بود | که شرع را دهد اینگونه رونق و تزئین
بمغز نافهٔ اذفر فتد ز طیب تو کام | اگر ز خلقِ تو بوئے صبا برد در چین
بس است طولِ سخن هان دعا نما عاشق | که خضر بر لبِ عین البقا کند آمین
مدام تا که ز اکسیر آفتاب شود | شجاسِ دهر بهر صبح از ضیا زرین
همیشه باد محبان و پیروانِ ترا | سرور و فرحت و عیش و نشاط و وجد قرین
حسود قدر تو اندر جهان بود دایم | ز فرط محنت و رنج و عنان و غم غمگین

دیگر

قصیده در منقبت اسد الله الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه

بحر ہزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دلا تا کے چنین سرگشته در اقلیم حیرانی | چو طفلان روز و شب داری هوا اشتغال نادانی
خریداری گہے بر جنس عشق دهر دون پرور | گرفتاری گہے در بزم عیش عالمِ فانی
نیارد کاذر تقدیر شستن باد و صد عمان | قبائے شخص نفست را ز بس آلودهٔ امانی
قضا خوان گناہے را بخلوت خانهٔ امکان | نگسترد است کش جز تو بود ناخوانده مهمانی
نه آگه گر از موت کاندر ساحت گیتی | سوار خنگ عصیانی و بس خوش گرم جولانی
ز بس بارگنه بر دوش داری عاقبت ترسم | که اندر تیه اول منزل مقصود در مانی
هر آیند ارم دلا راه نجاتے بهر تو هرگز | بجز از مهر حب سرور دین شیر یزدانی
شهنشاه ملک لشکر علی عالی اعلی | که دارد بر درش روح الامین امید دربانی
شهنشاهے که گر ذاتش نبودے باعث امکان | نکردی تا ابد امکان به گیتی هرگز امکانی
عصائے مهر اش ار موسی نیاوردی بکف هرگز | نمودی در بیابان عدم تا حشر حیرانی
نبود اندر ازل گر سیل برق ذوالفقار او | نکردی در فضائے دهر کاخ کفر ویرانی

زهی ای شاه دین پرور که چشم شاهد ایمان
بود از خاک راه شخص نصاحت تو نورانی

توئی آن شهسوار بو کشف کز ذات تو ظاهر
نمود ایزد بگیتی هرچه بود اسرار پنهانی

نیارد ابرش جاه تو اندر عرصهٔ امکان
کند یک لحظه جولان جلال از تنگ میدانی

شود گر عام فیض حضرتت اندر جهان یکدم
کند هر ذره خورشیدی و هر یک قطره عمانی

ز بهر آنکه آرد آرد بهر مطبخ جاهت
کند در آسیای چرخ کیوان آسیابانی

(نام ستارهٔ زحل ۱۲)

ندانم کیست یارب خوشه چین مزرع فضلت
که جبریل امینش میکند هر روز دهقانی

بنای علم و دانش کی شدی اندر جهان قایم
مر آن را گر نبودی شخص ذاتت در ازل بانی

چو تار عنکبوت از هم بپاشد قبهٔ گردون
گر از روی غضب یکره بسویش چشم گردانی

شها عاشق ثنایت را چه سان آرد بپایان
چو بحر مدحت را نباشد هیچ پایانی

الا تا زلف تیرکان هست دایم میل کج گردی
الا تا چشم خوبان است هردم شوق فتانی

هر آنکس کجروی در راه جنت میکند گردون
بچشمان فتنه و رنجش کند هر روز هیجانی

قصیده در مدح حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمة الله علیه

بحر رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

مرحبا ای کاس عشق ای درد عشق افزای
مرحبا ای داروی درد دل شیدای من

مرحبا ای نو گل آرایش باغ مراد
گر نسیمم تازه کردی باغ استغنای من

بیخودم کن تا نماند هوشم اندر سر که ماند
پی شرر ز اندیشهٔ عشق آتش سودای من

پای بند عقل مگذارم جنون تا زین سپس
تا نگر بر داری از پا رشتهٔ تقوای من

در حیات از کمتر از خاکم دمی بعد از ممات
گرد اکسیر سعادت خاک خلق آسای من

چون ننالم از جفای چرخ گر نابخردی
گرد زیب تاج عالم گوهر والای من

زین سبب در آتش هجران مرا افگنده دو
تا نماید خویش را معروف از غوغای من

مست نه شایان جهان بودم و لے از بهر تجربه — چند روزے وادی اندر دهر دون پیمای من

کن علاجے ای حکیم از خود چه پرسید ام الیقین — جز صحبت یاس نبود دارد سے صحرای من

ای ز معمار عنایت معمور دلها خراب — خانه آباد دان که ویرانه دادی جای من

بسکه خون گریه بهجران و ز شب یا چشم ترم — کس نیارد فرق ز اعمی دیدهٔ بینای من

این سهل هرگز نگردد به نگر تحقیقات سخت — توتیا سازد ز خاک درگه مولای من

خسرو دین غوث اعظم نفس ختم المرسلین — آنکه آمد کوی بخشش جنت الماوای من

شهسوار عرش مسند دستگیر بیکسان — هادی من رهبر من سرور والای من

بر دلاء دوستی و اعتقاد و حب اوست — دین من ایمان من سررشتهٔ تقوای من

بغض اعدایے لیاقش مسلک من در جهان — حب احباب کرامش حاصل عقبای من

شمسه درگاه قدرش مهر را گوید نه مهر — مقتبس باش از ضیائے چهرهٔ رخشای من

سجده رایات جاهش ماه را گوید ز لطف — کن منور دهر را از پرتو سیمای من

ابر گوید لطف او از زینت تاج شهان — گشت از نیسان جود تا لولوی لالای من

عیسی گردون نشین گوید که آزم ارمغان — گرد شایان برست بیضهٔ بیضای من

ای شهنشاهے که باشد رهنمات اندر جهان — گلشن من باغ من فردوس من ملجای من

تا بدامان ولایت دست بیعت برزدم — سر نهید از شوق ماه و اختران عربای من

سرفرازم کن ز بوس خاک رکابت که رسد — خاکبوس روضهٔ تو غایت القصوای من

سے نه بیند اندران جز مهر و حب حضرت — گر که بشگافند سر تا سر همه اعضای من

عاشقا از سر قدم پیساز گر داری هوا — تا به بغداد آئی و بوسی در مولای من

تا همی خورشید گوید مهر از روئے فخر — کین جهان گردد منور از رخ رخشای من

نا امید از لطف حق در روز محشر باد آنکه — نے ندارد دوستی سرور والای من

قصیده در مدح حضرت خواجه خواجگان خواجه معین الدین چشتی

قدس سرہ العزیز

بود ہجوم یاس و غم دوش دل خراب را — کان بت ماہ جبین نہ درآمد و برد خواب را

سر خوش و مست بادہ خواستہ ام ز ساقئ — کز لب جام آن بود قرب رہ صواب را

منکہ ز بادہ محترز ساقئ من بہ میکدہ — مے طلبد کہ زود نوش بادۂ شکناب را

خون دل جگر بجائے مے وین دل پُر ز شرر کباب — من چہ کنم شراب را من چہ کنم کباب را

آتش ہجر آن صنم سوخت چو شمع استخوان — باز چہ سان بود قرار جان پر اضطراب را

عیش و نشاط و خرمی رفت ہمہ ز دست دریغ — آہ چگونہ آورم عمر و گہ شباب را

قطعہ

برق وشے کہ جلوہ اش سوخت چو شمع طور را — برد بہ نیم غمزۂ طاقت و ہوش و تاب را

چشم و دلم چنان بدہ تا کہ بتاب جلوہ اش — خوب کنم نظارۂ پرتو لاجواب را

ہست چو ضد یکدگر جمع چسان بخاک کرد — قدرت بیمثال او آتش و باد و آب را

ہر چہ تو گفتۂ ہمہ عین صواب دانمش — باز بگو بگو بمن تا شنوم جواب را

گفت کہ خیز و نوش کن جام مے کہ بخشدت — فہم و ذکا و ہوش و عقل رونق آب و تاب را

تجربہ بود و نے تمیز دانش و ہوش و نے عقل — پیری ازان ہزار بہ یاد مکن شباب را

این نہ مے مجاز ہست تا کہ دلت سیہ کند — راہ نکو نمایدت کم بکند عذاب را

تشنہ نمانئ و شود بہتر دو کون ازان عیان — سیر شوی و بنگری راہ حق و صواب را

خواہی اگر نجات خود مدحت خواجہ عرض کن — جمع نما ز فیض حق نعمت بیحساب را

دیدہ و دل کشادہ ام شاد شدم ز فرط شوق — این چو ندا شنید دل چشم گذشت خواب را

گفتم اندکہ ساقیا رہبر و ہادیم شدی — گوش بکن تو مطلع مدحت انجناب را

مطلع

اے کہ ز لمعۂ رخت روشنی آفتاب را — وے ز فروغ چہرہ اش تشعشعہ ماہتاب را

اے ز نسیم زلف تو نکہتے مشکناب را
دے کہ ز خوبی لبت تازگئے گلاب را

وا بکنی اگر گہے از رخ خود نقاب را
تاب نظارہ کے بود دیدۂ آفتاب را

جلوہ چسان کند کسے چہرۂ بانقاب را
کاش نسیم وا کند این ورق کتاب را

تابش عکسِ عارضت پردہ در نقاب را
نیست حجاب از سحاب ہیچ کہ آفتاب را

سرمۂ چشم حور را ز آب جنان سرشتہ ام
تا ز قلم کنم رقم وصفِ فلک جناب را

خواجۂ خواجگان توئی سرورِ سروران توئی
اسم تو خواجہ معین خضر رہِ صواب را

ذاتِ تو مظہر فیوض درگہ تو ظہورِ نور
انس و ملک چسان کنند مدحتِ بیحساب را

از رہ عجز و انکسار سر بہ زمین نہد فلک
رفعت و عظمت آنقدر بارگہ جناب را

چونکہ زگونہ التفات ذرہ شود چو آفتاب
دستِ دلم گرفتہ است آن درِ انتخاب را

مشعشعۂ ز مہر خواہ اطلس خوب از سپہر
بہرِ طناب و خیمۂ درگہ مستطاب را

در عجبم کہ میدمد دل بہ کنارم از چہ رو
نیست مجالِ دم زدن تابش آفتاب را

عاشق خستہ را چو نیست جز تو معین و یاورے
از رہ لطف کن عطا نعمت بیحساب را

سر بہ نہم بپائے تو زدہ بدامن برس
تا کہ شود تسلئ جانِ پر اضطراب را

عمر عزیز من گذشت حیف بلہو و معصیت
لیک شفیع کردہ ام رحمتِ بے حساب را

قصیدہ در ثنائے امیر کیوان بارگاہ جناب کرنل براڈفورڈ صاحب بہادر سی ایس آئی ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سابق راجپوتانہ

در بحر رمل — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

دانش و فیض و کمال و شوکت و تمکین و شان
ختم شد اندر جہان بر سرور حرم پاسبان

آفتاب چرخ حشمت گوہر بحرِ جلال
عندلیب گلشن دانش امیر کامران

بانی کاخِ کرم کرنل براڈفورڈ آنکہ ہست
دستِ جودش دُرفشان تیغ قہرش جانستان

آن خداوندے کہ بنہد ہر کجا یک رہ قدم — گر بود چون ساحت دوزخ کہ گردد گلستان

مے نروید در صف محشر گیاہے از زمین — گر فتد از برق تیغش یک شرر اندر جہان

تا نہ پیدا از ازل شخصے چو او در چشم — شاہد دولت نہ شد در ساحت گیتی عیان

لطف او با دوست ہمچون گلشن و ابر بہار — قہر او با خصم ہمچون خرمن و برق یمان

بسکہ اندر عدلش جہان ایمن بود بے ترس و بیم — صعوہ با شنقار باشد روز و شب ہم آشیان

آن خداوندے کہ بخشد ہست ہا بودش یک نفس — ہر چہ تا صد سال گرد و عاید از دریا و کان

چشمۂ قدر ترا افراشت قدرت در ازل — زد بصد تمکین و عزت بر فراز لامکان

ہر کہ چون خورشید گردد چاکری از جان و دل — مے کند زیر نگین از باختر تا خاوران

گر سپہر شوکتت گردد بہ گیہان آشکار — تا فلک در وے شود چون قطرہ در دریا نہان

در صف رزمے کہ گردد برق تیغت آشکار — روید از خون عدو تا صبح محشر ارغوان

شست نام عدل کسرا را فلک از لوح دل — تا چو خور بگرفت صیت عدل تو ملک جہان

از برائے آنکہ بوسد آستان شوکتت — ہر دم از عرش برین عیوق سازد نردبان

گر نہ گشتے خلق ابر ذاتت اندر روزگار — گلشن جود و کرم تا حشر مے ماندے خزان

گاہ کین ہندی پرند آری برون چون از قراب — ہر زمان لرزد بسان بید از بیم آسمان

زین شکوہ و حشمت و زین عقل و دانش سروران — محو گردی از جہان بیشک تو نام سروران

چون کنی بوزرجمہر آسا ہمی تدبیر ملک — ہر صبح آصف گردد از خجالت سینہ چاک و غم نہان

تیغ و دستت را بہ بیند گاہ رزم و بزم آنکہ — برق جوید جان گداز و ابر خواہد دُر فشان

خشت ہا و سنگ ہا انجم در فلک بنمود جمع — تا بسازد شمسۂ قصر جلالت فرقدین

روز طوفان ناخدا اگر نام شمشیرت برد — بحر گردد آتش و خیزد ہمی از آن دخان

نے فلاطون چون تو بود از عقل و دانش مشتہر — نے سکندر چون تو شد از بخت و دولت کامران

ہمچو آصف روز و شب داری مدام از ابر کلک — ملک را خرم بہ گیتی ہر زمان گلستان

عاشقا اندر دعا ہان ختم کن این مدح را / زانکه هرکس می نیارد کرد وصف سروران

تا شود گیهان بهار از تیر ابر فرودین / تا شود بستان خزان از تند باد مهرگان

خصم و بدخواه تو تا صبح قیامت سوگوار / یار و احباب تو تا دامان محشر شادمان

شادمان باش ای خداوندا امیر روزگار / گر تو داری ملک و دولت فخر و شادی هر زمان

خیرخواه دولت وکٹوریہ یا رب بدهر / هرکه باشد باد تا روز قیامت کامران

یا رب این دولت بماند تا قیامت برقرار / یا رب این دولت بپا باشد تا بحشر و جهان

دشمنان دولت سرکار را بادا مدام / چشم پر نم دل پر از غم خاک بر سر هر زمان

قصیده در توصیف جناب میجر ای سی تالبٹ صاحب بہادر سی ای آئی ایجنٹ بیکانیر

بحر منسرح مفتعلن فاعلات مفتعلن فع

دوش چو شد نوعروس چرخ نمایان / ماه من آمد ز در چو سرو خرامان

خم بخم از هر طرف فتاده دو زلفش / بر سر و دوشش بسان افعی پیچان

نرگس مستش بعشوه آفت دلها / ترک نگاهش بغمزه رهزن ایمان

غمزه وصلش نوید مایه عشرت / عرصه هجرش فضای عالم حرمان

سرو قدش نونهال گلشن جنت / لعل لبش یادگار چشمه حیوان

هرچه بزد آن زلف پرخم و پیچش / کرد نظر دیده دید نی دل نی جان

ای عجب از زلف او که جمع نموده / این همه دل از چه مانده باز پریشان

زلف بر بند بقدش آنکه ندیده است / ما رسید برفراز سرو خرامان

گشت همی زاژدها شعشعه حسن / پیک نظر بر رخش چو آینه حیران

گیسوی پرخم و خمش قطره سیاهی / بود چو بخت عدوی سرور ذیشان

قلزم مجد و همه سپهر فتوت / نیر برج جلال منبع احسان

معدنِ توقیر و رتبه ثالبرک آنکه / مے نبود همسرش به فیض به دوران

آنکه بگاهِ دغا ز بیمِ نهیبش / لرزه فتد در رواقِ گنبدِ گردان

شیرِ شکاری که از مهابتِ تیغش / شیرِ ژیان بغنود بطرفِ نیستان

سرورِ با رتبتی که پنجهٔ قهرش / لطمه زند گاهِ خشم بر رخِ کیوان

ساحتِ گیهان کجا و کاخِ جلالش / قطرهٔ باران کجا و لجهٔ عمّان

شخصِ خرد در فضائے عالمِ جاهش / گم شده رہ مے دود چو طفلکِ نادان

اے درِ فیضت به خلق گلشنِ مینو / وے دمِ قهرت به خصم شعلهٔ نیران

گلشنِ هستی نماندے این همه خرّم / ابرِ وجودِ تو گر نبود در امکان

لؤلؤ و مرجان بجائے خوشه برآرد / باشد اگر تخم گاهِ فیضِ تو دهقان

دستِ عطائے تو گاهِ بخشش و ایثار / طعنه زند بر سخائے حاتم و قاآن

نے ز حسب چون تو در زمانه جوان مرد / نے ز نسب چون تو پاک زاده به دوران

ملکِ چنان خرّم است از نے کلکت / کز اثرِ ابرِ نوبهار گلستان

شحنهٔ عدلِ تو تا گرفت ترازو / سردی و گرمی برابر است به میزان

ذرّه از اکراهِ احتسابِ تو پر کرد / مردمکِ دیدهٔ تعدّی خواهان

خاکِ درِ خانقاهِ فیضِ تو بهتر / در نظرِ اهلِ دل ز لعلِ بدخشان

قطعه

از ازل این بود تا صبحِ ابد باز / گشته مفوّض ترا ز حضرتِ یزدان

عدلِ انوشیروان سخاوتِ حاتم / عقلِ فلاطون و علم و حکمتِ لقمان

دفترِ خورشید زرنگار از آن باشد / کز ازلش بود خطِ مهرِ تو عنوان

ختمِ سخن عاشقا کنون به دعا کن / بر درِ احسانِ بے نهایتِ منّان

تا که فلک گردش است و ثبت ثراست / تا که جهان معمّر است خلقے دران

گردش نہ چرخ تیر رائے تو محور	تیغ تو بر فرق خصم قاطع و بران

قصیده در تہنیت عید جناب منشی دیوان امین محمد صاحب مدار المہام راج بیکانیر

بحر مجتث مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

رسیده موسم عید اے نگار سیمین بر	کجاست مطرب و ساقی و شیشه و ساغر
ز فرط غم بہ پاشیم چند زار و نزار	ز جور چرخ نشینم تا بکے مضطر
کنون که گاه نشاط است و جد بے پایان	کنون که روز سرور است و فرحت بیمر
چنانه باید و چنگ و رباب و تار و سرود	کباب باید و نقل و مے و دف و مزمر
بتاند وقت غم و رنج اندہ است ایدون	بہانه گاه ملال و تاسف است ایدر
یکے چو سرو روان شو بسوئے حجره و زود	بصد سرود و ترنم بطلبے شراب آور
ازان شراب که گر قطره بخاک چکد	بجائے سبزه بروید ز خاک لعل و گہر
ازان شراب که چون از سبو بجام رود	بود چو مہر درخشنده جلوه اش بنظر
ازان شراب که از عکس آن توان دیدن	امور مختفی اعمال در قضا و قدر
تو ہی ز جام بلورین بنوش باده و من	ز بوسه لب شیرین تو خورم شکر
گہے ز روئے تو بینم زمین پر از خورشید	گہے ز زلف تو یابم جہان پر از عنبر
تو گہ کشی بمن از تیغ ابرویم شمشیر	تو گہ زنی بدل از نوک مژه ام نشتر
من از جفائے تو گریم چو ابر در نیسان	من از برائے تو نالم چو رعد در آذر
تو ہی شراب خوری از نشاط و من ہر دم	بروئے چون مه تو افگنم ز شوق نظر
شویم مست چو ما ہر دو اے مه طناز	من از مے لب تو تو ز باده خلر
بصد ہزار سرور و بصد ہزار فرح	پس آن زمان بکف آریم خامه و دفتر
ز بہر تہنیت عید چامه گوئیم	بمدح مہر سپہر کرم جہان ہنر

مضیئ شمع همم عندلیب گلشن فیض | خدایگان زمین سرور فلک چاکر

امین محمد والاگهر که مے نه بود | بجود و فیض و ذکا در جهان کسش همسر

بود خرد ز وجود وے آشیان شادان | که عندلیب ز گلزار و گل ز فیض مطر

به نزد دانش او هیچ دانش لقمان | به نزد بخشش او هیچ بخشش جعفر

ایا امیر فلک رتبه که دست سخاوت | نه کرده فرق که جود سنگ را ز گهر

هر آنکه نرد مخالف به شخص تو بازید | فگند مهره بخشش زمانه در ششدر

سخائے تست سحابے که گوهرش مطار | جلال تست سپهرے کش آسمان اختر

بیک دو سطر قلم باج گیرے از خاقان | بیک دو حرف رقم تاج گیرے از قیصر

دلت بنور جهانگیر چون طلیعه صبح | دمت به فیض روان بخشش چون نسیم سحر

ز فرط نظم امور تو زین سپس شاید | که غیر چنگ نه نالد کسے دران کشور

به فیض و فضل و دیانت ز مردمی ممتاز | بدان مثابه که از اختران همیشه قمر

عجب نه گز اثر فیض عام تو زین پس | بجائے قطره به بارد ز ابر قطره گهر

فلک عدوے ترا خون دل نصیب کند | از ان زمان که بود در شیمه با در

خدایگانا اے آنکه سوده جبهه مهر | بر آستان جلال تو خسرو خاور

خدا گواست که عاشق ز شوق صبح و مسا | مدام مدح و ثنائے تو میکند از بر

همیشه تا که دمد در جهان بفصل بهار | بباغ سنبل و نسرین و لاله احمر

خلیل قدر تو بادا بسان گل خرم | عدوے جاه تو بادا چو لاله خون جگر

مدام تا به ابد مانی این چنین بجلال
بحق شاه ولایت امام جن و بشر

قصیده در تهنیت عید الضحی بجناب ممدوح بالا

کنون که موسم گل گشت وقت فصل بهار | چغانه باید و چنگ و رباب و بربط و تار

چو چشم یار رباید همی قرار از دل — نوای قمری و بانگ تذرو و صوت هزار

نسیم صبح چو از طرف بوستان آید — چو زلف یار ز مشکش پر است جیب و کنار

شمیم لاله و ریحان همی به مغز آید — ز باغ و راغ و در و دشت کوچه و بازار

ز عکس لاله و رنگ شفق فضای چمن — همه چو سینهٔ سینا است مطلع الانوار

پری رخان همه چون لعبتان چین و فرنگ — چو سرو ناز خرامان بساحت گلزار

یکی بجانب سنبل کند نگه از دور — یکی بجانب نرگس کند نظر ز کنار

که این چه زلف من از چیست این چنین پرخم — که این چو چشم من از چیست این چنین بیمار

یکی ز عکس رخ خویشتن چنین داند — که جای سبزه همه رسته هر طرف گلنار

یکی به سرو سهی افگند نظر از شوق — که این چو قد من است از چه داشتی رفتار

یکی بوجد همی آید از ترانهٔ کبک — یکی برقص همی آید از ترنم سار

یکی بساقی گوید که هی بده باده — یکی بمطرب گوید که هی بزن مزمار

غرضکه روز نشاط است و نوبت شادی — ز جای آنکه نشیند کسی حزین و فگار

بدیده آنکه بود عید و جامه باید گفت — بمدح سرور والا گهر جهان وقار

سپهر مجد و فتوت امین محمد آن — که آسمان بدر قدر راست خدمتگار

بنای عدل کجا در جهان شدی قایم — اگر نه ذات قویش بود در ازل معمار

نسیم خلقش اگر یک نفس وزد به چمن — بجای برگ همه نافه ریزد از اشجار

رسد بدامن جاهش پس از هزاران قرن — به خیزد انه به مثل از نهم سپهر غبار

زهی ز طوطی کلکش که جای شکر لفظ — همیشه گوهر و یاقوت ریزد از منقار

ایا کریم نهادی که جود دست ترا — چو موج بحر نیارد کسی نمود شمار

سپهر فضل و ذکا را دل تو مهر منیر — جهان فیض و عطا را کف تو ابر بهار

کند بجان عدو نوک کلکت آنکه نمود — بروز معرکه شمشیر حیدر کرار

همی دعاے تو گویند نطفه در ارحام
همی ثنائے تو خوانند طیر در اوکار

عقاب قدرِ ترا اوجِ لامکان منزل
سمندِ فکر ترا صحن آسمان مضمار (میدان)

ز نورِ راے تو گر پرتوے برد اعمی
به چشم مور زند نوکِ تیر در شبِ تار

ز حزم و عزم تو دارد اثر زمین و فلک
که این همیشه بود ثابت آن دگر سیار

بروز قهر تو آتش جهد همی از باغ
بگاه مهر تو ریحان دمد همی از نار

از چو خیمه ذات تو زد نمود آن را
کمال بند و هنر قبه و ذکا مسمار

ثناے را بدعا ختم می کند عاشق
چو بحر مدح ترا نیست (هیچ) در زمانه کنار

مدام تا که به عید الضحی همه گردند
ز طوفِ کعبه مقصود شادمان زوار

همیشه مقصدت از فضل حق شود حاصل
دل تو خرم و بختِ تو خوش عدوے تو خوار

تمت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم

بحر ہزج **موسوم به ترانهٔ عشق**

ستایش مر خداوند جهان خلّاقِ امکان را — که بخشید از کرم نطق و بیان هر فردِ انسان را

خداوندے که از مدح و زبان و خامهٔ انسان — ندیده وصف او هرگز کران و حدّ و پایان را

ندارم چون زبان نعتِ ختم المرسلین خواهم — فدائے نامِ پاک حضرتش سازم دل و جان را

ملایک فخرِ خود دانند او را آستان بوسی — بخاکِ درگهش باشد جبین کسریٰ و خاقان را

کند از نورِ روئے حضرتش هر ذرّه خورشیدے — چه نسبت با رخِ تابانِ او مهرِ درخشان را

یقین دانم که شوید شافعِ محشر ز لطفِ خود — کنم با صد تضرّع پیش چون این داغِ عصیان را

شود رضوانِ حق حاصل مقرّر از تولّایش — نه چون سازم پے خاکِ رهش جاروب مژگان را

تو می نازی به زهد و اتّقائے خود چرا زاهد — گنهگارم برائے عفو دارم فضلِ یزدان را

بحر ایضاً

چو **عاشق** عاشق و صلت از فرقت بجان آید
الٰهی کن مبدّل از وصال این دردِ هجران را

چه خواهم کرد اے زاهد من این تسبیحِ مرجان را — در اشکم کفایت مے نماید رشتهٔ جان را

ز بس از آتشِ هجران دل و جان را بود سوزش — ز تفِ آهِ هر دم سوزم این گردونِ گردان را

گهش در دل بود منزل گهش اندر جگر مسکن — نمے دانم چه الفت هست با این سینه پیکان را

هزاران گل درآن بشگفته از تیر نگیِ هجران — بداغِ سینهٔ من نیست نسبت باغ و بستان را

دل و جان فرشِ ره سازم بصد شوق و بصد شادی — هم از مژگان کنم جاروب خاکِ کوئے جانان را

حدیث حور و جنت را نخواهی زین سپس گفتن ‌ ‌ اگر بینی تو ای زاهد مر آن سرو خرامان را

دل مجروح عاشق را پریشانی بود بیحد
پریشان کرده تا آن ماه زلف عنبرافشان را

بحر هزج

بیا و بادهٔ رنگین بنوشان می پرستان را ‌ ‌ بهای جرعهٔ می می دهد عاشق دل و جان را

شگفتند هیچ گل تا بنگرد آن روی جانان را ‌ ‌ نه گرید شمع محفل تا نه بیند داغ سوزان را

که نسبت کی بود با شمع روشن داغ سوزان را ‌ ‌ که آن بر خویش سوزان وان بسوزاند دل و جان را

چه مرهم می نهی ای چاره گر بر زخمهای دل ‌ ‌ که خالی کرده است این دو چشم صد نمکدان را

توئی بر زهد خود نازان منم بر عجز خود شاکر ‌ ‌ که سوز چشم گریان از گریبان داغ عصیان را

اگر در زلف او گم شد تلاش او نمی سازم ‌ ‌ که جا دادم بجای دل من اکنون تیر جانان را

فروغ آن بود گاهی و لیکن این بود دایم ‌ ‌ چه نسبت با رخ تابان او مهر درخشان را

تو می خوردی ز دست غیر و خون کردی دل عاشق
شکستی بیوفا در یک نگه صد عهد و پیمان را

بحر هزج مقبوض مکفوف - مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

از سر گذرد شعله و سوز دل و جان را ‌ ‌ در سینه کنم ضبط اگر سوز نهان را

در ولوله آریم اگر عشق بتان را ‌ ‌ صد شعله فشانیم و بسوزیم جهان را

چون جای ادب بود ببزرگان تمنا ‌ ‌ در بتکده رفتیم و برفتیم مکان را

از دل هوس و ساغر و صهبا بدر آریم ‌ ‌ بینیم اگر یار دگر چشم بتان را

آب از دم شمشیر نبخشیدی و رفتی ‌ ‌ سیراب نکردی ز چه این تشنه دهان را

آن سان که چراغ سحری جان بسپارد ‌ ‌ در عشق تو اینگونه سپاریم روان را

وقت است که جان و دل و دین جمله سپارم ‌ ‌ آرید کنون بر سرم آن آفت جان را

بے بوئے گل و نغمۂ بلبل بشبِ ہجر — تسکین چہ دہد این دل بیتابِ توان را

غلط زچہ ہر لحظہ بخون چون دلِ عاشق — در کوئی تو گر نیست گذر بادِ خزان را

غلطیدن و بگریستن و آہ کشیدن — رسمے شدہ اندر شبِ غم تفتہ دلان را

المنۃ للہ کہ از سینۂ عاشق
دل برد و بجایش بہ نشاند سنان را

بحر بالا

از شعلۂ دل گر کہ بر آرم نفسے را — باقی نگذارم بجہان خار و خسے را

آن آفتِ جان نازکنان آمد بگذشت — دزدید چنان دل کہ خبر شد نہ کسے را

بلبل بہ غزلخوانی و قمری بہ ترنم — در موسمِ گل رنج و الم نیست کسے را

عشاق نباشند عبث تشنۂ آن لب — نسبت بہ شکر ہست ہمانا مگسے را

این مہرِ سلیمانی و آن دانہ از آن — با خالِ رخِ یار چہ نسبت عدسے را

وقت رقم از سوزشِ دل نامہ بسوزد — پس رازِ نہان چون برسانیم کسے را

صیدِ دلم از جورِ تو صیاد بنالد — ہشدار کہ این نالہ بسوزد قفسے را

عشق تو چنان در دل عاشق اثرے کرد
کز یادِ تو خالی نہ گذارد نفسے را

بحر ایضا

در خانۂ دل من نہ دہم بار کسے را — مہمان نداریم بجز یار کسے را

گر قتل کند فتنۂ رفتار کسے را — گہ زندہ کند شوخیِ گفتار کسے را

چون مستِ الستُ اند بہ خمخانۂ وحدت — از ساغرِ مے نیست سروکار کسے را

منصور سبک بود کہ بکشاد زبان را — آن راز نہ من میکنم اظہار کسے را

در آرزوئے وصلِ تو بیخود ہمہ عالم — در عشق ندیدیم نہ ہشیار کسے را

نے خواب و نہ تسکین و نہ راحت نہ قرارم
هرگز نه شود همچو من آزارِ کسے را

بیند اگر آن مه گذرد از دل دین خود
طعنه چه دهد زاهد دین دارِ کسے را

از ضعف چنانم چو نشینم پسِ دیوار
معلوم شوم سایهٔ دیوارِ کسے را

از قبر برون آیم و صد ناله نمایم
همراه خود آرد چو ز اغیار کسے را

این نرگس جادوے تو با تیر قضا هست
گه کشته کند گاه دل افگار کسے را

صد بار تصور بنمودیم و نه شد حیف
در بزم بتان نیست چرا بار کسے را

چون نیست وجودے نه خیالش بگذشتیم
معلوم چه گردد دهنِ یارِ کسے را

مصروف بعشرت کسے و کس به غم و درد
از حال کسے نیست سر و کار کسے را

چون طائرِ بسمل بزمین غلطد و نالد
ایما چو کند ز ابروے خمدار کسے را

ز آئینهٔ دل عکس مه روے تو بینم
هر روز نمائی تو چو دیدارِ کسے را

دارد دو زبان کلک چو شمشیر دو پیکر
باشد نه چنین نیزه خونخوار کسے را

عاشق به فروشی تو متاع هنر خویش
در دهر نه بینی چو خریدار کسے را

بحر رمل مسدس

دیده دل تا آن مهِ گلفام را
داده از کف طاقت و آرام را

اے دل از من هم و عائے میسران
بینی از آن سروِ سیم اندام را

از رخ چون ماه و زلفِ عنبرین
گه نماید صبح و گاهے شام را

چون صبا هم نیست محرم نزدِ دوست
تا که گویم آخر این پیغام را

کے دل اندر زلفِ او گشتے اسیر
دیدے از آغاز اگر انجام را

از پے قتلم ز ابرو و مژه
گه کشد تیر و گہے صمصام را

دین و دل دادہ ست اندر عشق تو
کے نه پرسی عاشق گمنام را

از پی صید دلم از چین زلف — گسترانیدی ز هر سو دام را

بادہ گر عاشق نداری روز ہجر
کن ز خونِ دل لبالب جام را

بحر رمل مقبوض مکفوف فعلاتن معلاتن فعلاتن فعلات

خاک گشتیم و نه شد کوی بتی منزلِ ما — ماند افسوس بسی در دِ ہوس در دلِ ما
گرچہ از ہجر رخت دادنِ جان مشکل بود — کرد آسان نگہِ ناز تو این مشکلِ ما
کشتۂ تیر نگاہیم عجب نیست اگر — عوض سبزہ دمد تیر و سنان از گلِ ما
بحرِ غم را نبود ہیچ کرانی یا رب — کہ بمردیم و عیان می نبود ساحلِ ما
آہ زان دم کہ چو بشنید صدای مجنون — گفت لیلی کہ ببندید کنون محملِ ما
خیزد آواز اناالحق ہمہ از نالۂ چنگ — ساحتِ سینۂ منصور بود محفلِ ما

ساغر عشق بتان گیر تو عاشق شب و روز
کہ جز از عشق نباشد بجہان حاصلِ ما

ادای ابروی خمدار ای دل دیدہ گویا — کہ مثلِ مرغِ بسمل در برم تفتیدہ گویا
تو ہم ای شوخ رنگ شام ہجران دیدہ گویا — ز رنگ چہرہ ات پیدا بود ترسیدہ گویا
خوشا طالع زہی قسمت زبان بخشیدہ گویا — ہزاران صنعتِ نادر دران پوشیدہ گویا
سخن گفتی گہر سفتی ز لعلِ لب درافشاندی — ہزاران نکتہ سنجیدنی سنجیدہ گویا
چکد از ہر رگِ چشم سیہ خون نابۂ مستی — شراب ناب از دست کسی نوشیدہ گویا
ز گردش ہای چشم بیوفایت صاف بنماید — کہ صدہا دیدہ نادیدنی ہا دیدہ گویا
بفرقت ہم وصال تو دوری نہ گیرد — مثالِ کاغذِ حسلی بهن پیچیدہ گویا
شمردم کز ہمین رو مدعایم ناگوار آمد — اسیرِ دامِ عشق مدعی گر دیدہ گویا
خیالِ چین گیسویت مرا در پیچ و خم دارد — بسان عشق پیچان با دلم پیچیدہ گویا

زمین زیر قدم چرخ فلک بالای سر کردی ... زگردش ہای نیرنگی مرا سائیدهٔ گویا
فغانم در شب فرقت ازان سوئے فلک رفتی ... تحیر میکنی زین سان صدا نشنیدهٔ گویا
نہ چون بر خویش نازم تیر نازت بر دلم جا کرد ... بقتل از صف عشاق ما را چیدهٔ گویا
دلم را چون مگس از عنکبوت چشم میگیری ... مرا در تار تار صد بلا پیچیدهٔ گویا
فرستادی عدو را بہر پرسش ہی بیالینم ... چنان پرسیدهٔ ما را کہ نا پرسیدهٔ گویا
اگر فہم رسا داری بہ بین طبع روانم را ... چنین نازک سخن شاعر بگیتی دیدهٔ گویا

دلت یاد بتان دارد لبت کام از فغان دارد
چنین خوابیدهٔ **عاشق** کہ نا خوابیدهٔ گویا

تو ذکر غیر بنمودی نمک پاشیدهٔ گویا ... مثال خندهٔ زخم دلم خندیدهٔ گویا
مرا کشتی جزاک اللہ قاتل سرخرو کردی ... ز آب تیغ ابرو آبرو بخشیدهٔ گویا
دلا زان خوش کنی چون ہا و ہوئے کج ترا بی را ... تپیدن ہائے مرغ نیم بسمل دیدهٔ گویا
بقربان سرت گردم دلم از یک نظر بردی ... متاع زندگانی از برم دزدیدهٔ گویا
ندارد انتہائے قعر یا بم قرار آنجا ... خراش دل قرارم را چنان کندیدهٔ گویا
مگر تو بیگناہی را گناہے بشمری قاتل ... بدین سان میکشی ما را گناہے دیدهٔ گویا

قطعہ

تو غفاری و ستاری سیاست بیکران باشد ... گنہ بخشیدهٔ ما را خطا پوشیدهٔ گویا
ندامم از داغ عصیان تیرہ اکنون آفتابستم ... ز آب بے نیازی داغ دل شوئیدهٔ گویا
ہمہ جا ہاست جائے تو وجائی رست بیجائی ... ترا در دل بود جا و نہان از دیدهٔ گویا
خیال توسن طبعم ازان سوئے فلک تازد ... نوا ہائے کہ میدارم تو ہم نشنیدهٔ گویا

ہجوم درد و غم داری و غمخواری نمے بینی
بسان خار و خس **عاشق** تو ہم بالیدهٔ گویا

ردیف باے موحدہ

بحر رمل سالم — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

تا بگیسو بر رخ گلگون فگند آن مہ نقاب
در شب دیجور گویا کرد پنہان آفتاب

دل بر اسباب جہان بندد کجا اہل خرد
کین فضائے عالم امکان بود یکسر سراب

از رخ رنگین او دارم دلے لبریز خون
در قدِ دلجوئے او باشد مرا چشمے پر آب

اینچنین کو خون عاشق ریزد اندر ہر نفس
مے ندارد ہیچ پروا گوئی اندر روز حساب

تشنۂ دیدارم و مست الستم از ازل
آب کے باید مرا ساقی بدہ جامِ شراب

گر دل بیتاب من در وے نمے گردد مکان
زلف مشکین ترا ہرگز نبودے پیچ و تاب

مے ندارد بخیر وصل دوست اصلا آرزو
گر دعاے عاشق دلخستہ گردد مستجاب

بحر ایضا

از رخ تابان خود بردارد آن مہ گر نقاب
محشرے گردد عیان شرمندہ گردد آفتاب

اے دل اے دل زینت دنیائے دون ہیچ است ہیچ
وین حیاتِ مستعار ما بود نقشے بر آب

ناصحا در ہجر آن مہرو چہ مے پرسی ز من
آہ بر لب دست بر سر دارم و حالِ خراب

این بود خونِ جگر کو را ہمی دانی شفق
وین بود دودِ دل سوزان کش ہمی خوانی سحاب

عاشق رنجور را جان بر لب آمد در فراق
اے اجل لطفے کن و برہان مرا از این عذاب

بحر رمل مقبوض مکفوف

اے دلِ خستہ شفا از لبِ جانان مطلب
غیر جان دادن از آن ناوک مژگان مطلب

قطرۂ اشک مرا ساز تو آویزۂ گوش
اے بتِ ماہ جبین لعل بدخشان مطلب

اے دل از روز ازل بودہ مرا این رسم
غیر کین پروری از گنبد گردان مطلب

این نہ دزدیست کہ چیزے برد و باز دہد ‌‌‌ ‌ ‌ دل سودا زدۂ آن کاکل پیچان مطلب

سینہ ام گشتہ چو از داغ تو رشکِ گلزار ‌ ‌ ‌ باغ و گلشن دگر اے سرو خرامان مطلب

ہر نفس سینۂ مجروح شگافد از ہم ‌ ‌ ‌ بخیۂ زخم دل از سوزنِ مژگان مطلب

چون بجز وصل دوائے نبود ہجران را
چارۂ عشق تو عاشق ز طبیبان مطلب

ردیف تا

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

مژگانِ درازِ تو نہ بس نشترِ جان است ‌ ‌ ‌ کین چشم پر از خوابِ تو غارتگرِ جان است

کے دیدہ توانم ز جمال تو فرو بست ‌ ‌ ‌ کان عارض چون ماہ توام منظرِ جان است

جان بستۂ جانان بود و من پئے جان ‌ ‌ ‌ دل را چہ توان گفت کہ فرمانبرِ جان است

از دوست جدائی نتوان جست بہر حال ‌ ‌ ‌ دل را چہ توان گفت کہ فرمان برِ جان است

از بہرِ نثارِ تو خرد تابعِ دین است ‌ ‌ ‌ وز بہرِ سرِ کوئے تو دل رہبرِ جان است

با لعل لبش جان چہ زند دم ز مساوات ‌ ‌ ‌ کان جوہرِ تن باشد و این جوہرِ جان است

عاشق بسرِ زلفِ تو دل داد و لیکن
با خود نگہش دار کہ این جوہرِ جان است

بحر ایضا

در ہجر تو خونابہ ام از چشم روان است ‌ ‌ ‌ وز ہجر تو ہر دم بلبم آہ و فغان است

چون شمع مئ و بادہ نہ خالیست ز حکمت ‌ ‌ ‌ مے دہ کہ دران فائدۂ ہر دو جہان است

تن سوزد و جان سوزد و افلاک و زمین را ‌ ‌ ‌ دل از تبِ ہجرِ تو چنان شعلہ فشان است

بس دل کہ بشد آنطرف و باز نہ آمد ‌ ‌ ‌ اے دل تو بہش باش کہ آن کوئے بتان است

غافل نشود شیفتۂ دہرِ دنی زاد ‌ ‌ ‌ کین رہزن [illegible] صد پیر و جوان است

تا ناوکِ مژگان بدلم سخت رساند
ابروئے تو خم گشته ازان همچو کمانست

عاشق نه فقط در غم تو سوخته جان گشت
گل داغ به دل دارد و بلبل به فغانست

بحر مجتث

چو دوش از برم آن ماه بے نقاب گزشت
ز چشم هائے ترم دجله دجله آب گزشت

ز جام بادهٔ گلگون علاجِ پیری کن
که کنون که وقت هوسناکی و شباب گزشت

بیا بیا که هنوزم کبابِ دل باقیست
اگرچه دورهٔ جام و گهِ شراب گزشت

هر آنکه گشت ز سر این جهان آگاه
بسان سیل عیان گشت چون حباب گزشت

بجاست ولوله کان شوخ بے حجاب آمد
بپاست حشر که آن ماه بے نقاب گزشت

نشاط و رنج جهان را ندان ثبات اے دل
که موسمِ طرب و دورِ انقلاب گزشت

گزشت از سر جان عاشق از رهِ غیرت
به بزم غیر چو آن شوخ بے حجاب گزشت

بحر ایضا

ردیف ثاء

مرا بدیدن گلزار یار شد باعث
نه عندلیب و نه فصلِ بهار شد باعث

نه مهر و ماه عبث روز و شب شوند نهان
که تابِ عارض پر نور یار شد باعث

بلا سبب نه شد اندر زمانه این طوفان
که گریه هائے دلِ اشکبار شد باعث

ز کوئے دوست نه من خود بخود برون گشتم
چه گویمت که غم و اضطرار شد باعث

ازان بهمرهٔ باد صبا بدیدم یار
که ضعف پیری و جسم نزار شد باعث

ز شوق روئے تو اندر لحد طپد عاشق
که این نه سختی قبر و فشار شد باعث

ردیف جیم

بحر رمل مقبوض مکفوف۔

طرز ناز و رم آن شوخ ادا را چه علاج
وان خم و چین سر زلف دوتا را چه علاج

گیرم از دست اجل جان بسلامت ببرم
ناوک غمزهٔ آن ماه لقا را چه علاج

گرچه از چشم رقیبان به نهفتم او را
لیکن این رهبری باد صبا را چه علاج

خود نشینم اگر از هجر تو خاموش ولے
این دل خسته و این آه و بکا را چه علاج

وصل او خواستم از حق شب هجران آمد
کجی طالع و تاثیر دعا را چه علاج

دل برد از نگه و عقل با یما بردی
این ستمگاری و این جور و جفا را چه علاج

گر به دزدیده نگه دین و دل و صبر نه برد
عاشقا این روش طرز حیا را چه علاج

دل ز کف بردن و آن طرز غضب را چه علاج
جان بلب بودن و این پاس ادب را چه علاج

زند از تیر مژه صید نگه را هر دم
این ستم پروری و رسم عجب را چه علاج

روز اگر در پس دیوار تو خورسند افتم
آه پی در پی و این ناله شب را چه علاج

گیرم از غمزهٔ او جان حزین سالم گشت
این دل غمزدهٔ ناز طلب را چه علاج

زلف مشکینش اگر صبر و قرارم نربود
آن خم ابرو و آن لعل و لب را چه علاج

در قفایش روے امروز دو صد شوق ولے
آن رم و آن نگه رو به عقب را چه علاج

عاشقا فصل بهارست و گل عهد شباب
ساقی ماه وش و بنت عنب (شراب انگوری) را چه علاج

ردیف جیم فارسی

بحر هزج - مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

ای بلبل نالان مکن این آه و فغان را هیچ
چاره نبود در غم هجران بتان ای هیچ

بے مطرب و گلزار و مے و بر لب معشوق — حاصل نشود فائده کون و مکان هیچ
چون عالم امکان همه فانیست سراسر — پس آمدن فصل بهاران و خزان هیچ
عمریست که جان بیدهم و خواب آمد — در چشم من از هجر تو اے سرو روان هیچ
میکرد همی جلوه ز هر سو رخ دلدار — زان پیش که زین چرخ نمے بود نشان هیچ
چون محو به عشق تو شدم هیچ خطر نیست — باشد نه مرا فکر ز آسیب جهان هیچ
کردیم نثار سر کویت دل و جان را — دیدیم چو آسودگی باغ جنان هیچ
جز بے اثری در غم هجر تو نه دیدم — زین ناله و زین دیده خونابه فشان هیچ

عاشق نه بود در رسم وفا در گل خوبان
دم مے نزن از عشق تو با لاله رخان هیچ

ردیف الحاء

بحر رمل مقبوض مکفوف

خوش بود باده در اطراف گلستان دم صبح — خاصه با دلبر رعنا و غزلخوان دم صبح
ترسم از خواب شود دیده نرگس بیدار — بلبل خسته مکن ناله و افغان دم صبح
رفت سوے چمن آن رشک گل تر امروز — کرده گل پاره از آن جیب و گریبان دم صبح
اے صبا دل که شود زار و پریشان چو نگار — چون پریشان کنی آن کاکل پیچان دم صبح
چه عجب گر بتن خسته من جان آید — گر صبا بوے تو آرد بمن این سان دم صبح
شمع سان جان دهم از هجر تو اے یار آخر — با دل سوخته و دیده گریان دم صبح
مے ندارند بجز ناله و افغان کارے — عاشق روے تو و مرغ سحرخوان دم صبح
ناید از شرم برون تا بدم صبح آید — مهر بیند اگر آن روے درخشان دم صبح
لذت عمر بود صحبت گل و رفتن — با دف و چنگ چنان جانب بستان دم صبح
لاله بنهاد ز رشک رخ او داغ بدل — شد چو سوے چمن آن نو گل خندان دم صبح

بلبل زار بطرز تو شود شیدا ای
عاشقا سوئے چمن تو غزلخوان دم صبح

ردیف الخاء

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

از عکس لالہ مے نہ نماید بہار سرخ
گر عکس روئے تست کہ شد لالہ زار سرخ

بارم ز ہجر روئے تو ہر لحظہ اشک خون
زان رو مر است دیدۂ گوہر نثار سرخ

نبود عجب کہ از اثر شوق روئے تو
خیزد ز خاکم از پس مُردن غبار سرخ

از دود آہ من شدہ چرخ برین کبود
وز داغ سینہ ام شدہ سنگ مزار سرخ

نگرفتہ رنگ پنجۂ رنگینش از حنا
کز خون عاشقان شدہ دست نگار سرخ

رنگے نداشت خون تو عاشق بنزد یار
زان رو نگشت دامن آن شہسوار سرخ

ردیف الدال

بحر ہزج مسدس محذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولن

فلک گردیست از کوئے محمدؐ
قمر عکسیست از روئے محمدؐ

جہان را پُر کند از نافۂ چین
شمیم چین گیسوئے محمدؐ

بہشت از بہر آن باشد کہ سجدہ
کند در طاق ابروئے محمدؐ

بود شرمندہ اندر خلد طوبےٰ
ز سرو قد دلجوئے محمدؐ

نسیم آرد حیات جاودانی
گر آید از سر کوئے محمدؐ

بود تا حشر باز از شوق دیدہ
اگر بیند دمے سوئے محمدؐ

ز اعجازش بشد شق سوز روشن
قمر چون دید نیروئے محمدؐ

ازان بوید گل را از سر شوق
کہ دارد بوئے از خوئے محمدؐ

چنان محوم زشوق نام پاکش — که هر سو آیدم بوئے محمد

هزاران موج دریا زد ولیکن — نیامد تا به زانوئے محمد

ازان نازد بخود عنبر که بوئے — شنید از خلق نیکوئے محمد

بود در نزد او فردوس دوزخ — هر آن کو دیده مشکوئے محمد

فلک زان رو مدوّر شکل باشد — که تا روزے شود گوئے محمد

امید من بود آخر که روزے — شوم خاک سر کوئے محمد

ازانش بر ملک فخر است هردم
که شد **عاشق** ثناگوئے محمد

بحر رمل مقبوض مکفوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

ازازل درد و غم و آه و فغانم دادند — سینهٔ پرسوز و زبان شعله فشانم دادند

دل و دین و خرد و تاب و توان و طاقت — بگرفتند و فقط بهر بتانم دادند

سوئے مسجد زچه رو باز روم اے زاهد — چون ره میکده امروز نشانم دادند

هر زمان پیش نظر هست مرا صورت یار — ازازل چونکه دل آئینه سانم دادند

حیف صد تیغ شکستند و سبکدوش نشد — این نه سر بود که بل بار گرانم دادند

اشک خونین و تف آه و دم سرد مدام — در شب هجر تو اے سرو روانم دادند

هرچه دادند همان روز ازل بود نصیب — چند گوئی که چنین بود و چنانم دادند

کشتهٔ ناوک مژگان شدن و دم نزدن — هرچه میخواست دل خسته همانم دادند

گرچه از غمزه بکشتند بتانم لیکن — از لب لعل شکر ریز روانم دادند

تا کنم مدح و ثنائے شه لولاک بیان — زان سبب خاصیت نطق و بیانم دادند

روم از هند بسر جانب یثرب **عاشق**
گر قضا و قدر از موت امانم دادند

بحر رمل مثمن مخبون محذوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

صبح دم از سر کوئے تو صبا می آید | دلربایانه بصد ناز و ادا مے آید
از تو اے شوخ نه رحم و نه وفا می آید | کشتن و سوختن و جور و جفا مے آید
ناوک غمزهٔ دلدار دلا باز رسید | باخبر باش که این تیر قضا مے آید
بوئے خون مے شنوم باز زباد آه مگر | از سر کوئے تو اے ماه لقا مے آید
بسکه بر خویش تپد هر نفس اندر دم نزع | بهر بیمار تو از مرگ دوا مے آید
تشنه لب بر در میخانه توان چند نشست | مژده اے دل که کنون ساقی ما مے آید

می نداری خبر اے شوخ که اندر شب هجر
بر سر عاشق دل خسته چها مے آید

بحر هزج مثمن سالم - مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ز چهرش پرتوی بر چرخ رفت و مهر رخشان شد | ز قدش در چمن عکسے فتاد و سرو بستان شد
عرق افشاند روئے یار و یکسر دُر غلطان شد | چکید از چشم من خونین سرشکے جمله مرجان شد
نخواهد جامهٔ جان ماند بر تن بعد ازین باقی | که بازم دست وحشت مائل چاک گریبان شد
ببالینم بگاه نزع چون آن مه جبین آمد | ز شوق مقدمش جان در تن من پای کوبان شد
الا ای همنشین من حال دل چه مے پرسی | که از تاب شرار حسن روئے یار بریان شد
سوئے صحرا وے بخرام یارا سرو سان کایدون | ز عکس باغ و اشک خون من رشک گلستان شد
الا اے ماه سیمین تن چه شد جام مے و ساقی | که ایام زمستان رفت و هنگام بهاران شد
بجز جان حزین باقی چه باشد تا فدا سازم | که بس یک دل مرا در سینه بُد و آن نذر پیکان شد
شب هجران چو یاد عکس روئے او بدل آمد | شب تاریک از یاد رخش روز فروزان شد
کمال و جوهر و رحم و مروت شرط انسان است | نه انسان باشد آن کو نام او در لفظ انسان شد

بمحفل شمع گریه هر نفس در عشق روئے تو
نه تنها عاشق شوریده در عشق تو گریان شد

بحر رمل مقبوض محذوف

ماه من لعل لبش قند مکرر شکند — زلف پرپیچ و خمش قیمت عنبر شکند

به چمن گرچه از پاے قد سرو سهی — رونق نسترن و لاله احمر شکند

تیر مژگان به کمان خانه ابرو چو نهد — مرغ دل در بر من از شوق همی پر شکند

خوب رویان همه انگشت تحیر خایند — روزے ار عشوه کنان طرف کله بر شکند

کند ار جلوه دمے آن رخ همچون قمرش — پرتو شعشعه مهر منور شکند

یارب این تشنه خون کیست که از تیر جفا — هر نفس خاطر درویش و توانگر شکند

دامن وصل بتان چون بکف آید عاشق
صعوه گے پنجه عقابے مظفر شکند

بحر هزج مثمن سالم

نگارا مشب بزم من آن بت طناز مے آید — که مرغ روح من اندر تنم در پرواز مے آید

نمی دانم کدامی مانده باقی از دل و دینم — که بهر بردن نقش آن سرو قامت باز می آید

ز لبهاے سحر نالیدم و یادم نبید مردن هم — هنوز از هر بن مویم دو صد آواز مے آید

ز صوت قمری و بلبل که گوئی از چمن هر دم — ز لطف بربط و تنبور و چنگ و ساز مے آید

نمیدانم دهد صد جان چه سان از یک شکر خند — که این شوخی نه از سحر و نه از اعجاز مے آید

یقین دانم که خواهند اهل محشر داد جان از تو — گر آن مهرو بمحشر هم بدین انداز مے آید

ایضا بحر هزج مثمن سالم

سر من زلف پرخم را پریشان هر زمان دارد — نمی دانم و گردد سر چه بهر عاشقان دارد

کشیده خنجر مژگان بیدادان ترک مشکین مو — مرا زان خنجر مژگان همی در خون تپان دارد

شہ پرس از من که قتل عاشق مسکین کرد چرا ‏ / به پرس از آن سه گلرو که تیغ خونچکان دارد

نمیدانم خبر زاہد ندارد از نگار من ‏ / که بر لب ذکر حور و قصۀ باغ جنان دارد

دل غمدیده از عشق رخ چون ارغوانی ‏ / ہمیشه ز اشک خون دامن برنگ ارغوان دارد

چه تیر غمزه اش سازد مرا نفی ابد ہرگز ‏ / چه سود از آن لب لعلش حیات جاودان دارد

مزن این سان سر گیسوئے مشکین ابتا شاہ
که دران این دل مجروح عاشق آشیان دارد

بحر رمل مقبوض مکفوف

جلوه روئے نگار آن بدل شیدا کرد ‏ / که بموسیٰ اثر جلوه گه سینا کرد

چند روز یست که از دل خبرے نیست مرا ‏ / گوئیا رفت و بزلف صنمی ماوے کرد

شد پریشان و دل غمزده را مجنون ساخت ‏ / فتنۀ تازه سر گیسوے او برپا کرد

خواستم عشق تو در سینه نهان دارم لیک ‏ / چشم گریان و رخ زرد مرا رسوا کرد

قطرۀ دُر ازل از چشم دل عاشق ریخت
آسمان آمد و نامش بجهان دریا کرد

بحر خفیف فاعلاتن مفاعلن فعلات

بله ساقی بهار مے آید ‏ / موسم لاله زار مے آید

از صبا بوئے یار مے آید ‏ / دل و جان را قرار مے آید

دل و دین را ربود از پئے جان ‏ / دگر آن گلعذار مے آید

مے تپد دل بسینه ام ہر دم ‏ / مگر آن شهسوار مے آید

ساقیا ده تو جام پے در پے ‏ / که بدین سان خمار مے آید

بایست لاله رو به صحن چمن ‏ / جام مے خوشگوار مے آید

دل به ہجر تو سوخت در شب غم ‏ / بویش از جسم زار مے آید

مژده ای دل که بعدِ مردن یار
یک دمم بر مزار می آید

در شب ہجر آن نگار اجل
بر سرم بار بار می آید

گر نہ سازم فدای مقدمِ او
دل و دین پس چہ کار می آید

بہر سجدہ درِ دوست
عاشق دل فگار می آید

بحر رمل مقبوض مکفوف

ای خوش آندم کہ جز اتیار مرا یار نبود
پردۂ چشم میان من و دلدار نہ بود

ہرچہ در صفحۂ دل دیدہ تماشا می کرد
ہیچ نقشی بجز از نقش رخِ یار نبود

نرگس پرفتنش این ہمہ نیرنگ نداشت
تیغ ابروی کجش این ہمہ خونخوار نبود

کشتۂ ترک نگاہش بند این سان ہر کس
وین چنین رہزنِ دل آن بتِ عیار نبود

کعبہ و بتکدہ و صومعہ گر بود ولی
در میان سجدہ و سجادہ و زنار نبود

بلبل عشق ز گلزار رخش داشت فغان
لیکن اندر قفسِ حسن گرفتار نبود

تا کہ عاشق نشد از تیرِ غمش غرقہ بخون
با لله از فرقت آن شوخ خبردار نبود

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

گر عاشقان وصالِ ترا آرزو کنند
اول بہ کنج خانۂ دل جستجو کنند

گردد ملوث از گلِ عصیان چو زاہد
گر جامۂ گناہ مرا شستشو کنند

ہر دم خدنگِ ناز تو از ہم شگافدش
صد بار اگرچہ چاک دلم را رفو کنند

از عکس جام وادی ایمن شود عیان
گر خنبہ یاد روی تو اندر سبو کنند

در طاق ابروی تو چو عشاق و نہند
لازم بود ز خونِ دل اول وضو کنند

واعظ دہد چہ خوف شدید العقاب را
رندان بیان آید لا تقنطوا کنند

عاشق ز رشک خون به تنم جوش تا زند
چون زاهدان ز حور مشان گفتگو کنند

ردیف ذال

بحر مجتث

رموز عشق بجانم بود چنان نافذ — که تیر ناز تو در جسم ناتوان نافذ
بغیر احمد مرسل که باشد اندر دهر — که حکم او بود اندر تن و روان نافذ
کند نفوذ چنان تیر آهم اندر چرخ — که نوک خار نگردد در ارغوان نافذ
بود فراق تو گویی یکی بلای عظیم — که گشته در شب هجران ز آسمان نافذ
چنانکه تیر قضا نافذ است آن سان هست — بسینه ناوک مژگان دلبران نافذ
چگونه عشق سرایت نمودی اندر دل — اگر نه حسن توی بود در جهان نافذ
نه جان و صبر نه دین و دل بغارت برد — که گشت عشق تو در مغز استخوان نافذ
اگرچه چرخ برین را بسوخت از تف سوز — نگشت ناله ام اندر دل بتان نافذ

ز عشق روی تو عاشق نداده دل اکنون
که بود مهر تواش از ازل بجان نافذ

ردیف رای مهمله

بحر مجتث

ز هجر روی تو در خود چپیده ام بنگر — بکوه و دشت و بیابان دویده ام بنگر
اگر بحال دل خسته ام نمی نگری — ز چشم قطره خونین چکیده ام بنگر
ز حسرت لب شیرین آن سهی قامت — لب خیال بدندان گزیده ام بنگر
بسان رنگ رخ عاشقان بگاه بگاه — ببال شوق بسویش پریده ام بنگر
بجز سر بقدومش نهاده ام تو ببین — بغمزه دامنش از کف کشیده ام بنگر
ز یک نگاه تلطف مکن دریغ ای شوخ — باین تضرع و زاری رسیده ام بنگر

مگو کہ عشق بتان چون کند اثر عاشق
کمان صفت بہوائی خمید نم بنگر

بحر رجز مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

چین بر جبین پر عرق آن عارض پاکش نگر | وان نرگس مستش ببین ابروے سفاکش نگر
ناصح چه می پرسی زمن احوال آن شیرین سخن | هر لحظه صید غرق خون بسته بفتراکش نگر
شد محو رویت همچو من گل از دل و جان در چمن | آن چشم پر خونش ببین وان دامن چاکش نگر
سوز درون عشق را از دل چه پرسی ناصحا | هر لحظه از درد جگر آه شرر ناکش نگر
دل بردن و جان سوختن از طرز رفتارش ببین | صبر و خرد بردن ز کف از چشم بیباکش نگر
عاشق چه گوید کز غمت چون است حالش روز و شب | افغان و فریادش ببین چشمان نمناکش نگر

رسم وفا از کف نداد عاشق پس از مردن هنوز
هر صبح با باد صبا در کوے خود خاکش نگر

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

طرز نگاه و رسم وفا را چه اعتبار | آئین مهر و ترک جفا را چه اعتبار
صبر و قرار نفس اگر برد برد لیک | دل را نگاه دار بلا را چه اعتبار
اے دل حدیث عشق میار از زبان بلب | با هوش باش باد صبا را چه اعتبار
گاهے شود شکسته و گاهے شود درست | قول نگار و توبه ما را چه اعتبار

عاشق خیال وصل نگار از چه رو کنم
در بزم شاه شخص گدا را چه اعتبار

بحر رمل سالم

چون نباشد آن پری پیکر بهر اغیار یار | کین دل مسکین نمے یابد دران دربار بار
از سر زلف گره گیرش رها کن دلبرا | دارم آخر یک نفس با این دل افگار کار

گر نباشد ذوق عشق مهر رخانش آرزو
نزد من والله باشد این دلِ غمخوار خوار

هان بود وقت انا الحق ای دلِ غمگین ازانکه
عشق برپا کرده اندر کوچهٔ دلدار دار

در غمِ عشق بتان ازبسکه دارم سوزِ دل
جائے خون آید برون از هر رگِ زنّار نار

هر سحر از فرطِ شوقِ عارضِ آن گلعذار
همچو بلبل ناله اندر دامنِ گلزار زار

روز عاشق در فراق روے آن مهر و بود
چون شب از جور و جفائے چرخ کج رفتار تار

بحر مجتث

فروغ روئے چو ماهِ تو رشکِ جلوهٔ طور
غم فراق تو در سینه روکشِ ناسور

بغیر قلقل مینا ز خاک کے خیزم
بگوش من اگر آید صدائے نفخهٔ صور

ز فرقت تو زمے آنقدر تنفّر گشت
بهر زخم دل نه مرا ماند خواهشِ انگور

ز نوک ناوک مژگان آن پری پیکر
تمام ساحت دل شد چو خانهٔ زنبور

زبسکه صوت انا الحق همے ازان خیزد
فضائے محفلِ ما گشته سینهٔ منصور

گمان وصل تو دارد مرا بدل نزدیک
خیال هجر تو دارد مرا ز خود مهجور

بیا و از غم جان کندنم رهائی ده
اگرچه قتل من خسته ات بود منظور

فزوده درد و غم آن دو سنبل مشکین
زبوده دل ز کفم آن دو نرگسِ مخمور

چنین که کینهٔ اهلِ هنر بدل دارد
ز جور چرخ چه سان می توان شدن مسرور

چو عندلیب ننالد چگونه این دلِ زار
که گشت از رخ آن گلعذار آخر دور

ز فرط طاعتِ حق جان دهم اگر دانم
که در بهشت برین چون توئی دهندم حور

بغیر آنکه خود از خویش مے شوم غائب
همیشه جلوهٔ دلدار باشدم بحضور

زبسکه در دل عاشق بشد هجوم الم
محال نیست که گاهے کند سرود عبور

ردیف الزاء بحرِ مضارع

دل را ربود و مانده اندر نظر ہنوز
وین طرفه تر که نیست مرا ہم خبر ہنوز

گرچه نکرد یک نگه آن گلعذار بیش
تیر نگاه او خلد اندر جگر ہنوز

یک جلوه کرد روئے تو اندر ازل بناز
وان طرز جلوه مے بردم دربدر ہنوز

تیر فراق باز زہم پاره سازدش
ناکرده بخیه زخم دلم بخیه گر ہنوز

آید صدائے نفخهٔ صور از شبِ فراق
در ہجر آن نگار نگشته سحر ہنوز

اے چاره گر به مرہم زنگار سود نیست
فصّاد عشق مے زندش نیشتر ہنوز

بگذشت آه من اگر از آسمان ولے
نا آشناست یک دعا از اثر ہنوز

یا رب چه شعله بود بجانم که بعدِ مرگ
ریزد ز دامن کفن من شرر ہنوز

عاشق اگرچه خاک شد اندر غمش ولے
خاکش فتاده بر سر آن کوئے در ہنوز

بحرِ مجتث

کند بخاک شہیدان گذر چو از رہِ ناز
ہزار مرده کند زنده از سر اعجاز

ز رشک عشق نخواہد دلم که تا یک دم
کنم نسیم سحر را به خویشتن ہمراز

اگر به کلبهٔ من پا گذارد آن مہرو
ز شوق جان و دل و دین وہم به پا انداز

صفیرِ بلبلِ نالان ز گلستان برخاست
ز شوق خون من آمد بجوش در تن باز

کنون که عہد شباب است و فصل فروردین
چغانه باید و چنگ و شراب و بربط و ساز

عجب بود که دل و جان و دین شود سالم
اگر بسوئے من آئی تو با چنین انداز

چو صبر و دین و خرد رفت جمله از کفِ من
به ہجر جز دل نالان که باشدم دمساز

بیا بیا که به ہجر تو عنقریب بود
که مرغ جان کند از قالب بدن پرواز

رموزِ عشق بہر ناسزا مگو **عاشق**

که نیست هر کسی اندر زمانه قابل راز

ردیف سین

بحر هزج اخرب مفاعلن مفاعیلن مفاعلن مفاعیلن

عاشق ز رخ یارم لذت غم از من پرس
گشتند غم هجرم مشهور بماتم از من پرس

خال سیه گندم گون برده از کف من دل
چون فریب شیطان خورد حال آدمم از من پرس

سینه زخم و دل افگار در فراق آن دلدار
رستم ناله از من خواه درد مرهم از من پرس

این بود مرا شیوه وان بود مرا آئین
اشک خون چسان ریزد چشم پرنم از من پرس

ز هجر دلدارم شد بجان و دل کار سی
تا ان بود که مردن لذت سم از من پرس

من که محو ذاتستم جمله را یکی دانم
رمز عشق از من جو اسم اعظم از من پرس

دل چسان برد دلبر جان چسان دهد عاشق
آن ز من چه پرسیدی دین دگر هم از من پرس

بحر هزج مقبوض مکفوف

دل دادن واین بیخبری را چه کند کس
جان بردن وان فتنه گری را چه کند کس

پر ناله نمودن همه افلاک ولیکن
تا وی نرسد بی اثری را چه کند کس

گیرم که خود از شوق بسویش نه نهم رو
دل بردن آن رشک پری را چه کند کس

گر عشق تو از دیدهٔ اغیار نهان ساخت
غمازی باد سحری را چه کند کس

گیرم که شود ضبط فغان در دل مجروح
بیتابی و آشفته سری را چه کند کس

بیساخته هر سو چو روان سیل سرشک است
در هجر تو این پرده دری را چه کند کس

گویند برد از نگه ناز تو عاشق
این ماتم و دین نوحه گری را چه کند کس

بحر رمل مسدس

در فراق روی جانان هر نفس / این دل شوریده نالد چون جرس
از هجوم لشکر آه و الم / تنگ شد بر من جهان همچون قفس
گاه موت است ای صنم بر رحم کن / وقت نزع است ای پری فریاد رس
نیست کارم با اجل زین پیش که هست / بهر مردن تیر مژگان تو بس
کی به هجران خواهد آن مهجور کو / بستر جان باشدش پر خار و خس
گوشهٔ تنهائی و جام شراب / خوش بود با یار بی بیم عسس

هم ترا از خویشتن خواهد مدام
نیست در عشق تو عاشق بوالهوس

ردیف شین — بحر هزج سالم

اگر دستم رسد یار دگر تا چاک دامانش / جدا سازم دل شوریده را زان زلف پیچانش
شود پر خون برنگ شیشهٔ جام دل گیتی / هر آن دل کو ندارد ذوق تیر دگر جانانش
ندیدم غیر لختی از دل مجروح در سینه / برون آید اگر لخت دگر با نوک پیکانش
حدیث عشق اندر پردهٔ جان به نیکوید / زمانی کو که تا افشا نمایم نزد یارانش
اگر داری هوای ناله و افغان من همدم / ز چشم تر مهیا کرده ام اسباب طوفانش
عجب دردیست درد عشق کو را نیست درمانی / عجب بحریست بحر غم که پیدا نیست پایانش

نمی دانم چه آید بر سر عاشق بجز حسرت
که میآید صدای ناله و فریاد و افغانش

بحر رمل مقبوض مکفوف

دوش در دیر مغان مغبچهٔ باده فروش / برد از یک نگهم طاقت و صبر و دل و هوش
هر بن موی من از شوق در آمد بفغان / هر رگ جان من از عشق در آمد بخروش
شوق از هر طرف آماده و فریاد و بکا / عشق هر سو باشارت که دلا هان خاموش

از رم وحشت دل طایر جانت در طیران / وز تف شعله غم خون به تن زار بجوش
هر طرف ناله ساقی و من از خود بیخود / هر نفس قلقل مینا و من از خم مدهوش
حیرت آوازه فگن از جیب و از دست بدل / هر طرف صوت انا الحق ز سر و شهم در گوش
همه تن محو چو آئینه ز افراط نظر / تا کرا بخت رسا آورد هم در آغوش
من چنین واله و سرگشته که ناگه آمد / ز نهان خانه تقدیر ندائی ز سروش
که بهش باش که این جلوه فیض ازل است / حلقه عشق کن از یمن سعادت در گوش
همه رندان دلی واقف اسرار دو کون / همه گویا بدل و لیک زبان ها خاموش
گر تو هم آرزوی سر حقیقت داری / یک دو جام از کف این مغبچگان گیر و بنوش
بنه این خرقه سالوس و ریا را به کنار / مست عشق ازلی می شو و زنار بپوش
از بد و نیک جهان هیچ نگردی آگاه / چون شدی بر در تسلیم و رضا حلقه بگوش

نیست گر وجه می آماده ترا ای عاشق
دل و دین و خرد و صبر و روان را بفروش

بحر هزج سالم

تپد چون مرغ نگه از بیم ترک چشم خونخوارش / بخود لرزد ز دهشت سایه از انداز رفتارش
عقیقین باده مستی ست لعل گوهر آمیزش / شهید جلوه ناز است تاب رنگ رخسارش
شکیبا نیستم تا از کرد آنکس جان شیرین را / که با چشم سیه مست تو افتاده سر و کارش
خدا را گر بویش رسد اندر مشام جان / هر آن که لحظه اندازید اندر پشت دیوارش
مقید کرد آخر در خم گیسوی پرچینش / نگفتم من نشو ای دل اسیر زلف طرارش
هزاران زنده جان بسپارد از طرز نگاه او / هزاران مرده صد ساله برخیزد ز گفتارش
نگو چون شد دل پرخون گرفتار سر زلفش / ببین آن شیوه مستی و آن لعل گهربارش
نیارم زد بهم این چشم گریان را که می ترسم / نسیم جنبش مژگان کند از خواب بیدارش

بیک ایمای ابروی تو جان از کف نهد عاشق
که اندر هجر تو مردن نباشد هیچ دشوارش

ردیف صاد — بحر مجتث

دل مراست به زلف بتان جهان اخلاص — که روح را نبود آنچنان بجان اخلاص
لب منست بدین ناله و فغان مشتاق — سر مراست بآن سنگ آستان اخلاص
مرست چشم گهربار از ره نسبت — بدان دو لعل لب نوش دُرفشان اخلاص
از آن ز زلف تو هرگز جدا نگردد دل — که مرغ را بود از جان باشیان اخلاص
ز شوق بوی تو هستم بشاخ چیدن مشتاق — بیاد روی تو دارم به گلستان اخلاص
مرا عزیز زبان زان بود که او دارد — بذکر مدح شهنشاه انس و جان اخلاص

انیس مونس شبهای تار عاشق شد
نباشدش ز چه با ناله و فغان اخلاص

ردیف ضاد — بحر مضارع

دل از سر نشاط و فرح جان دهد عوض — گر بوسه مرا لب جانان دهد عوض
من از برای هدیهٔ آن لخت دل بهم — مژگان یار ناوک و پیکان دهد عوض
هرگز ز کوی او نهم پای جان برون — خلقم اگر که روضهٔ رضوان دهد عوض
امید زندگی ز چه باشد مرا دگر — دوران بجای وصل چو هجران دهد عوض
من در خیال دامن وصلش ولی چه سود — دست فراق چاک گریبان دهد عوض
من آب دیده میدهمش دمبدم از آنکه — فریاد و ناله سینهٔ سوزان دهد عوض

مفت است و ابتدای بت سنگدل بگیر
عاشق بیک نگاه تو ایمان دهد عوض

ردیف الطاء — بحر مضارع

نے صرف از تو جور و جفا بوده است شرط
یک لحظه هم طریق وفا بوده است شرط

بے گریہ یک دمم نبود طاقت و قرار
گوئی بعشق واه و بکا بوده است شرط

باشد ضرور خون دل بیگناه ما
بر دستش از چه رنگ حنا بوده است شرط

جان از نگاه ناز تو بردن مرا چه سود
در راه عشق چونکه فنا بوده است شرط

بیخود وصال عشق نگردد به بزم حسن
اندازه مهر و رسم وفا بوده است شرط

بے پرده می بری دل مسکین دستیا
آخر نگر نه طرز حیا بوده است شرط

عاشق گمان به سبب از ذکر حال خویش
در بزم یار باد صبا بوده است شرط

ردیف الظاء بحر رمل مقبوض مکفوف

مخروش این همه بیهوده خدا را واعظ
کے اثر کرده سخنهاے تو ما را واعظ

هرگز از جور بتان می نکنی هیچ سخن
منعی از یک نظر آن ماه لقا را واعظ

من کجا دین و دل خویش ز کف بیدادم
چه توان کرد مگر حکم قضا را واعظ

گر کنی منع دل خسته ما معذوری
دیده اے کے تو چنین ناز و ادا را واعظ

دست در چاک گریبان زد و واله گردید
دیده هر کس چو من آن زلف دوتا را واعظ

دانم آن وقت که سرمست نگردی از شوق
وا چو آن شوخ کند بند قبا را واعظ

جز سر کوئے بتانش نبود ماوائے
عاشق از کف ندهد رسم وفا را واعظ

ردیف العین بحر رمل سالم

در فراقت کز رو شب بیتاب و گریانم چو شمع
رشک گرم از دیده پر سوز افشانم چو شمع

از هجوم عاشقان در بزم آن شیرین لقا
ایستاده بر سر یک پا همی مانم چو شمع

از فراق روئے آن زیبا صنم شب تا سحر
اشک تر باشد روان از چاک دامانم چو شمع

چون نباشد راضی اندر مرگ کز سوز فراق — یک نفس تا سحر گریان و سوزانم چو شمع
چون که راز عشق را از دل نهان کردم — زان سبب هر لحظه اندر بزم خندانم چو شمع
دامن جان هم ز غم او چاک ایم همچو صبح — وز زبان وصل او با سوز پنهانم چو شمع

می ندانم چیست رمز عشق خوبان عاشقا
روی آن سیمین تن در بزم حیرانم چو شمع

ردیف الغین بحر مجتث

ازان به سینه ز لیتم بود هزاران داغ — که نیست یک نفسم از شعلهٔ فراق فراغ
چو بی وجود تو باشد وجود من فانی — همان بهست که گیرم ترا ز خویش سراغ
بیا بیا که بیاد رخ تو ای مهرو — ز خون دیده مرا تر بود همیشه ایاغ
بکوی او بپیوسته ای نسیم سحر — که نازکست مرا زاد درین زمانه دماغ
خجل شوند ز قد و رخ تو بلبل و سرو — اگر بناز خرامی بصحن گلشن و باغ
ببزم گرچه نباشد چراغ گو نبود — که نیست با رخ تو حاجتم به شمع و چراغ

نه داغ عشق تو دارد بدل همین عاشق
که لاله راست ز عشق تو داغ اندر داغ

ردیف الفا بحر رجز سالم

دل می ستاند از کفم آن زلف پیچان یکطرف — جان می رباید از تنم آن چشم فتان یکطرف
در کوی و شهر و بام و در گردند سودا از غم — آن زردی رخ یکطرف و آن چشم گریان یکطرف
شد پاره از دست الم در هجر آن زیبا صنم — دامان دل از یکطرف چاک گریبان یکطرف
اندر جهان با یکدگر دارند قصد همسری — آن روی تابان یکطرف مهر درخشان یکطرف

دارند دایم در جهان فریاد و زاری و فغان
عاشق بهجران یکطرف مرغ سحرخوان یکطرف

بحر مضارع

اے تیر مژہ ات دلِ زارِ مرا ہدف — دُرِّ حیات را لبِ جان بخشِ تو صدف
چندانکہ جسم را بود از روح افتخار — آن سان بود وجود ترا بر جہان شرف
تا جان بہ تن بود نہ کنم ہرگزش رہا — گر دامن وصال تو آید مرا بکف
آمد اگر برائے عیادت چہ سود ازانکہ — پرواز کرد طایرِ روح من از شغف
تان مژدہ باد اے دلِ صد پارہ کز غضب — مژگان یار از پئے قتلم کشیدہ صف
مے خور بصحن باغ بصد عشرت و نشاط — با صوت بربط و نَے و تنبور و چنگ و دف

دردا کہ در فراق تو اے شوخ گلعذار
با داغ سینہ عاشق غمدیدہ شد تلف

ردیف القاف بحر رمل سالم

گرم از حسن رخ او تا بود بازارِ عشق — اے بسا سرہا کہ خم گردیدہ در سرکارِ عشق
تا مگر آید بہ بزمم آن بتِ شیرین ادا — از رگ جانم بباید ساختن تارِ عشق
جاری است از ہر سر مژگان من صد جوئے خون — مے خلد در ہر بن موئے تنم صد خارِ عشق
نرگس انداز می جوید دوا از بہرِ خویش — چارۂ درد من آمد از چہ آزارِ عشق
روز بازارِ انا الحق گرم شد گویا ز نو — شیر و منصور دل با صد فغان بر دارِ عشق
اے خوشا آن سر کہ دارد روز و شب سودائے دوست — اے خوشا آن دل کہ دارد ہر نفس افکارِ عشق

عاشق ازان جوئے اشک از دیدگان دارد روان
تا کہ سازد تازہ ازان ہر زمان گلزارِ عشق

ردیف الکاف تازی بحر مجتث

چو باغبان ازل کرد تخم جان در خاک — بآبِ فیض تو گوئی سرشتہ ریشہ تاک
عجب بود کہ اجل ہم برد سلامت جان — ازان چو نرگس فتان و ابروئے سفاک

امید زندگی از خود چسان برم آخر — مرا کہ جامۂ جان در فراق شد صد چاک
چنان بری دل پر خون کہ من خبر نشوم — ندیدہ ام چو تو در دلبری کسی چالاک
چنین کہ روز و شب از دیدہ اشک میبارم — نمی شود ز چہ نقش خیالش از دل پاک
زبام ناطقہ دانم یقین کہ مے نرسد — باوج وصف تو تا حشر طایر ادراک

تو گوئی آنکہ ندا دخبر ز روز سوال
چنین کہ نیست مراد از آہ عاشق پاک

بحر رمل مقبوض مکفوف

گر کند یک نظر از لطف بمن یار چہ باک — ور بہ بزمم آید مرا از طعنۂ اغیار چہ باک
از حرم چون سوئی بتخانہ کشد تقدیرم — جائے تسبیح مرا رشتۂ زنار چہ باک
تا مرا زانکہ ز دل نیست مرا ہیچ خبر — دل بدست ار بود از دیدۂ خونبار چہ باک
باشد از اشک من آن طرز او را چہ خطر — دارد از آہ من آن طرۂ طرار چہ باک

مے بخور عاشق و پروا ز گناہان منما
کہ گنہ با اثر رحمت غفار چہ باک

ردیف کاف فارسی بحر رمل مقبوض مکفوف

کشتہ از دست غمت بسکہ دل زار ہم تنگ — بسوئے کشتن خود خویش نمایم آہنگ
از پے بردن جان چشم سیاہش گوئی — ہمہ مکرست و فریبست و فسون و نیرنگ
زلف شبگون تو شرمندہ کن مشک تتار — لب لعل تو خجالت دہ نقش ارژنگ
تا دل خویش از و باز نگیرم ہرگز — ندہم دامن آن زلف سیہ را از چنگ
خستۂ ہجر تو ہرگز نبود در پے جان — عاشق روئے تو ہرگز نبود طالب ننگ
ساقیا فصل بہارست و بباید امروز — با بتان بادہ زدن با دف و تار و نے و چنگ

عاشق را از کثرت غم سیر ز جان آمدہ است

اے اجل در شب هجران مکن اینقدر درنگ

ردیف اللام بحر هزج مسبغ مکفوف

اے رشتۂ گیسوے تو در گردن جان غل
وز طرۂ پر چین و خمت رو کش سنبل

بردی دل و دین و خرد از من به نگاهے
بسند ازین بیش دگر جور و تطاول

عشق من و حسن تو شکستند به دوران
بازار گل سوری و افسانۂ بلبل

آن یک کشد این یک نه کند هیچ نگاهے
فریاد ازین عشوه و زین طرز تغافل

بے روے تو داغ جگر و اشک پر از خون
آن یک بود هم جاے گل این عوض مل

در کوے تو خود آمده ام با دل پر شوق
در گشتنم اے دوست مکن هیچ تامل

عاشق ز چه رو مے نکند فکر سراے
حاصل چه شد این طرز ز غالب تو کل

چند است تا که هیچ نه آید صداے دل
خالی به سینه ماند مگر باز جاے دل

در حیرتم که چون دل خود را کنم جدا
در کوے یار بسکه بود پاره هاے دل

چون در دل تو هیچ ندارد اثر چه سود
از بس فلک گذشته اگر ناله هاے دل

بیرون کنم ز سینه و صد پاره سازمش
تا چند در غم تو کشم من بلاے دل

دانم یقین که منزل مقصود شد قریب
آورد سوے دوست مرا چون وراے دل

مقبول یار چون دل مجروح گشته است
باشد همیشه کار مرا بس دعاے دل

عاشق مگر تو زنده جاوید گشته
بعد از فنا ز قبر تو آید صداے دل

بحر رجز سالم

دارد سرشت ناله ام صد گونه حرمان در بغل
همچون نسیم صبح دم بوے گلستان در بغل

شوق شهادت رنگ کرد آرزو خود میروم
در کوے آن ترسا صنم شمشیر بران در بغل

گویم چه حال خویش را در هجر روی آن پری — یک آه نیما هر زبان صد ناله پنهان در بغل

از غمزه‌اش جان را بود هر لحظه صد آفت نهان — وز غمزه‌اش دل را بود هر لحظه پیکان در بغل

در دشت عشقش پای دل گردیده گر آبله — دارد دلت در هر قدم خار مغیلان در بغل

اشکی که اندر هجر او دل ریخت در روز ازل — دارد کنون هر قطره‌اش صد بحر عمان در بغل

حاجت نباشد بعد از این یارا شمع بزم از آنکه — گردیده داغ عشق تو چون مهر رخشان در بغل

آیم چو از جوش جنون در بزم آن شیرین ادا — از وهم خود پنهان کنم چاک گریبان در بغل

داد دل و زفراق از بخت خود خواهم گرفت — یک لحظه گر آید مرا آن آفت جان در بغل

این دولت از روز ازل از فیض عشق آمد مرا — گر اشک خونین باشدم لعل بدخشان در بغل

از آیهٔ لا تقنطوا عاشق بود امیدوار
دارد اگرچه در جهان صد گونه عصیان در بغل

ردیف میم — بحر رمل سالم

تا خدنگ از نرگس مخمور جانان خورده‌ام — گر اجل صد شیشه زهرم چو آب حیوان خورده‌ام

بی مشقت‌ها نی بصحرای جنون شد مسکنم — همچو گوی سیلی بسی از دست چوگان خورده‌ام

از چه رو زحمت دهی هر دم مرا درویش را — زاهدا من کی فریب باغ رضوان خورده‌ام

بر زمین چون نقش پای حسن بی‌باک افتاده‌ام — بسکه در هر کوچه سنگ از دست طفلان خورده‌ام

اینقدر دانم که هر دم می‌تپد دل در برم — دین ندانم کز کدامی مژه پیکان خورده‌ام

سینهٔ مجروح را صد زخم باشد در نهان — از نگاهت نی همین زخم نمایان خورده‌ام

عاشقا هرگز نخواهم من سلامت برد جان
زانکه تیر کارگر زان نوک مژگان خورده‌ام

بحر مضارع

از بسکه آه و ناله و فریاد می‌کنم — خود را ز گوشهٔ قفس آزاد می‌کنم

از شوقِ خون همی بتنم جوش می زند — هرگه که یادِ خنجرِ جلاد می کنم
چون دستِ دل بدامنِ وصلت نمی رسد — خود را بیادِ هجرِ تو دل شاد میکنم
دایم بیادِ قدِ تو ای سروِ گلعذار — در باغِ دل تصورِ شمشاد میکنم

عاشق دگر نماند چه تاب و توان مرا
از دستِ دوست شکوهٔ بیداد میکنم

بحرِ ہزج سالم

زبس چون لاله زخم و داغِ عشق اندر جگر دارم — فضای گلشن و ویش مدام اندر نظر دارم
گلِ داغ است اندر گلشنِ او هر نفس تازه — زبس بستانِ دل را روز و شب از گریه تر دارم
چه می پرسی که حالم چون بود در هجرِ آن گلرو — دل پرخون و رنگِ زرد و آهِ پر شرر دارم
به آبِ دیده خط آب خاک از لوحِ دل شستم — که من در عالمِ تجرید سرمشقِ دگر دارم
گهی احوالِ جانان را ز بادِ صبحدم پرسم — گهی از شوقِ دل صد شکوه از مرغِ سحر دارم
دریغا وقتِ مردن هم به بالینم نمی آید — نمیدانم نمیداند که من عزمِ سفر دارم

زبس عاشق غم و رنجِ جهان بنموده دل تنگم
چو عنقا خویش را پوشیده از چشمِ بشر دارم

بحرِ مضارع اخرب مکفوف — مفعول فاعلات مفعول فاعلاتن

بر چهره زلفِ دلدار دیدم ندیده بودم — خورشید در شبِ تار دیدم ندیده بودم
خود آهوی دو چشمش از بهرِ صیدِ دلها — آهوی مستِ خونخوار دیدم ندیده بودم
غیر از خط چو عنبر بر خدِّ لاله رنگش — عنبر فراز گلنار دیدم ندیده بودم
بیمار دیده چشمش گر شد درشت خنجر — خنجر بدستِ بیمار دیدم ندیده بودم
دل در شکنجِ زلفش میگفت باد و صد غم — خود را چنین گرفتار دیدم ندیده بودم

عاشق بغیرِ آن ترک کز غمزه کشت ما را

ترک چنین جفا کار دیدم ندیده بودم

ردیف نون بحر هزج سالم

ربود آخر به شوخی آن مه گلگون عذار من
دل و دین و توان و صبر و آرام و قرار من

من آن صیدم که از بس لاغری صیاد اهرگز
نباشد در غلطی تا آنکه بنماید شکار من

چرا بیجا نمایم شکوه از جور رقیبان چون
مرا از بزم بیرون کرد چشم اشکبار من

شدند آخر بلای جان من درد از بیتابی
دل پر پیچ و تاب و آه سرد یار بار من

ز خجلت جمله را انگشت حیرت در دهان باشد
اگر آید دمی در مجمع خوبان نگار من

اگر این سان بود هر لحظه پویان در پی دلبر
مرا از خود جدا سازد دل امیدوار من

عجب نبود که سوزد این تن مجروح را عاشق
تپش دارد مثال برق چون دل در کنار من

بحر رمل مقبوض مکفوف

یا رب این سنگ دلانی که برد دل رمشان
بود آن روز که یک لحظه بدام آرمشان

باخبر باش دلا دیر مغانست اینجا
غیر فیض ازلی نیست کسی محرمشان

زخمهایی که ز پیکان نگه دارد دل
نمک آن لب درباش بود مرهمشان

کی توان وصل بتان را بکف آورد چون
نرسد دست بدان طرهٔ خم در خمشان

عاشق چون تو بسی کشتهٔ تیر نگه اند
که ندارند بتان هیچ به گیتی غمشان

بحر رمل مقبوض فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن

چه خوشست آه و ناله به فراق ساز کردن
در دل بروی جانان ز نشاط باز کردن

چه توان نمود آخر که مقدر اینچنین شد
ز من این نیاز بردن ز تو کبر و ناز کردن

نبود مرا جز این بشب فراق کاری
همه لحظه شمع دل را ز الم گداز کردن

لہ با خبر شو اے دل شوریدہ زلف مشکبیزش / کہ ز دزد واجب آمد بہ شب احتراز کردن

چہ گذشت عاشق تو ز جہان چہ گرد آخر
بہ جنازہ اش رسیدن ز وفا نماز کردن

ردیف واو بحر مضارع

فارغ نیم دمے ز خیال خیال تو / عکسے بدیدہ نیست بغیر از جمال تو
در حسن دلربائی و انداز دلبری / خالق نیافرید کسے را مثال تو
دام بلا ز خط تو گسترد دست حسن / بہر فریب ہشت دران دانہ خال تو
ملک وفا ز طرز نگاہ تو شد خراب / گلزار جان بغمزہ بود پائمال تو
دست از سرم بدار خدارا تو زاہدا / آخر بہ تنگ آمدم از قیل و قال تو
کسب کمال کردہ آید و لیکن چہ سود / تا آخر ہمین کمال تو آید زوال تو

عاشق دو بارہ حال خود اظہار کن بعجز
نشنید گرچہ یار کنون عرض حال تو

بحر مضارع

اے سرو گلعذار من اے ماہ مشکبو / خم خم شراب دہ چہ دہی ساغر و سبو
باز از نگاہ یار شود پارہ ہر نفس / اے بخیہ گر چہ چاک دلم را کنی رفو
اے دل مکن سفارش من ہم خدا برا / گر شد دیار با شدت این قدر آبرو
خنجر ز حلقم اے بت طناز بر مگیر / باشد ہنوز قطرۂ خونیم در گلو
چون رو بطاق ابروئے دلدار آورم / اول کنم ز خون دل خویشتن وضو
تا راز عشق می نشود کس آشکار / مستانہ میکنم بہ بزم تو ہائے و ہو
با خویش را بہ شخص تو گم کردہ ایم از آن / دارم در ہوائے تو ہر لحظہ جستجو
از شہر خویش تا بہ آید نا دست برون / گشتم گر آفتاب بہ روئے تو روبرو

بدجای اوبکنج دل و بار فرط شوق | در جستجوئے یار دویدیم چار سو
اشکے کہ ریخت دیدہ ز شوق شد رسل | داغ گشت ز سینۂ دل گرد دشت شو

عاشق ز تلخکامی ہجران و غم بود
از دست یار شربت دیدار ہم آرزو

ردیف ہائے ہوز بحر رمل مقصور محذوف

دلبرا تا رخ چون ماہ برافروختہ | دل و جان من بیچارہ ز غم سوختہ
ہر نفس زخم جگر تازہ ہم بشگافد | گرچہ از سوزن مژگان تو بس دوختہ
غارت جان و دل خلق کنی زانکہ مدام | لشکر ناز بہر گوشہ اندوختہ
نیم بسمل ز چہ بگذاشتیم در رہ عشق | آخر این طرز جفا را ز کہ آموختہ

در جہان زین سخن دلکش زیبا و لطیف
عاشقا کام خرد را بخدا توختہ

بحر مضارع

فصل بہار شد بلا ساقی شراب دہ | جام و صراحی و گل و نقل و کباب دہ
از ہجر یار سوختم از تشنگی دلا | از دیدہ آب خون جگر جائے آب دہ
ساقی حساب دہ کہ مستی بکار نیست | ہر چند و چند جام پیاپی بے حساب دہ
اے دل اگر کہ یار بپرسد ز حال من | من شعر ہم میکنم تو بجزش جواب دہ

عاشق چہ غم خوریم ازین پس بجائے غم
جامی بیا بگیر بربط و چنگ و رباب دہ

بحر رمل سالم

سرمہ تا از عشوہ در ان چشم شہلا کردہ | فتنہ از غمزہ گردش تازہ برپا کردہ
خود ز خود شرمندہ گردی گر بگویم جملہ را | این ہمہ جور و جفا کاستی بپا کردہ

اینچنین کز اشک داری هر نفس جوی روان — در همه عالم مرا اے چشم رسوا کردهٔ
چون توان شد ناامید از فضل تو ای فیض حق — کز ظهور رحمت خود قطره دریا کردهٔ

نیست عاشق بس فقط شیدای عشق روی تو
همچو او در عشق صدها را تو شیدا کردهٔ

ردیف یائے تحتانی بحر مضارع

اے سرو ناز تو گل رعنائے کیستی — صد نگاہِ شوقِ تماشائے کیستی
اندر برم چو نیست جز ایک نفس قرار — آخر بگو دلا کہ تو جویائے کیستی
اے دیدہ شمع روے کہ ات آرزو بود — پروانہ سان فدائے سراپائے کیستی
از من بغمزہ دل و دین را ربودهٔ — از ناز باز در پے یغمائے کیستی
اے جان نگاہ نزع چرا می تپی چنین — پامالِ فوج شوقِ تمنائے کیستی
یا دست بخیر باد درین روزها دلا — اندر شکنج زلف چلیپائے کیستی
سرگشتہ می دوی زچہ ای چرخ روز و شب — محوِ خیالِ عارضِ زیبائے کیستی
اے سرو از چہ بر لب جوئے چنین خموش — عکس خرامِ قامت و بالائے کیستی

عاشق چنین کہ آہ جگر سوز میکشی
با من بگو کہ والہ و شیدائے کیستی

بحر ہزج سالم

مرا یاریست زیبا طلعتے شوخے سمن بوئے — نگارے زند طرارے مہ شیرین سخن گوئے
بہ رخ چون مہر تابانے بغمزہ آفتِ جانے — بہ لعل لب روان بخشے بہ قد چون سرو دلجوئے
ادیبے نکتہ سنجے دلفریبے رہزن دینے — ادا فہمے ستمگارے مشبّہ زنار گیسوئے
جفا جو ترک طنازے سراپا ناز و اندازے — دل آزارے سخن سازے بہم پیوستہ ابروئے
انیس و مونس جانے بلائے دین و ایمانے — شفائے چشم گریانے نگارے عنبرین بوئے

فنا سازد تن و جانے بسوزد جسم سوزانے — گہے از تیر مژگانے گہے از چشم جادوے

زعشقش عاشق گریان بود ہر لحظہ در افغان
بہر جائے بہر سوئے بہر شہرے بہر کوئے

بحر مضارع

یاد آنکہ در ہوائے تو فریاد کردمے — طرز جفا و جور ترا یاد کردمے

ہر صبحدم زشوق تمنائے بوئے تو — صد عجز و لابہ با نفس باد کردمے

یاد آن دمے کہ صحن فلک پُر صدا شدے — چون نالہ در فراق تو بنیاد کردمے

یاد آن دمے کہ باسگ کوئے تو از نیاز — اظہار عجز و شکوۂ بیداد کردمے

گاہے خیال شوق شہادت نمودمے — گاہے فغان ز دست تو جلاد کردمے

اے خوش دمے کہ بے رخ آن ماہ مہوشش — از دود آہ صد فلک ایجاد کردمے

دردا کہ رفت عشق تو از سینہ ام برون — کین خانہ را بعشق تو آباد کردمے

چون ناوک فراق تو در سینہ نشست — خود را بسوزش آن شاد کردمے

عاشق اگر نہ عشق بتان داشتم بدل
خود از بند عقل کے آزاد کردمے

بحر رمل سالم

چون نسیم از کوئے آن سیمین بدن آید ہمی — تازہ جانی در تن بیجان من آید ہمی

چون خورم خون جگر در ہجران شیرین ادا — یادم از ان رنج ہائے کوہکن آید ہمی

شمع را شرمندہ سازد بزم را خوشبو کند — آن نفس کان ماہرو در انجمن آید ہمی

شور محشر گرد از ظلم تو در گیتی عیان — دست فریادم برون چون از کفن آید ہمی

عاشق این طرز نوا سنجی ز تو آموختہ
ورنہ کے این نغمہ از مرغ چمن آید ہمی

بحر رمل مقبوض مکفوف

شب ہجر آمدہ اے نالہ و افغان مددے — اے تف سینہ و اے دیدۂ گریان مددے
باز آوردہ ہجوم غم جگر لب امروز — یک نفس اے خلش ناوک مژگان مددے
خواہم امروز کنم سوز غم عشق نہان — چہ شود گر کنی اے مرغ سحر خوان مددے
خواہم از چہرہ کنم پاک غبار کلفت — خوش بود گر کنی اے چشم درافشان مددے

دارد امید کہ پیرو شہدا آید عاشق
گر کنی از کرم اے شاہ شہیدان مددے

بحر رمل مسدس

تیر مژگان بر دل زارم زدی — آتش اندر جان افگارم زدی
یاد آن روزے کہ از ناز و ادا — طعنہ بر چشم گہربارم زدی
بلبلا زن نالۂ جان سوز عشق — شعلہ اندر چشم بیمارم زدی
زان گرہ کانداختی در چین زلف — صد گرہ اے شوخ در کارم زدی

عاشقا منصور سان در کوے عشق
عاقبت دیدی کہ بر دارم زدی

بحر رمل مقبوض مکفوف

باز در سینہ نہ بینم ز دل خود اثرے — چہ شود گر دہی اے یار ہزاران خبرے
بردہ از یک نگہ از من خرد و صبر و قرار — دلبرے ماہ رخے عشوہ گرے سیمبرے
ترک طناز بت شوخ کمان ابروئے — آفت جان و دلے غیرت رشک قمرے
بچہ پرواز کنم خانۂ صبا و خراب — کہ نماندہ است مرا ہیچ نہ بالے نہ پرے
خواب در چشم من از دست تو ناید یکدم — گر اسے نالہ ندارد شب ہجران سحرے
چہ شود گر دل خستہ ما شاد کنی — گہ گہے اے مہ گل چہرہ بہ لطفے نظرے

عاشق خسته نباشد که بدیدم دوشش
اوفتاده به صد افغان بسر رهگذرے

بحر ایضا

بی خبر زین همه اسرار جهان نیست کسے
گرچه در محفل رندان نگران نیست کسے

همه ذرات جهان عکس وجود ازل اند
پس چه گوئی که درین عرصه عیان نیست کسے

بجز از من که دل و دین بهوایش دادم
واقف از رمز سر زلف بتان نیست کسے

همه از پرتو ذات تو چو پیدا شده اند
بجز از شخص تو در کون و مکان نیست کسے

گرچه در منظر جان هم همه عکس رخ تست
لیک در خانهٔ دل جز تو نهان نیست کسے

بجز از مه رخ طناز زچین گیسو
آنت دین و دل و تاب و توان نیست کسے

قصهٔ عشق چسان شرح نماید عاشق
که به تشریح و بیان قابل آن نیست کسے

بحر هزج سالم

بهار و سبزه و گل بی تو ای گلرو خرابستی
دل اندر آتش هجران تو دایم کبابستی

چو دیدم سایهٔ گیسوے او بر عارضش گفتم
که بر خورشید رخشان از چه و مشکین نقابستی

مرا معلوم شد از گردش چشم سیاه او
که این دور فلک از چه دایم انقلابستی

خیالے داشتم با خود که اندر سینه دارم دل
کنون چون نیک دیدم یکدو قطرهٔ خون نابستی

چه باک ار داغ عصیان من ابدل بیکران باشد
چو میدانم که فیض و رحمت حق بی حسابستی

روان دارم ز بحر دیده دریائے به هجر او
که این نیلی فلک بر سر سر موجش حبابستی

ازان خواهم که بینم ماه نو را از سر غیبت
که چنگ شاخ رعنا خرا را چون رکابستی

ز روے حضرتش شد جلوه گر روز ازل تابے
کنون بینم که بر این چرخ گردون آفتابستی

اگر خواهی که دانی چیست عصیان و ثواب ای دل
خلاف او گنه باشد و لاے او ثوابستی

چه سان محروم دانم خویش را از فیض درگاهش   چو از وی عرش و فرش و لوح و کرسی فیضیابستی

ترا گر احمد بی میم گویم هم روا باشد   که اندر دفتر ایجاد فرد انتخابستی

مدام اصحاب پاکش را ثنا از جان و دل گویم   که فردوس برین را حسب ایشان جایه یابستی

اگرت رضوان دهد در خلد جا به فرق خود شاید   چو اندر دهر عاشق خاک کوی بوترابستی

ولادت گهر عز و شان مبارک باد   فروغ شمع دمه و بزم جان مبارک باد

زهی نشاط زهی خرمی زهی عشرت   سرور و فرحت اهل جهان مبارک باد

ازان گلی که فروغش درین چمن افتاد   فغان و ولوله بلبلان مبارکباد

بسینهای غمین آن نشاط در گنجید   که تا رسید بزبان شد فغان مبارکباد

باین نشاط که باز آمد عشرت رفته   بدین نوید که شد تازه جان مبارکباد

عجب مدار که رقصید بر آسمان زهره   که نغمه شد بلب عرشیان مبارکباد

بسوی عاشق دلخسته کن نهان نظری   که کرده ورد زبان هر زمان مبارکباد

حالات بارش کوه آبو

زمین آب و فلک آب و جهان آب   دل و جان و تن و چشم و زبان آب

تو گوئی مشتق از آب است آبو   که هر جا بنگری بینی روان آب

زبس با نیر آب انجا بود عام   چنانکه هنگام گفتار از بیان آب

حرارت گشته است اینگونه معدوم   که گشته آفتاب از شرم آن آب

ز بیش کبابها از بهر بین سو   روان باشد همی فواره سان آب

ز نمناکی خاک این کهستان   عجب نبود که گردد استخوان آب

اگر کس فی المثل آتش فرو زد   فرو ریزد ز اخگر هر زمان آب

زبس بارد همی باران پیاپی	تو گویی گشته صحن آسمان آب
روان از هر کران دایم بود سیل	چو باد از هر طرف باشد دوان آب
بلطف چون خامه گیرم بهر تحریر	مدامم ریزد از کلک و بنان آب

چو چشم عاشق اندر هجر هر دم
چکد از پر و بال طایران آب

ماده هائے تاریخ مصنفهٔ عاشق

قطعهٔ تاریخ وفات مرزا آغا جان صاحب خسر عاشق

۱

بحر ذخار خلق و لطف و کرم	حضرت قبله واجب التعظیم
باوقار و سخنور و باعلم	بود دانشور و عقیل و فهیم
مرزا سے لطیف آغا جان	چون بدار الفنا بملک قدیم
رفت و اسباب رحلت خود بست	یافت از فضل ایزدی تکریم
چونکه رضوانش همعنانی کرد	ساخت جایش بتکیه گاه نعیم
خواستم چون ز غیب سال وفات	گفت هاتف که آه رنج عظیم سنه ۹۶ هجری

ایضاً وله

۲

از محرم سابع و یوم الاحد یکشنبه	مرد آغا جان شریف و نیک آے
شصت سال از زندگانی کام یافت	شد بسوئے جائے اصلی رهگراے
از خرد جستیم چون سال وفات	گفت هاتف مرد آغا ایم وا ئے سنه ۱۲۹۶ هجری

قطعهٔ تاریخ

۳

۱۴ شعبان سنه ۱۲۹۵ هجری روز دوشنبه مطابق ۲۶ اگست سنه ۷۸ع زوجهٔ عاشق بمقام شهر
از صدمهٔ برق بنماز ظهر فوت شده به درگاه خواجه عبدالشکور صاحب رحمة الله علیه دفن شده

آن عفیفه که جان بصا عفه داد	یافت آرامگاه علیین

بود در طاعت یگانه که رفت ... جان پاکش بسوی خلد برین
سال رحلت چو خواستم ز سروش ... گفت جایش بود بهشت برین
(۱۳۰۹ هجری)

مادهٔ تاریخ وفات حضرت آیات دختر عاشق بمقام شهر سرسه که از صدمهٔ شکستن سقف بتاریخ هفتم رمضان ۱۳۰۹ هجری مطابق نوزدهم مئی ۱۸۹۲ع وفات یافت

قطعه

ای دختر من بر سر تو سقف بیفتاد ... کشتی تو شهید این همه آثار نجات است
پرسید چو از عاشق دل سوخته سالش (۱۸۹۲ع) ... بنجست جگر سوخته (۱۳۰۹ هجری) بود همین سال وفات است

ابیات بطور مرثیه

نیلی بسر نموده چرا معجر آسمان ... دارد مگر عزای شهنشاه انس و جان
بارد چنین سحاب چرا سر زبانات سرشک ... گرید یقین بماتم عباس نوجوان
با گبر و بت پرست و یهودی کسی نکرد ... ظلمی که با حسین نمودند کوفیان
والله هزار و نهصد و پنجاه زخم داشت ... آن تن که در جهان بدی از خجلش نشان
از ناقهٔ خویش بزمین زد به اضطراب ... زینب چو دید نعش برادر به خون تپان
گفت ای نگو بریده کجا آن ردا بود ... نعش تو پایمال و منم زنده در جهان
عمامهٔ نبی بسرت بود آن چه شد ... انگشت تو برید ز ظلم از پی ساربان
جز جای زخم بر بدن اطهر تو نیست ... هر جا که بنگرم همه تیر است پاستان
خیز ای حسین و یک نظر از لطف کن ببین ... هستم چسان اسیر و گرفتار شامیان
طفلت سکینه بی پدر و نوحه گر ببین ... گر بیابی ستم شده نیلی رخش چسان
نعش تو چون گذارم و تنها روم به شام ... یارب کجاست مرگ دهد یکنفس امان
زینب به نوحه بود که آواز خسته ... آمد برون ز ملک شهنشاه انس و جان

کاے بنت مرتضیٰ بجز از صبر چارہ نیست | داد ترا خداے ستاند ز دشمنان

عاشق خموش باش مکن نالہ بیش ازین
لیکن سخن را گران نبود ہیچ در جہان

دیگر ابیات بطور ایضاً

نوائے فکر طبعم باز غم اندر نوا دارد | اگر در سر ہواے ذکر دشت نینوا دارد (یعنی کربلا)
سرشک غم ز حسرت خامہ‌ام بارد چرا ہر دم | یقین یاد از مصیبت ہائے آل مصطفیٰ دارد
فغان از ظلم کوفی داد از بیداد شامی ہا | ہنوز این نوحہ را ختم رسل در کربلا دارد
سرے کان زیب دوش مصطفیٰ بد از چہ رو چرخش | چہل منزل فراز نیزۂ اہل جفا دارد
نمی دانم چرا ہر آفتے کز آسمان زاید | قضا آن را براے انبیا و اولیا دارد

قطعہ

گہے حلقوم اکبر را بزیر تیغ تیز آرد | گہے دست از تن عباس شیر افگن جدا دارد
گہے آل نبی را در غل و زنجیر مے آرد | گہے بنت علی را سر برہنہ بے ردا دارد
گہے سازد شہید خنجر بیداد قاسم را | گہے سجاد را بیمار و محتاج دوا دارد (حضرت زین العابدین)
حسن را آنگاہ سم قاتل اندر کام جان ریزد | وزان روح نبی را مبتلاے صد بلا دارد
حسین تشنہ لب در کربلا میگفت با یاران | چرا آخر یزید این ظلم را با ما روا دارد
چرا خواہد نماید اہل بیتم را اسیر آخر | اگر قتل مرا شمر لعین بس مدعا دارد

دعا کن تا بمحشر از محبان علی باشی
ترا تاثیر اے عاشق اگر رمز دعا دارد

رباعیات بحر ہزج مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

رباعی

عالم ہمگی بود چو نقشے بر آب | ہان حاصل عمر و زندگانی دریاب

خواہی شوی از سر گیتی آگہ	از پیر مغان بپرس و از بادۂ ناب
رباعی بحر ہزج	
بے غم نشد آنکہ غمگسارے نگرفت	بے یار نماند آنکہ یارے نگرفت
از گردش روزگار ایمن ننشست	آنکس کہ سر زلف نگارے نگرفت
رباعی بحر ایضا	
عالم ہمہ مظہر وجود اند و صفات	ہم ذات صفات خود بود و مظہر ذات
باشد چو فنا بہ ذات خود عین بقا	پس راہ فنا جو کہ بود عین حیات
رباعی بحر ایضاً	
طرف چمن و بہار با بادہ خوش است	وصل بت گلعذار با بادہ خوش است
گر موسم پیری است و گر عہد شباب	بگذشتن روزگار با بادہ خوش است
رباعی بحر ہزج	**بحر ایضاً**
بے سوزش عشق زندگانی ہمہ ہیچ	عیش و طرب و عمر و جوانی ہمہ ہیچ
بے وصل نگار و طرف گلزار و بہار	واللہ کہ عمر جاودانی ہمہ ہیچ
رباعی بحر ایضا	
از مکر و فریب و زہد و مستی خوشتر	وز شرک و نفاق خود پرستی خوشتر
از دانش و فہم و علم بے رسم و عمل	آگہ نہ شدن ز رمز ہستی خوشتر
رباعی	
تا چند بہ عشق مے توان بود صبور	یک لحظہ چو دل نگردد از فکر تو دور
در ہجر اگرچہ عین وصل ست مرا	لیکن چہ کنم ہم خود ز خویشم مہجور
رباعی	
عصیان مرا بہ بود بے از حد و شمار	معنی نہ شدے عیان ز لطف غفار

این پرده دری جست بود اے زاہد	خوانی چو خدائے را بقرآن ستار

رباعی بحر سریع - فاعلاتن مفاعلن فعلات

۹

از خاکان نگار رعنا دوش	برد از من قرار و طاقت و ہوش
دل بنالد ز غم کہ ہان فریاد	عقل فریاد میکند خاموش

رباعی

۱۰

خوش دل چہ شوی ز دولت و مسکن خویش	اگر چو نئی ز آمد و رفتن خویش
از سر وجود کے خبردار شوی	گم گشتہ ز حیرتی چو اندر تن خویش

رباعی

۱۱

سرخوش ز مے عشق تماشائے بتان باش	وز محنت این چرخ جفا جو با امان باش
در دیر مغان باش غلام و از غم دوران	بیخود ز خود و واقف اسرار جہان باش

رباعی

۱۲

چون عیب کسان بود ترا طرز معاش	باشد کہ کنی عیوب خود را خود فاش
خواہی شوی ار ز نیک و از بد آگہ	پس آئینہ وجود خود می باش

رباعی

۱۳

عاری ز غم گردش ایام و جہان باش	عاکف بدر صومعۂ پیر مغان باش
غافل نشود شیفتۂ دہر دنی زاد	عنقا صفت از دیدۂ این خلق نہان باش

رباعی

۱۴

از قید زمانہ گشت آزاد دلم	تا دیدہ بروئے دوست بکشاد دلم
اندر غم او اگرچہ ویران گردید	ویرانہ چو گشت گشت آباد دلم

رباعی

۱۵

چون روئے ترا بدیدم از دست شدم	دیوانہ شدم نیست شدم مست شدم

دیوانہ و مست و نیست گر گشتم لیک	در مذہب عشق تا ابد ہست شدم

رباعی

عشق است مگر خمیرهٔ آب و گلم	کاصلا نہ شود بغیر آن شاد دلم
جان و دل و دین اگرچہ کردم صرفش	ہم باز ز کم متاعی خود خجلم

تمت بالخیر

تقریظ دیوان ہائے اسرار عاشق و افکار عاشق اردو و ترانهٔ عشق فارسی از فکر آسمان جاه ناثر عدیم المثال شاعر باکمال جناب مولوی عبد الحلیم صاحب دہسیدی کاشانی المتخلص بہ عاصم ساکن حال کلکتہ

تقریظ

کردم نگاهِ شوق چو بر دفترِ وجود
هشتفت جسم و جان جهان عشق تار و پود

للہ الحمد نیست کہ مشت غبار من از هوائے عشق برباد است ۔ یعنی تو گوئی من با عشق و عشق با من مادر زاد است فلہذا الحکم العشق شعبۃ من الجنون از شام ازل تا صبح محشر بہ وادی عشق مجنون وار مشغول شب گیرم ۔ ہمانا گمانم اینست کہ در حیات از دولت عشق شاد و بعد از ممات بسرمایہ الفت امیرم ۔ روزے در فکر آن بودم کہ سرانجام عشق چیست ۔ و در حقیقت سزاوار عاشقی کیست ۔ نگہ بر آسمان افتاد و رنگے دیدم کبود کہ گاه از ابر خاکستری پیشہ و گاہے از صفا چون صفحهٔ دریائے نیل چشم بر فلک کشودم طبقے دیدم پر جواہر کہ گاه از کواکب پر گوہر ست و گاہے از تیرگی چون پیکر نیل ۔ اگر صبح است داغ دل او چون مہر از شرق تا غرب تابان است ۔ و اگر شب ست زخمہائے سینہ اش چون ثوابت و سیار گہے بہ جنوب و گہے بہ شمال نمایان ست

بر ہوا انگاہے کردم ہمچون ہوش مجنون یافتم پریدہ - واز کثرت سرگردانی عشق
دامن از جمعیت برچیدہ - بر زمین تا ئلے کردم بساطے یافتم با تمی کہ قطرات اشک
از شبنم بر روئے آن ریختہ است - داغ خون از گل و لالہ بر دامنش - و دود آہ چون
سرو زہر گوشہ اش انگیختہ - خلاصہ از زمین تا آسمان ہر کجا نظارہ کردم ہمہ عشق
دیدم و الفت - و چار سوئے عالم ہر سمتے کہ رو آوردم تمام الفت یافتم و محبت
گفتم کہ درین عشق آباد چہ کارے باید کرد کہ دل خوش بشود - و چہ شغلے پیش باید گرفت
کہ رنج از تن برود - رفیقی گفت کہ اسرار عاشق را بجوے و قصہ از افکار عاشق
بگو - گفتم اسرار عاشق مگر ترانہ ایست بر زبان ہا افتادہ - و افکار عاشق گنجینہ ایست اگر
لب بہ ہر محفل کشادہ کہ آن را بجوییم و بخریم و تا این بوییم و خطے بہ بزم - گفت خیر ہست
دیوان فصاحت عنوان ملک فصاحت است و نتیجۂ فکر ملک آسمان بلاغت - افکار
عاشق و ترانۂ عشقیت کہ عود ہندی را دران با سوز فارسی پروردہ اند و ایست
کہ دران شیرین لبان ایران را با سبز خطان نمکین ادائے ہندوستان یکجا کردہ
و جامع این مجموعہ مولوی منشی **محمد اقبال حسین** صاحب دہلویست کہ معتمد ریاست
بیکانیر است و پیشتر وکالت آن ریاست از انفاس او قویست - آفتاب داغ یعنی
دیوان اردوئے داغ دہلوی را از ابتدا تا انتہا قافیہ بقافیہ جوابے گفتہ است
والحق اگر داغ از انصاف نگذرد خواہد گفت کہ دُر سفتہ است در تعریف این صحیفۂ کاملہ
بیشتر ازین نمی توانم گفت کہ اگر داغ داغے بر دل معنی گزاشتہ بود مرہم فکر عاشق آنرا
پاک بہ نہفت کہ ہر بیتے از دیوانش لب معشوقیست ازین ترانہ لبریز - نغمے بر دارم
گزرد ہر کہ پیشم - ہر مصرع عشق زبان عاشقیست ازین نغمہ نمک ریز - من قاش قاش
فروشے دل صد پارہ خویشم - سپاس رفیق گذاردم و افکار عاشق او دست دل سپاردم
- ترانۂ عشق بر زبانست و شوق محبت شعلہ فشان حالا مشغول آنم کہ فارغ از ہر دو جہان

بر رفیقان سلام باید گفت - دل گفت کہ تاریخ ختم این ہر دو کتاب را بنویس گفتم بسم اللہ بگیر

عاشق کہ غنچہ‌ہائے گہربار رقم کرد — ہر معنیش از صرع تحقیق غزالست
رنگینیِ لطفش بہ نگر چون گل صد برگ — شیرینی معنیش بہ بین آب زلالست
عاصم ز سر جوش پے سال نوشتم — گر معجزہ نبود کہ عجب سحر حلالست

سنہ ۱۳۰۹ ہجری مقدسہ

تقریظ من نتائج فکر ساعر نبیل فاضل جلیل جناب حکیم محمد حسین صاحب متخلص بہ حسن خلف جناب حکیم سید منور علی خان صاحب مرحوم آشفتہ تخلص دہلوی

یارب سبزہ را بہ شادابی - سرو را بہ موزونی - گلہا را برنگ و بو - نرگس را بہ شوخ چشمی بنفشہ را بہ مرغولہ موئی - مرغان را بنواسنجی - فوارہ را بہ سرکشی - آب را بہ روانی نسیم را بہ خنکی - مہر را بدرخشانی - ماہ را بنور افشانی - عاشقان را بنالش و تذلل - معشوقان را بناز و تغافل - ہندیان را برمیدگی - فارسیان را برنگینی - افغانیان را بخونخواری - ترکان را بہ یغمائی - عرب را بشرمگینی - فرنگ را بشوخی - لکھنو را بکلاہ جوئی - دہلی را بہ دلربائی - روز وصل را بکوتاہی - شب مفارقت را بہ درازی - نثر را بہ رنگینی نظم را بہ شیرینی - شعر را بہ نغز گفتاری - زاہد را بہ ستودہ کرداری - مضطر لاابالی خرام را بہ مستانہ نوائی - بیخود عنان گسستہ را بہ شوریدہ خیالی - علوی زیبا مشرب را بہ سبحہ گردانی - حسن الفسردہ را بپارسائی (توان ستود) اما نبات ریزہ کلامے از شکرستان خیال طوطی شکرخائے نکتہ دانی نورس حدیقہ معانی گلبن ترانہ زیری بلبل شیراز قدسی فسکر فغانی نوا مغنی ہمراز - برادری گاہ فصاحت و بلاغت مدعی صادق مولانا محمد اقبال حسین عاشق ریزد - وطیب زعفران زار الفاظیکہ از مزرعہ فکرت این نافہ کشائی نفحات سخن بہ گلکدہ لطافت مضامین و نزاکت معانی ہمرنگ نسرین و ہمبوئے یاسمن خیز دا چون

ستایش توان کرد) زہے سلاست زبانے کہ بروانی گنگ وجمن ماند وخہے شوخی طبیعتے کہ
سیہ چردگان خیالات ہندی را ہم پہلوے زاوریپکران نظم پارس گرداند ؛ وحش اللہ
وعلیک عین اللہ - تودہ ہاے جواہر گران بہاے کلامت را نہ نوبلندے سنجیدنی دارم
ونہ در معرض مدح طلاقت ورشاقت این پاکیزہ نظم الفاظ گفتنی سخن ہیچکاہ کوراً
اگر نہ بایادہ سرائی سرے ودرہرزہ نوائی سوداے داشتی در بدایت کار بہ عجز تحریر
تقریظ درآمدے و بہ واماندگی خود معترف گشتے این فضول کہ بکار رفت جز ضیافت
طبع مخدومم غرضے دیگر درمیان ندارد - سخن آفرین مطلق این مجموعہ نمائی کارگاہ
خیالی را بر تماشائیان نظر باز مبارک ومیمون گرداند واین (ترانۂ عاشق) را بسامع
شنوایان آگندہ گوش بصد حسن قبول رساند بمنہ وکرمہ فقط

تقریظ از نتایج فکر فاضل جلیل کامل نبیل تاثر بے عدیل ناظم بے تمثیل جناب مولوی نظیر
حسن صاحب سخا کہ برعایت خاص رسا تخلص می کنند -

مسطورہ مہملہ محررۂ گمراہ عرصۂ علم وکمال رسا کہ کلمۂ اسم اول وحاصل اسا وہ وارد وکلمۂ نظیر ۱۲
دوم اسم ولد اول مولا اسد اللہ آمدہ - حسن ۱۲

وہ گل حل آمدہ سر دہ کلالہ را
زمانہ ۱۲ داکن ۱۲
دردو آرکاستہ پیاج دو سالہ را
پیالہ شراب

گل کلاہ عروس کلام حمد ملک العلام کہ اور اگر رسا وحواس عطا کردہ وعطر طرۂ
حور اسلام مدح رسول علیہ السلام کہ راہ وصال حور و وصول ارم وا کردہ کشادہ
ماہ حمد داور وماہ مدح سرور محال آولاکہ محرر عطر مدعا در حلۂ سامع مالد و دیگر
سگالد مہر وہر والا گوہر شہر گروہ اہل کمال سرآمد ملوک کلام حال سلالۂ دودۂ آدم خیالات
جہان ۱۲
حوا داماد عروس سحر الاعطاء رسا سطور مرام مو شار طور کلام اوحد عصر اکمل دہر

بر دسر و دها را سرمهٔ چشم بینش و سترگ گفته ها را دیهیم تارک آفرینش گردانید چامهاش
همه رنگ بست جادو بیانی خوچگامهایش چون لعبان آسمانی چهره برآراسته که ارم داغ رنگش
بر دل دارد و نسنیه ارمی پرداخته که مینو در برش گهائیان نماید شیوا بیانی که چون یوسف
خامه از چاه آمه نگارش چامه برآورد رنگ نامه نشست آرش آمده و تازه بزلیخای نیش کمر بست
وه وه نامه ساخت خرد پسندیه په دستنوی پرداخت فرجود پیوند خوبان آتشپارا پیکرگشتی
کرده مهوشان بر سر و دها را چیبی دستی بجز دان چشم روشنی جادو دانی بخشید و دانش پژوهان
را گنجهای شادمانی. هرچند من هیچدان بسته زبان را چه یارا که سخنی در ستایش گستری آن نامه
و چامه آرا سرایم و با این نادانی خود را در گروه دانایان دانایم لیکن خواستم که برای دور کردن
چشم چیزی پایان این فرو غانی نامه پیمانم و نبشته و نگاشته خود را سپند خوبی چهره و منشش
دانم. یزدان همه توانا این همه ارژنگ و نامش را از چشم زخم بد روزگار جاویدان نگاهدارد

تمت بالخیر

تقریظ جناب فاضل نبیل و شاعر بے عدیل حضرت مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب ہیڈ ڈاکٹر شفاخانہ
اجمیر شریف شاگرد رشید حضرت غالب المتخلص بہ طالب -

بسم اللہ الرحمان خلق الانسان علمہ البیان سبحان اللہ کیا شان لیس کمثلہ شئی کا شان ہے کہ
لا تدرکہ الابصار احاطۂ دریافت اور دائرۂ شناخت سے برتر ہے اور افکار ذوی العقول کی عقول
تصور حقیقت سے سراسیمہ اور کنہ ذات اور کشف تجلیات شیونات اور فتوحات میں کمتر
ہم کیا اور ہمارے فکر کیا - جب حضرت لا اُحصی ثناءً علیک فرمائیں مگر لا
ما عرفناک کو یاد دلائیں - تو نے مائدۂ کرم بفحوائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف بچھایا
فخلقت الخلق کو مدعو بنایا - تیرا خوان اور تیرے مہمان - جو کھلایا وہی کھایا - اور جو دیا
وہی لٹایا تو نے معنی کو صورت صورت کو آئینہ آئینہ کو تجلی تجلی سے اپنے شیفتوں کو متجلی

فرمایا اور اللہ نور السموات والارض کہکر رشتہ بتایا تو نے ہر ذرہ کو صفت خاص اور اُس صفت
کو اسم اسم کو ہیئت مخصوصہ سے منسوب کرکے گوشوارہ اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی
کا زیب آغوش او نقطہ موہومہ جزء لایتجزی کو حسب مراد آمیزش نقوط سے ہم آغوش کیا پھر
نقطہ سے حروف حروف سے کلمہ کلمہ سے کلام کلام کو ربط معانی معانی کو جانون کی دلنشینی
عطا فرمائی - اور ایسی ایک شے کو جو لم یکن شیئاً مذکوراً تھی نطفہ سے مضغہ مضغہ سے
گوشت گوشت سے استخوان اور اسکو تناسب اشکال بلا قیل و قال بقول حضرت سعدی -
دہد نطفہ را صورتے چون پری - کہ کردہست بر آب صورت گری - و بگر خلعت و فضلناہم
علی کثیر ممن خلقنا کا پہنایا اور نفخت فیہ من روحی سے قوہ قوہ سے فعل مین لایا تاکہ یہ گنجینہ
معانی بنے اپنی کہے اور اور کی سنے اس طرح سے حکمت مخفی عیان ہو نہ سینہ سینہ نکلے دہان
ہو پھر جو مبدا تھا وہی معاد ہو اس طرح اتحاد ہو - زہے بزم وصال و خہے فضل و کمال
کنت نبیا و آدم بین الماء والطین صاحب لولاک لما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
کو نسو مان بارگاہ رفعت ہو تیغ و بالمومنین رؤف الرحیم بہسرہ باب عزت مین خدا کا کلام
معجز نظام محمد کا منہ اور خدا کی زبان وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی جسکے ہاتھ مین
یہ علم ہو بھلا کیون نہ افصح العرب والعجم ہو مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین حافظا گرچہ در سخن در بیسا - قرب ہمت دو نیست بہ بندہ شاہ
نمایم و ثنا خوان شماہو اے شہنشاہ بلند اختر خدا را ہمتے تا ببوسم ہمچو گردون خاک ایوان شما
مؤلف یہلا پھر خیال یار مجھے تو سوئے صحرا کو بہار مجھے پھر جوبن شباب کا ہے جوش
مے الفت کا ہے خمار مجھے ہو حضرات بقا نام کا شوق زندگانی جاودانی کا ذوق کسکو نہین
یہ خیال کافہ انام مین ایسا ساری اور دلون مین ایسا جاری ہے کہ اُس سے گریز نہین
بے نام و نشان جینا کسیکو دلپذیر نہین بقول حضرت سعدی ہر آنکو نماند پسش یادگار رفت
درخت وجودش نیاورد بار ہو لوگ اسی توقع پر مرتے ہین جینے کا دم بھرتے ہین زمانہ کی

زیر و مدار سر دھرتے ہین مطلع ہی سے مقطع کا خیال ہے ربع مسکون کا یہی حال ہے
اولاد کی تمنا عمدہ صنائع کی بنا اسی افتاد پر ہے اختراع بدیایات اسی اسناد پر ہے کہ جب
قصیدہ حیات تمام ہو ہماری یادگاری اطناب انام ہو مگر جو نام حسن کلام اور نظم نظام سے
مرصع اور مسجع ہے اوسکی تقطیع محال ہے بلیغ افراد بشر کا یہی مقال ہے بلکہ یہ اور مستزاد ہے
کہ وہ اپنے محل سخن کا عماد ہے سخندان اُسکے پیچھے ترجیع خوان ہین ہر جگہہ اُسکے کلام مسمط
کے بیان ہین ۔ غرض نقش پرست کرنا یاد ماند ۔ مگر یہ خیال اور مقال ایسا معشوق طناز ہے
کہ اُسکی مواصلت مین ہر پیر یا جوان تشبیب خوان کب صاحب راز و نیاز ہے اسکے چاہنے
والے ہزارون جانون پر کھیل گئے خطائے منکر اور بد مزاجیان جھیل گئے اسکی تضمین کے
سبب صاحب عاق ہوئے اور اسکی تجنیس سے بدنام کنندہ نکونامے چند کے مصداق
بلہوس سمجھتے ہین کہ یہ ہمارا مقام ہے جو عروس سخن جیسے رام ہے یہ محض تلمیح ہے او تقبیح وہ
اُنکے وصال سے دور ہے مگر ایک چوٹین جسکا نام جہل مرکب ہے انکے گلے پڑی ضرور ہے ہمزہ
کہ ہم بھی لطیف خطاؤنین طالف بنگر اسکی تصحیف سے خالف ہر کیا کرین دنیا مین عالم خیال
عجب بے مثال ہے کہ زندگی بغیر اسکے شاق ہے جسکو دیکھو اسکا مشتاق ہے یہ تنہائی کا یار
ہے شب ہجران کا غمگسار ہے ناکسون مین کس ہے بے بسون مین بس ہے ہاتھ مین دامن یار
ہے ویرانون مین گلزار ہے شوق بے اُسکے بیکار ہے اور تمنا بے مددگار مفتیون کا کیف ہے
شیوہ شاہدون کا سیف ہے کہین سوز ہے کہین ساز ہے اور کہین ناز ہے اور کہین نیاز
بغیر اسکے زندگی حرام اگر کوئی جیا بھی تو گمنام یہی مایۂ بساط ہے اور یہی فرش نشاط خلوت
مین جلوت کا نگہبان فرحت اور انبساط کا غزلخوان متاع بہجت اور سرور ہے یہ وہ نشہ ہے
کہ نالون سے کوسون دور ہے شیرازہ بند دیوان ہستی ہے اور نغمہ سنج پیش دستی بادۂ
شبانہ کی مستیان اسی سے بھاتی ہین خواب نوشین سحر کی انگڑائیان اسیکے باعث دلکو
لبھاتی ہین جو سامان خواب کبھی نہ دیکھا ہو یہ پیدا کر دے جو راز مشکل اور معما ناقابل حل ہو

اُسکو ہویدا یاس اسکے پاس نہین کسی سے اسکو ہراس نہین زندگی کہی ہی تلخ کیون نہو
اسکے باعث خواب شیرین سے زیادہ آسان کیونکہ اسکو تکلیف کا نہ وہم نہ گمان -
کیا کیا اشکال عجیب اور غریب تمثیل اور تشبیہہ مین لاتا ہے اُن سے اپنی کہتا اور اُنکی
سنوا تا ہے بچھڑون کو ملاتا اور اُنکو راہ پر لاتا اسی سے سوجھتا ہے آواز قلقل صدائے
بلبل وہ کسی کا قابو مین نہ آنا وہ اُٹھ کے چلا جانا وہ ملاقات کی گھاتین وہ شوق کی
باتین وہ لب ساغر کا مُنہ لگانا وہ ہچکیان لینا خود بھی رونا اور اُنکو رُلانا وہ روزن
دیوار سے تاکنا وہ نقاب مین نگاہ شرمگین سے جھانکنا وہ ہجوم آرزو وہ شیرین لبونکی
میٹھی میٹھی گفتگو وہ بیقراریان وہ بیتابیان وہ شب ہجران کی درازی وہ فراق مین
جانگدازی وہ شب وصل کا جلد سحر ہونا وہ مرغ سحر کا چلاتا اور شمع محفل کا جھلملاتا وہ
جگر کی خراش وہ غمزون کی تراش وہ حیا سے پیغام وہ مجاز مرسل سے کلام وہ رنگین
استعارات وہ کنایہ اور اشارات غرضکہ جہانتک سوچو یہ سب حضرت خیال کی بدولت
انسان کو حاصل ہے یہ ہر شئے کو اور ہر شئے اسکو شامل ہے دنیا مین عجب نعمت ہے
بغیر اسکے زیست مستعار اکارت ایک روز ہندہ درگاہ انہین حضرت کے ہمراہ ایک
وادی ناپیدا کنار جسمین گذرنا دشوار ہے جسکا نام میدان کلام مشہور انام ہے جا نکلا
دیکھا عجب قیامت خیز گویا میدان رستخیز ہے جسکا اُفرہے نہ جھور ہر فرد بشر حیران ہے
عجب میدان ہے ایک جانب اتھاہ سمندر رواں یون تو بے تعداد مگر کہنے کو
اُنیس بحور اُسکے ساتھ دوان عقل دنگ قافیہ تنگ تھا کہ یہان نہ اپنا کوئی ردیف ہے
نہ حریف اولا اس میدان کا قطع کرنا محال پھران دریاؤن سے سالم جانا کیا مجال یہ ایسی
مدید اور طویل ہین کہ انکے پار جانے سے پرندتک مقصور ہین آدمی تو ایسے بحر بسیط کے
بالکل معذور ہین مگر مشارکت سے شاید منسرح ہو تنہائی مین محض رجز اور اضطراب کرنے سے
کب فرح ہو یہی رمل بیابانی اور اسی بحر قریب کا پانی اور تمہاری زندگانی - محوی چہ نوا ستا

ہمنوایان رفتند و بیگانہ نشین کہ آشنایان رفتند ؎ ایام خزان رسید و گلہا ہمہ ریخت ؎
از صحن چمن نغمہ سرایان رفتند ؎ اسی حیص بیص مین تھا کہ ایک مشاکل کی آواز فرح
یعنی ترنم کی کانمین آئی تازہ جان پائی سمجھا کہ یہ کوئی متدارک کامل ہین یا میرے حال مین شامل
ہین قدم سریع اُٹھائے کہ کہین امن ہاتھ آئے یہ میدان منقطع ہوا اور یہ بحر مجتث باعث زندگی
جدید ہوا تقارب روز عید ہو (حافظ) آن کیست کز روی کرم با من وفاداری کند ؎ بر جائے
بدکار سے چو من یکدم نکوکاری کند ؎ چون من گدائے بے نشان مشکل بود یار فلان ؎
سلطان کجا عیش نہان با رند بازاری کند ؎ دلبر کہ جان فرسود ازو کام دلم نکشود ازو ؎ نومید
نتوان بود ازو باشد کہ دلداری کند ؎ غور سے جو دیکھا تو میرے حبیب لبیب ترجیع بند معانی
ترصیع جواہر نکتہ دانی تجنیس قدسی صفات توشیح مکارم اخلاق و برکات مربع نشین مسند عزت مسدس
پیرائے شش جہت تبئین کلام توضیح نظام قلب زوائے کدورت استوا پرداز رجعت تخرانا
علوم مہذب عموم احترام آفتاب نظام ماہتاب احتشام روز روشن صبح گلشن صراح مضامین براہین
قاموس گوہر صحاح جوہر مفتاح سخندانی نجم تیغ رسانی تلویح عطا تحفہ ضیا چمنستان کرامت
نگارستان فطانت خطبہ فرحت مصدر حشرت خرمن اتحاد چشمہ فیضان و داد رشحہ شعاب
معارف گفتار کشاف اشارات موید تحقیقات قانون شفا روضۃ الصفا بلبل ہزار داستان گلشن فیضان
تعویذ حب و ایمان جلوہ باغ اخوان گلدستہ بند نازک خیالی شمع محفل عدیم المثالی تقویم
عنوان پاسداری محیط علم بحر حلم معیار حسن گفتار محک درست اشعار افصح الفصحا ابلغ البلغا
کحل الجواہر عینین منشی **محمد اقبال حسین** صاحب تخلص عاشق وکیل ریاست بیکانیر
ادام اللہ اقبالہ و حشمتہ لازال شموس رافتہ و محبتہ اس پار کھڑے مجھکو بلاتے ہین کہ ادھر آ
کیون زحافات مین ہے بچھڑنے سے آفات مین ہے مینے عرض کیا کہ اے میرے ممدوح
میری کیا مجال اور کہان سے لاؤن ایسے پر و بال جو شہباز کی طرح ہوا بحور کو قطع کر دون
اور آپکے قدم لون فرمایا اے انجان دیکھ ہمنے ان پر بحور کیسا آسان کیا ہے ایک پل بنایا

اِس عرصۂ شعر گذار کو شاہراہ بنایا ہے — مینے بچشم حیرت دیکھا کہ ایک عمارت ہے جسکو فصاحت
اور بلاغت کے ستونون پر قیام ہے اُسکی تاسیس کو قیامت تک دوام ہے اصول
سحر کا ذہن تعمیر اور ہر ایک شئ اُسکی بے نذیر ہے ہشت ارکان اُسکے اوتاد ہین بڑے
خوبصورتی کے اُستاد ہین گویا ایک دوسرے کا ردیف ہے پل کیا ہے باغ رضوان کا
حریف ہے پھر تو شوق مین قدم یہ کہتی ہوئی اُٹھایا کہ ع خرم دل آن کسے کہ صحبت تو
با یار علی الدوام دارد اور جناب ممدوح کی بندشون کو خیال مین لایا سبحان اللہ سبحان
اللہ دیوان عام ہے گذرگاہ انام ہے آثار زندگانی کی نشانی ہے عاشق اور معشوق
کی کہانی ہے ابر نیسان معانی ہے غنچہ کشائے طبع جہانی ہے یا اخبار حیات کی جاودانی
ہے دریائے عمیق سخندانی ہے گلشن پیرائے صنائع ہے فرحت افزائے طبایع ہے ہر نکتہ
موزون ہے شمشیر زبان افسون ہے نکہت گل ہے نقارۂ آفرین بلبل ہے گنجینۂ صلاح ہے
نوائے فلاح ہے بزم افروز حسن و عشق ظلمت زدائے کفر و فسق ہے سرود دل ہے بادشاہ
منزل ہے بلبل بوستان ہے نواسنج گلستان ہے سحر سنج ہے نوائے گنج ہے گلشن مہر و کین ہے
چمن سخنان دلنشین ہے مایۂ امید ہے نوید جاوید ہے آرامگاہ خداوند و بندہ ہے نیرنگ ساز
گریہ و خندہ ہے منزل فضائل ہے محفل خصائل ہے طوطی گفتار عندلیب خوش ہنجار جائی گفتگو
وسیلۂ معشوق سو بسو چمنستان بیان مربی اخلاق و مہربان نقش نگین از رنگ چین عنوان محبت
مضمون مروت صورت طراز دقایق واللہ کہ از ہمہ فایق آبشار نیرنگی شمع افروز بیرنگی سکۂ
اسرار نہانی معیار الفاظ و معانی نیرنگ خیال مضمون وصال بہار تمنائی طالب مطلوب بصیرت افزائی
عاشق و محبوب گہر افشان از رنگین شاہد ناز دام صیاد و صید مرجع تحسین و امید صراف نقد و قلب
خازن بزم وصلب شاہد ہوش ربا عبرت جلوہ نما سحر عشاق و بتان خزینۂ گوہر و گنج رلذ نہان
بہزاد حسن افزائی گفتار شعرا حیرت فزا نزہت انتما مصور خیال تصویر مقال کسوت خوبی جلوۂ
محبوبی غرض کیا کیا کہون — آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ذی یون تو دیوان داغ کا جو آپکے

مگر حق یہ ہے کہ یہ لاجواب ہے ماہ کامل اسکے گرد گردان ہے ہر ایک مطلع سے خورشید عیان ہے مقطع حاسدون کا دندان شکن ہے ہر غزل غزالان صحرائی سے زیادہ پرفتن ہے اسکو وہ جانے جسکو مذاق سخندانی ہے ورنہ گھامڑ کے آگے تو رام کہانی ہے — اے حفیظ بس کہ آگے نہ ہوس کر انکا پایۂ سخن تیزی فکر سے زاید ہے تجھپر الزام مرتبہ ناشناسی کا عائد ہے — قطعۂ تاریخ اختتام تقریظ تحریر کر اور جناب ممدوح کے حق مین دعا تسطیر کر۔

قطعہ

ہر چند کہ بادہ اوج مستی بخشد / یکروزہ بود و باز پستی بخشد

روحے کہ بہ بخشدت کلام عاشق / راحیست کہ با تو روح ہستی بخشد

تو حرف دعا بگو حفیظ بہ حق / تا ہست خداش تندرستی بخشد

بخشد ہمہ اسباب کہ او مے خواہد / ایمان دہد فراخ دستی بخشد

قطعہ مادۂ تاریخ اردو حضرت معظم بالا

جناب خضر کو عمر ابد جو تھی منظور / گئے تلاش مین حیوان کے چھوڑ کر انسان

ملی حیات تو انکو فقط وملے بے سود / ہوئی جو کچھ خوشی مین جاکے وہ پنہان

ہمارے پاس نہ آئے کہ ہم بتا دیتے / کہ آپ دیکھ لین عمر ابد کا ہے یہ نشان

وہ کیا ہے یعنی کہ دیوان عاشق صادق / جبین مہر پہ حرفون کی جسکے ہے افشان

جو دیکھین مانی و بہزاد اسکے لفظون کو / مثال دیدۂ تصویر وہ بھی ہون حیران

اگر شبیہہ کلی بھی سنے تو پھر وہ بھی / بسان زہرہ برقص آید و شود حیران

سحر کہ چہ افسون دمیدہ است عاشق / ندید چشم فلک اینچنین نگارستان

ترے سحاب فصاحت سے پھر ہوا شاداب / چمن سخن کا پڑا تھا جو مثل خارستان

تمہاری جلوہ طرازی سے حضرت عاشق / زمین ہے ساری گلستان بساط بستان

عجب فصیح بلیغ آپکا کلام ہے یہ / کہ جس سے بحر خجالت مین غرق ہے سحبان

دیا ہے تونے عروس چمن کو وہ جلوہ
کہ جسکو دیکھ پھڑک جائین پیر اور جوان

مسیحا ہے اسکو اگر مین لکھون عروس چمن
گل سخن کو ہے جس سے حیات جاویدان

ترے کلام سے مُردون مین جان آتی ہے
تو وہ کلیم مسیحا صفت ہے سحر بیان

بجز نوشتۂ تقدیر کچھ نہیں باقی
محال طبع رسا سے تری ہوا امکان

تری طراز سے احباب کو ہے ذوق طرب
ترے سخن سے گریزان نہین مگر شیطان

نوائے بلبل شیدا نہ کیون اسے کہیے
نسیم گلشن اقبال سے ہے یہ شادان

اسے تو طائر عرش آشیان سمجھ لیجے
مقدر آپ سے دنیا مین آگیا مہمان

کلید گنج سخن گویمش وے گویم
ہمائے عرش نشین عندلیب خوش الحان

بروے اہل طراز و سلوک داعیہ ہم
کشودۂ تو در از باب ہائے باب جنان

ہمین کہ گفتم و گویم ز وصف بس نبود
نوید راحت جان نسخۂ ہمہ درمان

الا کہ باز معانی ہمی پرد ور شوق
کہ تا شکار کند ہر کہ راحت روح و روان

چکد ز کلک نگار تو حرف چون طاؤس
شود بکاغذ دیوان چو دلبر رقصان

الٰہی تا کہ زمین و زمانست مہر و نجوم
الٰہی تا کہ روانست جوئے کاہکشان

ہمیشہ رایت اقبال باد برا وجش
ہمیشہ بخت معین باد دولت و سامان

خموش طالب خستہ کہ از تو کے آید
ثنائے فکر رسا آمد اہل زبان

تقریظ از نتیجۂ فکر آسمان پیمائے نظیری نظیر فاضل نبیل شاعر جلیل جناب سید محمد اقبال حسین صاحب المتخلص بہ بسمل خیرآبادی وکیل و معتمد ریاست ٹونک متعین بہ زیڈنسی اجپوتانہ مقام کوہ آبو

جو سُنایا بخت نے سُنتا رہا
جو دکھایا چرخ نے دیکھا کیا

عاشق تال اندیش کی بے سروپا باتین سنین ۔ معشوق جفاکیش کی برملا صلواتین سنین

ہجر یار کی راتین دیکھین - حسن وعدل چال ہے آن آفتاب داغ وآذکار عاشق ہے حضرت عاشق کا دیوان - عشق خانہ ہے اور تحریک خندۂ بیساختہ اسکا کام ہے - معشوق پردہ نشین کا جلوہ جسے ہنستے کو رلائے وہ اچھا - یا جو روتے کو ہنسائے جو دیکھا - ہائے وہ بھرے پرے اتام ہے اسلئے یہ تقریظ تمام ہے اور میرا سلام -

محب وہم جان نواز کرم بے انباز افتخار الشعرا مولوی سید افتخار حسین صاحب عاشق کی متواتر نمک افشانی سخن حضرت مولانا بسمل خیرآبادی

ہمارے وہ ارمان منفعل جو نا امیدی ہائے پالا پڑ گیا
تھے ایک معشوق عاشق نواز کی ہر رنگ کا لا پڑ گیا

ناکامی پردانت پیسنے لگے ہین - بیٹو سنبھالو - آج ہوائے تیز کی بے تحاشا رفتار
دکھایا چاہتی جگانے والی ہے - دیکھو وہ زرد زرد پتے
پرانے دل کی حالتون مین کوئی شاخ بے کیفی وجدائی -

مگر کیا ہوتا ہے - اپنی اپنی قسمت ہم مقامون کو چھوڑ چھاڑ کس بے برگی وبینوائی دولت سخن وہ دولت نہین جو تازہ آنیوالی ہے - بگولون کو نہین معلوم پھول چننے کسی کے پلے کانٹے آتے مرتے ہین - ذرّون پر خدا جانے کیا بن گئی ہے کہ معاندانہ برتاؤ - کہان عاشق پھرتے ہین شاخون پر کیا گزر رہی ہے کہ خود دیکھ بے تابیان - کہان سرو وصنوبر کہ بیخین چھوٹی جاتی ہین پھر فلک کے چہرۂ نورانی لالہ کی نگاہ بازیان - کہان سیلنے والے کے گالون پر بھی نہو گا - او مسافران دشت ہنسنا - کہان شبنم گریان کا ترسنہ شنا بھی پیئے کیا کہا - اسے وہ دیکھو یار سخن کہان کہان گنجان درختون کا باہم شو - کہین ایسا نہو کہ اس بلائے آسمانی کا زور تھما ہے کہان ڈبردن کا گندلا پانی - چپ خوردہ خواب کا جسے تمنی اپنا سرمایۂ حیات قرار دے رکھا ہے گریا گرم تمنا کو - آب سرشک چشم مالی ہزاروں راتین سکھ چین سے بسر کر چکے ہوا در کرگئے

بہو رہو جائے - کوئی آفت ہو سہی نہین جاتی - مثل مشہور ہے کہ بُری گھڑی کہہ کے نہین آتی - آدمی کچھ کھو کے پاتا ہے - گھڑی کے بات کوئی لینے نہین جاتا ہے - اگر تمھاری غفلت بیجا اپنے والیون سے باز نہ آئی - تو دیکھ لینا بنے بنائے کھیل بگڑ جاوینگے - اور اب سے دو ر لینے کے دینے پڑ جاوینگے - سُنا گیا ہے کہ اقلیم سخن کے محلۂ نظم آباد مین ایک دشمن جان شعرائے حال - آتش مزاج و تیز مقال لذت دنیا و دین سے سیر - قلب فنون علوم کا ابطن قالبود ہ کون حضرت معظمی و مکرمی منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق وکیل بیکانیر متعینہ رزیڈنسی کوہ آبو کی گرما گرمی سے آگ لگی ہوئی ہے - مبادا کہ اُس آتش سوزان کی شوخ شرر چنگاریان ہوا کے گھوڑون پر سوار ہوکر تمھارے ارمان و امید کی پکی پکائی کھیتیون مین آپڑین اور دانے دانے کو چٹ کر جائین - اے حسرت و آرزو کے شہر آباد مین بسنے والو اپنے خیالات خام کے کچے گھرون کو اور ناکامی و یاس کے سوکھے ساکھے چھپرون کو دیکھ بھالو - اب سرشک پیہم کا پورا بندوبست رہے - شگاف زخم جگر کے نالے بند کر دو کہ اب نہ بہے - چھوٹی بڑی تمنا ؤن سے کہہ دو کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہین تو خم آبلۂ دل مین پانی بھر کے تیار رہین - بلکہ پھپھولون کے گھڑون پر ہاتھ دھرے ہشیار رہین اگر کوئی شرارۂ آہ حضرت عاشق آچکے تو فوراً ٹھنڈا کر دین - ہر ایک جنس کی سنبھال رکھین ہر ایک چیز کو ٹھکانے دھر دین - تمکو تو یہ حکم دیتا ہون اور مین جا کر اپنی جھونپڑی کی خبر لیتا ہون -

چلو مضطر چلین دیکھین تماشا گھر کے جلنے کا
کہ ہمکو بھی ہے شوق بے تحاشا گھر کے جلنے کا

لیکن گھر مین دو دلنے بھی نہین جلیگا کیا خاک - اُس ویران کدۂ بے سر و سامانی کی گئی گذری حالت کا پوچھنا ہی کیا - اُسکی بنیاد ایسی گہری پڑی تھی کہ پردہ داری معاملات کیواسطے چار دیواری بھی نصیب نہوئی - اور خواب شیرین کی دور رہا - ایکدن شب فراق کی آزار نما بیداری بھی نصیب ہوئی مگر خیر - جیسا ہے پھر اپنا گھر ہے - یہ کہا اور قدم بڑھایا - خدا خدا کر کے گھر تک پہونچے - دیکھا تو